واضح ہو کہ سب سے اول خدا نے جنکو توفیق عمل کی بخشی ہے یہ ہی وادنا تو پھر ہمارے مسلمانون کو بہت
تمام سے مسلمانی نماز روزہ زکوۃ حج جہاد سب بیان آنحضرت اوٹھاتے ہین لیکن موافق رسم و عادت
کے نہ مطابق طریقہ عبادت کے اس صورت مین اونکی مشقت برباد جاتی ہے بلکہ نفع کے عوض
نقصان ہو جاتی ہے پس جس تقدیر پر کہ وہ ان کامون کو خواہ مخواہ ادا کرتے ہین اگر باطن بھی
ان کامون کا موافق مرضی شرع کے کر لین تو کچھ اونکو بڑی تکلیف نہو گی اور عمل بھی صحیح
ہو کر نتیجہ نیک بخشیگا اور اوتنا ہی وقت اس کام مین بھی صرف ہو گا جتنا کہ بے موافقت شرع
بجا لانے مین ان امور کے پہلے صرف ہوتا تھا اور یہ ظاہر ہے کیونکہ جو پانچ وقت واسطے
نماز کے مقرر ہین نماز اوسی وقت مین پڑھیگا اور تمام سال مین روزہ بھی خاص ماہ رمضان
ہی مین رکھیگا زکوۃ بھی بعد سال تمام کے دیگا حج بھی تمام عمر مین ایک ہی بار کریگا کچھ اخلاص
نیت و تصویب عمل سے مقدار عبادت فرض کا بڑھتا نہین ہے یعنی ہر دن مین خمس نمازین ہوتی
ہین اور ہر سال مین دو رمضان آتے ہین اور نہ دو زکوتین اور نہ تمام عمر مین دو حج ہان شوقمند
کو اختیار ہے کہ وہ نوافل عبادات سے اپنی طاعات کو بڑہاے تطوعات سے حسنات کو زیادہ کرے
ومن زاد زاد اللہ فی درجاتہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے جسطرح ترغیب اصلاح پر صورت
ظاہر عبادت کی فرمائی ہے اسیطرح اصلاح پر صورت باطن طاعت کی بھی رغبت دلائی ہے
پھر کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ مسلمان نرے پوست پر قناعت کرے مغز کو نہ لے یہ ترجیح بلا
مرجح بے شک ہے اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اصل مقصود ہر شے سے نتیجہ اوس شے کا ہوتا ہے نہ
نری صورت اوس شے کی یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت مین جس عمل صالح کا ذکر کیا ہے وہان
عامل سے ظاہر و باطن عمل دونون کو طلب فرمایا ہے مثلاً باب طہارت و نماز مین ارشاد کیا ہے
ما من امرء مسلم تحضره صلوة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها الا كانت
كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يؤت كبيرة وذلك الدهر كله رواه مسلم عن
عثمان رضي الله عنه مرفوعا يعني جو مسلمان وقت نماز فرض کے اچھی طرح پر وضو کرے

نماز کو خشوع و خضوع سے پڑھتا ہے تو یہ نماز اوسکے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے جبتک کہ
اوسنے کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا ہے سو اسجگہ مراد احسان وضوء و خشوع صلوٰۃ سے شروع طہارت
و نماز سے درستی ظاہر و باطن دونوں کا اعتبار کیا ہے نرے ظاہر پر اکتفا نہیں فرمایا اسیطرح
حدیث عقبہ بن عامر میں فرمایا ہے ما من مسلم یتوضأ فیحسن وضوءہ ثم یقوم فیصلی
رکعتین مقبلا علیہما بقلبہ و وجہہ الا وجبت لہ الجنۃ رواہ مسلم یعنی جو مسلمان
خوب طرح وضو کرکے ظاہر و باطن سے متوجہ ہوکر دو رکعت نماز پڑھتا ہے اوسکے لیے جنت
واجب ہو جاتی ہے لفظ قلب و وجہ سے مراد یہی صلاح ظاہر و باطن ہے پھر اس طلب کے
مقابلہ میں ترک کرنے پر اس مطلوب کے وعید شدید فرمائی ہے وہ بھی شامل ہے حالت ظاہر و
باطن دونوں کو مثلا دربارہ ظاہر نماز حدیث ابو قتادہ میں ذکر کیا ہے اسوء الناس سرقۃ
الذی یسرق من صلوتہ قالوا یا رسول اللہ کیف یسرق من صلوتہ قال لا یتم رکوعہا ولا سجودہا
او قال لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ رواہ مالک و
احمد والدارمی عن النعمان بن مرۃ بطولہ واخرجہ احمد ایضا والطبرانی والحاکم
عن ابی قتادۃ مثلہ یعنی بڑا چور وہ ہے جو نماز کو چراوے پوچھا کیونکر فرمایا تمام نہیں کرتا ہے
رکوع و سجدہ کو یا سیدہی نہیں کرتا ہے پیٹھ اپنی انمیں دوسرا لفظ علی ابن شیبان کا رفعا نزدیک
ابن حبان کے یہ ہے لا صلوۃ لمن لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود یعنی اوسکی نماز ہی
نہوئی جسنے رکوع و سجود میں پیٹھ اپنی سیدہی نرکہی طلق بن علی حنفی رفعا کہتے ہیں لا ینظر اللہ
الی صلوۃ عبد لا یقیم صلبہ بین رکوعہا و سجودہا رواہ الطبرانی فی الکبیر یعنے اللہ
بندہ کی ایسی نماز کو آنکھ اوٹھاکر نہیں دیکھتا کہ رکوع و سجدہ اوسکا سیدہا نہو بلکہ حدیث ابو عبد اللہ
اشعری میں یوں فرمایا ہے لو مات ہذا علی حالتہ ہذہ مات علی غیر ملۃ محمد صلعم
رواہ ابن خزیمۃ یعنی ایسا نمازی اگر اسطرح کی نماز پڑھ پڑھکر مرجائیگا تو وہ ملت اسلام پر نمریگا
یہ وعید نہایت سخت ہے بخاری کا لفظ زید بن وہب سے یوں ہے کہ حذیفہ نے ایکمرد کو دیکہا کہ

ہو۔ دیکھو حذیفہ نے ایک شخص کو کہا ما صلیت ولو مت مت علی غیر الفطرۃ التی فطر اللہ علیہا
محمدا صلعم رواہ البخاری شافعی کے نزدیک طمانینت فرض ہے اور یہی حق ہو ہے یہ حدیث
دلیل ہے اس بات پر کہ اعتدال و اقامت نماز میں فرض ہے بے اسکے نماز نہیں ہوتی ہے
سلف صالح بھی عقیدہ پر گذرے ہیں ایک شخص نے اس طرح کی نماز بے ربط و ضبط پڑھی تھی
حضرت نے دوبارا اوسکو فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل رواہ الشیخان یعنی جا پھر نماز
پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اول ہر نمازی اپنی نماز کی صورت ظاہری
درست کرے تب کہیں وہ نماز اوسکی معتبر ٹھیرے گی پھر اگر بعض صورت درست کی اور بعض
ناقص ہی تو بقدر درستی کے وہ نماز ہوگی باقی ہدر ہی اوسکا وبال قائم رہا کیونکہ حدیث
عمار بن یاسر میں فرمایا ہے ان الرجل لینصرف وما کتب لہ الا عشر صلوتہ تسعہا ثمنہا
سبعہا سدسہا خمسہا ربعہا ثلثہا نصفہا رواہ ابوداؤد یعنی آدمی نماز پڑھکر پھرتا ہے اور او
سکے لئے فقط دسوان نوان آٹھوان ساتوان چھٹا پانچوان چوتھا تہائی حصہ نماز کا لکھا جاتا ہے سو اگر یہ
حصے لکھے بھی گئے تو کچھ زیادہ نفع دینے والی نہیں ہیں ولہذا حدیث ابوالیسر میں رفعًا آیا ہے
منکم من یصلی الصلوۃ کاملۃ ومنکم من یصلی النصف والثلث والربع والخمس حتی
بلغ العشر رواہ النسائی اسکا مطلب بھی یہی ہوا کہ کوئی تم میں پوری نماز پڑھتا ہے اور کوئی
آدھی تہائی چوتھائی الخ سو ایسی نماز بے فائدہ ہوتی ہے اسیلئے حدیث ابوہریرہ میں فرمایا کہ
اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلوتہ فان صلحت فقد افلح وانجح
وان فسدت فقد خاب وخسر وان انتقص من فریضۃ قال اللہ تعالی انظروا
ہل لعبدی من تطوع یکمل بہا ما انتقص من الفریضۃ ثم یکون سائر عملہ
علی ذلک رواہ الترمذی یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے حساب اسی نماز کا ہوگا اگر
درست نکلی تو اچھا رہا سستا چھوٹا اور اگر خراب نکلی تو نکما زیان کار رہا اور اگر کسی فرض میں
کچھ نقصان رہگیا ہوگا تو اللہ فرمائیگا کہ اوسکی نفل نماز دیکھو اوس سے فرض کو پورا کرو پھر باقی عمل

اور ست اسی طرح پڑے رہتے ہیں باطن عمل سود. بارہ باطن حدیث مین عثمان بن ابی
دہرش کے رفعا یون آیا ہے لا یقبل اللہ من عبد عملا حتی یشهد قلبه مع بدنه
رواه محمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوٰۃ ھکذا مرسلا یعنی اللہ کوئی سا عمل
بہی نماز ہو یا روزہ یا زکوٰۃ یا حج یا اور کچہ قبول نہین کرتا ہے جب تک کہ دل بندہ کا ہمراہ
بدن کے حاضر نہو معلوم ہوا کہ اگر صورت ظاہری ان اعمال کی موجود بہی ہوئی اور سارے
ارکان و آداب بہی پورے ہوئے اور کوئی نقصان شکل ظاہر مین باقی بہی نہین ہے
تب بہی وہ ظاہر کا عمل مقبول نہین ہوتا ہے مگر اوسی وقت کہ بدن اور دل دونون موافق
یکدیگر ہون ولہذا اہل معرفت و بصیرت نے حضور دل کا ہر عبادت مین بوجہ اخلاص واسطے
صحت عبادت کے شرط ٹہیرایا ہے ابو الدرداء نے مرفوعًا کہا ہے اول شیٔ یرفع من
ھذہ الامۃ الخشوع حتی لا یری فیہا خاشعا رواہ الطبرانی یعنی سب سے پہلے
جو چیز کہ اس امت سے اوٹہالیجائیگی وہ گڑگڑانا عاجزی کرنا ہے یہانتک کہ ایک شخص بہی
نماز مین عاجزی فروتنی کرنے والا نظر نہ آئیگا یہ خبر مخبر صادق نے دی تہی اب مصداق
اس خبر کا اکثر نمازیون مین موجود ہے عاملہ ناصبۃ محنت برباد گناہ لازم اب ہر نمازی
روزہ دار زکوٰۃ دینے والا حج کرنیوالا اپنے جی مین سوچے سمجہے کہ میری عبادت کیسی ہے
نرا ظاہر اوسکا درست ہے یا باطن بہی صاف و پاک و حاضر ہے اگر وہ نرے پوست پر چیا
ہوا ہے تو پہر امید قبول کی ہرگز نرکہے اور جو پوست بہی درست نہین ہے تو پہر خدا ہی حافظ
ہے کیونکہ ایسا شخص حکم مین تارک نماز کے ہے اور تارک ایک نماز کا عمدًا کافر واجب
القتل ہوجاتا ہے لائق اسکے نہین ہے کہ مقابر مسلمین مین دفن ہو بلکہ اوسکا حشر ہمراہ
قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف کے ہوگا مگر یہ کہ فی الفور توبہ کرلے غرضکہ اسجگہ
تین چیزین درکار ہوتی ہین تب نفع اوس عمل کا دنیا و آخرت مین مترتب ہوتا ہے ورنہ
وہی کہاوت ہوتی ہے کہ آہن سرد کوکوٹا ہوا کو مشت سے ناپا ایک صواب یعنی عمل کا

موافق سنت حضرت کے ظاہر و باطن مین صادق ہوتا دوسرے اخلاص یعنی شرکت غیر اللہ سے پاک
صاف ہونا تیسرے نیت کا درست ہونا کیونکہ بے نیت کوئی عمل مقبول نہین ہوتا ہے گو
کیسا ہی اچھا کام کیون نہو جیسے اگر کسی نے سارا مال اپنا صدقہ کر دیا مگر نیت زکوٰۃ کی نہ تھی
تو زکوٰۃ ادا نہوئی حدیث عمر بن خطاب مین فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل
امرء ما نوی رواہ الشیخان یعنی اعتبار ہر عمل کا نیت سے ہے ہر کسیکو وہی ملیگا جو اسکی
نیت ہے یعنی خیر و شر دونون مین اور دوسری حدیث اخلاص مین ارشاد کیا ہے یا ایہا الناس اخلصوا
اعمالکم فان اللہ تبارک وتعالی لا یقبل من الاعمال الا ما خلص الحدیث رواہ
البزار عن الضحاک بن قیس یعنی اے لوگو تم اپنے اعمال خالص کرو کیونکہ اللہ سوائل
خالص کے قبول نہین کرتا ہے حضرت نے معاذ بن جبل کو طرف یمن کے بھیجا تھا معاذ نے
کہا مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا اخلص دینک یکفیک العمل القلیل رواہ الحاکم
یعنی تو اپنے دین کو خالص کر تجھے تھوڑا سا عمل کفایت کریگا بیان اخلاص دین کا کتاب دین
خالص مین خوب مشرح کیا گیا ہے مراد تھوڑے عمل سے بڑے فرائض بجا لانا ہے یہ فرائض
پانچ ہین پس ایک اقرار شہادتین دوسرے نماز پڑھنا تیسرے روزہ رکھنا چوتھے زکوٰۃ
دینا پانچوین حج کرنا سو جس مسلمان نے فقط اتنی ہی عبادت پر کفایت کی مگر ہمراہ اخلاص
وصواب کے تو وہ بے شبہ جنتی ہوگا حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ایک گنوار نے آکر
حضرت سے کہا تھا مجھے ایسا کام بتاؤ کہ جب مین وہ کام کرون تو جنت مین جاؤن فرمایا
تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ و
تصوم رمضان یعنی اللہ کی عبادت بلا شرک کرنا نماز زکوٰۃ روزہ بجالاوے کہا والذی نفسی
بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ یعنی واللہ مین نہ اس مقدار پر زیادہ
کرون نہ اس سے کم فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر
الی ھذا متفق علیہ یعنی جو کوئی کسی مرد بہشتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھے

یہ حدیث دلیل ہے اسبات پرکہ جو دعمل فرائض ہو بہی جنت مسکتی ہے گو نوافل عبادات منون اسمین ذکر حج کہ نہین آیا مگر دوسری حدیثون سے ثابت ہے او جو شخص فرائض کے علاوہ نوافل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج بہی ادا کرتا ہے تو اوسکا پہر کیا پوچہنا ہے وہ فائزین مقربین مین ہوگا اسلئے اوسکو دوست رکہتا ہے اور اوسکی ساری حرکات و سکنات اللہ کی مرضی کے موافق ہوتے ہین اور ہر عمل حسنہ اوسکا دس گنا بلکہ سات سو گنے تک بلکہ اس سے زیادہ ہوتا ہے یہانتک کہ اللہ سے جا ملے حدیث معاذ بن جبل مین ایسے شخص کے لئے جو مشرک نہین ہے اور نماز پنجگانہ پڑہتا ہے اور رمضان کا روزہ رکہتا ہے وعدہ مغفرت کا آیا ہے رواہ احمد اسکا حاصل جب یہ چارون بنیاد دین اسلام کی موجب مغفرت اور جنت کی ٹہیرین تو اب انکو اوسطرح ادا کرنا چاہیے کہ نتیجہ اونکے بجالانیکا حاصل ہو سو اس رسالہ مین ترکیب ان ارکان اربعہ کے بجالانے کی لکہی جاتی ہے اسیلئے نام اس رسالہ کا **بذل المنفعۃ بایضاح الارکان الاربعہ** رکہا ہی یہ رسالہ مشتمل ہی ایک مقدمہ چار باب ایک خاتمہ پر وباللہ التوفیق وہو المستعان

مقدمہ بیان مین طہارت کی

اسمین کئی فصلین ہین

فصل بیان مین فضیلت طہارت کی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یہ طہارت شامل ہے طہارت ظاہر و باطن دونون کو اور حدیث ابی مالک اشعری مین فرمایا ہے الطہور شطر الایمان رواہ مسلم دوسرا لفظ ایک صحابی بنی سلیم کا رفعاً یہ ہے الطہور نصف الایمان رواہ الترمذی وحسنہ یہ طہارت بہی شامل ہے ظاہر بدن و باطن دل کو معلوم ہوا کہ واسطے عبادت کے بدن اور جامہ و دل کا پاک ہونا ضرور ہے اور اللہ نے فرمایا ہے فیہ رجال

یحبون ان یتطہروا اور کہا ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید ان یطہرکم اور حدیث صحیح میں آیا ہے مفتاح الجنۃ الصلوٰۃ ومفتاح الصلوٰۃ الطہور رواہ احمد یعنی جنت کی کنجی نماز ہے نماز کی کنجی طہارت ہے بصیرت والون نے ان ظواہر نصوص سے یہ بات سمجھی ہے کہ امر اہم یہی پاک کرنا باطن اور سر کا ہے کیونکہ یہ بات دور ہے کہ نرا پانی بہا کر بدن کا پاک کرنا نصف ایمان ہو سو طہارت کے چار مرتبے ہین ایک یہ کہ باطن انکو پاک صاف کرے سوا حق کے دلمین کچھ نہو قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون جب دل غیر حق سے خالی ہوتا ہے تو پھر حق ہی مین مستغرق و مشغول رہتا ہے کلمہ لا الہ الا اللہ کا مضمون ثابت ہو جاتا ہے یہ طہارت صدیقین کی ہے یہ پاکی آدہا ایمان ہوئی دوسرے یہ کہ دل کو پلید عادتون سے پاک کرے جیسے حسد کبر ریا حرص عداوت رعونت وغیرہا اور اچھی عادتون سے آراستہ کرے جیسے خاکساری قناعت توبہ صبر خوف ورجا ومحبت وغیرہا یہ طہارت متقین کی ہے اخلاق مذمومہ سے پاک ہونا آدہا ایمان ہوتا ہے تیسرے یہ کہ اعضا کو گناہون سے پاک رکھے جیسے غیبت کرنا جھوٹ بولنا حرام کھانا خیانت کرنا محرم کو دیکھنا وغیرہا یہ طہارت پارسا لوگون کی ہے یہ پاکی بدن کی ان سب حرام چیزون سے نصف ایمان ہے چوتھے یہ کہ بدن اور جامہ کو پلیدیون سے پاک رکھے تاکہ سارا تن بدن ارکان نماز درکوع و سجود سے آراستہ ہو یہ طہارت درجہ ہے ہر مسلمان کا کیونکہ مسلمان و کافر مین یہی فرق نماز کا ہوتا ہے یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ سب طبقات طہارت مین پاکی نیمہ ایمان ہوتی ہے دین کی بنیاد نظافت پر ہے احیاء الاحیاء مین کہا ہے الطہارۃ فی کل رتبۃ نصف العمل ما فی عمل السر فلان نہایتہ ان ینکشف لجلال اللہ ولا یحل معرفۃ اللہ فی سرہ لم یحل عنہ ما سوی اللہ قال تعالی ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ واما عمل القلب فغایتہ عمارتہ بالاخلاق المحمودۃ ولن یحل بہا ما لم یتخل عن نقائصہا وکذا تطہیر الجوارح احد الشطرین وتزیینہ بالطاعات شطر آخر

وتنذه مقامات الایمان ولا یصل العبد الی مقام مالم یجاوز مادونه ومن عمیت بصیرته لم یفهم من مراتب الطهارة الا الدرجة الاخیرة فیمعن فیها ظنا منه بحکم الوسوسة والحق ان الطهارة المطلوبة هی هذه وجهلا منه بسیرة الاولین انتهی

غرضکہ یہ طہارت جامہ وتن کی جسپر سب لوگ مجہک پڑے ہین پہلا درجہ طہارت کا ہے لکن نزے اس پاکی سے دل حسد وریا ومحبت دنیا سے اور تن گناہ ومعصیت سے پاک نہین ہوتا ہے ظاہر کو خلق دیکہتی ہے باطن کو خالق دیکہتا ہے تو جو جگہ کہ نظارہ خالق کی ہو اوسکا پاک کرنا نظارہ گاہ خلق سے مقدم تر ہے اگرچہ یہ پہلی پاکی بہی فضیلت رکہتی ہے لکن جبکہ اوسکے آداب کو نگاہ رکہے اور وسوسہ واسراف سے دور ہو صحابہ وتابعین کا اہتمام طہارت باطن مین بہ نسبت طہارت ظاہر کے زیادہ تہا ولہذا برہنہ پا چلتے مٹی پر نماز پڑہ لیتے خاک پر بیٹہہ جاتے کہانا کہاکر ہاتہہ تلوون سے پونچہہ لیتے چوپایون کے پسینے سے زیادہ پرہیز نکرتے حضرت نے ایک مشرک کی لوٹے سے اور عمر نے ایک نصرانیہ کے گہڑے سے وضو کر لیا تہا اور بعض خاک پر بے حجاب سورہے

فصل بیان مین انواع طہارت کے

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ طہارت ظاہر کی علحدہ ہے اور طہارت باطن کی علحدہ اور طہارت باطن کی تین طرح ہے جوارح کی گناہون سے دل کی اخلاق بد سے سر کی غیر حق سے تو اب طہارت ظاہر بہی تین قسم پر ہے ایک طہارت نجاست سے نجاست وہ چیز ہے جس سے اہل طبع سلیم گہن کرتے اور بچتے ہین اور کپڑے کو لگ جاے تو اوسکو دہو ڈالتے ہین جیسے پاخانہ پیشاب مگر پیشاب طفل شیر خوارہ کا اگر لڑکا ہے تو چہڑکنا پانی کا کافی ہے اور اگر لڑکی ہے تو اوسکا دہونا چاہیے یہی مذہب ہے سلف کا احادیث بہی اسیکے موافق آئی ہین تیسری نجاست لعاب سگ ہے جس برتن مین وہ منہہ ڈالدے اوسکو سات بار دہوئے چوتہی نجاست خون حیض ہے جس کپڑے مین لگ گیا ہو اوسکو دہوکر اوسمین نماز پڑہے یہی حکم خون نفاس کا ہے

رہتے اور خون ناد ہنے مین اختلاف ہے عبارات اصلیہ ہمراہ اوسکے ہے جب تک کوئی دلیل خالص معارضے سالم برابری آے پانچوین یہ ہے کہ گوشت خوک ہے اور جسنے قرآن مین اوسکو رجس فرمایا ہے منی نجس ہے اور جسکے نزدیک پاک ہے اوسکے نزدیک بھی خشک کا چھیلنا ناخن یا لکڑی سے اور تر کا دہونا پانی سے ثابت ہے اصل اشیا مین طہارت ہے نجاست کسی شے کی جب ثابت ہو سکتی ہے کہ کوئی دلیل مساوی یا مقدم دلیل طہارت پر آے واذ لیس فلیس یہ بات کلیات وجزئیات شریعت سے ثابت ہے سو مجرد راے سے کوئی چیز نجس نہین ٹہیر سکتی ہے بلکہ جس شے سے اللہ نے سکوت کیا ہے وہ معاف ہے وما کان ربک نسیا اسی طرح حرام ہونا کسی شے کا مستلزم اوسکی نجاست کا نہین ہوتا ہے خمر و مردار و خون حرام ہین مگر نجس نہین ہین قائلین نجاست سے اسجگہ استدلال مین غلطی ہوئی ہے ہان جس حرام کو شرع نے نجس کہدیا ہے وہ بے شبہ نجس ہے پہر نجس کے پاک کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز لائق دہونیکے ہو اوسکو پانی سے دہو ڈالے یہانتک کہ نہ وہ چیز خود باقی رہے اور نہ اوسکی رنگت اور نہ بو اور نہ مزہ پاپوش اور موزہ کو پونچہ ڈالے زمین سے رگڑ دے استحالہ اپنے بدل جانا کسی شے کا ایک حالت سے دوسری حالت پر مطہر ہوتا ہے اور جو نجس چیز ایسی ہو کہ دہونے مین نہ آسکے جیسے زمین تو اوسپر پانی بہادے اور کنوئین سے پانی نکال ڈالے یہانتک کہ اثر نجاست کا باقی نرہے اصل تطہیر مین یہی پانی ہے اسکی جگہہ دوسری چیز قایم نہین ہو سکتی ہے مگر اذن شارع سے اور کیفیت تطہیر وہی ہے جو حق مین جس شے کے شارع سے آچکی ہو پانی خود بہی پاک ہے اور پاک کرنیوالا بہی ہے جب تک کہ کوئی نجاست اوسکی بو یا رنگ و مزے کو بدل نہ دے تب تک یہ دونون وصف اوسمین موجود رہینگے اور اگر کوئی پاک چیز پانی مین گر کر اوسکو بدل دیگی تو وہ طاہر ہوگا نہ مطہر کچہہ فرق تہوڑے اور بہت پانی کا اور دو قلون سے کم و زیادہ ہونیکا اور متحرک و ساکن

وستعمل وغیرمستعمل ہونے کا اسکے بموجب ادلۂ صحیحہ ثابت نہین ہے اگرچہ یہ مسئلہ پانی کا ایسا
مشکل ہے کہ ایک جہان اوسکے حل مین غوطے کہا رہا ہے مگر جو اسکے لکہا گیا ہے اقوی مذاہب سے
وہی ہے واللہ اعلم دوسری قسم نجاست کی حدث وجنابت ہے حدث سے وضو یا تیمم کیا جاتا
اور جنابت سے غسل لازم آتا ہے سو جو کوئی بیت الخلا مین جاوے اوسپر واجب ہے کہ نظر مردم سے
چہپ جاوے اور جب تک زمین سے قریب نہو تب تک برہنہ نہو میدان مین دور تک جاوے اور
آبادی مین اندر پاخانہ کے فراغت حاصل کرے حالت قضاء حاجت مین بات نکرے کوئی چیز
حرمت والی پاس نرکہے جیسے انگوٹھی کہ اوسپر اللہ یا رسول کا نام ہو یا کوئی کلمہ یا آیت یا حدیث
نقش ہو اور ان جگہون سے بچے جہان پاخانہ پہرنیسے شرع نے منع فرمایا ہے جیسے زیر درخت سایہ دار
یا سر راہ یا آب دائم یا جو جگہہ بات چیت کرنیکی ہو یا جہان عرف مین قضاء حاجت نہین کرتے
ہین پہر اس حال مین طرف قبلہ کے نہ منہ کرے نہ پشت اس مسئلہ مین آٹہہ قول ہین قوی
قول یہی ہے کہ صحرا مین یہ استقبال استدبار ناجائز ہے اور آبادی وگہر مین جائز مگر اگر پرہیز
کرے تو بہتر ہے اور تین ڈہیلے لے اور گوبر وہڈی سے بچے جو احادیث بمقدار استجمار
آئی ہین وہ شامل بول بہی ہین اور جمع کرنا درمیان کلوخ وآب کے مستحب ہے اور تنہا آب بہی
کفایت کرتا ہے شروع سے پہلے اعوذ پڑہنا اور بعد فراغ کے استغفار وحمد کرنا مندوب ہے
حدیث انس مین آیا ہے حضرت جب خلا مین جاتے کہتے اللہم انی اعوذ بک من الخبث
والخبائث اخرجہ الجماعۃ جب باہر آتے کہتے الحمد للہ الذی اذہب عنی الاذی
اخرجہ ابن ماجۃ باسناد صالح عائشہ نے کہا غفرانک کہتے رواہ ابن حبان وغیرہ
اسکے سوا اور الفاظ بہی آئے ہین لکن اس قدر ذکر مختصر تو ضرور ہی کرے اور سوراخ مین حدث
وبول نکرے اور نہ کہڑے ہو کر مگر عذر سے اور بائین چپ پر معتمد ہو اور جس جگہہ وضو کرے
یا نہائے وہان پیشاب نکرے داہنے ہاتہہ سے پانی ڈالے بائین ہاتہہ سے بدن ملے اور
وقت استنجا کے بدن کو سست چہوڑ دے باطن مین پانی پہنچانا ضرور نہین ہے *

ترکیب وضو کی یہ ہے

جو شخص مکلف ادا و نماز کا کرے تو بعد طہارت حدث کے پہلے بسم اللہ کہے کیونکہ حدیث ابو ہریرہ
مین آیا ہے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ اخرجہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ
والترمذی فی العلل وغیرہم یعنی بے بسم اللہ کہے وضو نہین ہوتا ہے اس حدیث
کی سند مین کوئی شے ایسی نہین ہے جو اسکو درجہ اعتبار سے گرا دے اور جس حدیث ابن عمر
مین یہ آیا ہے من توضأ ولم یذکر اللہ کان طہورا لاعضاء وضوئہ اوسکی سند مین
متروک ہے اسلئے محققین نے کہا ہے کہ وجوب تسمیہ کا ذاکر پر ہے نہ ساہی و ناسی پر پھر
کلی کرے ناک مین پانی ڈالے کیونکہ قرآن مین ذکر وجہ کا کیا ہے وجہ مین دہن و بینی داخل
ہین اور احادیث صحیحہ مین ثبوت مضمضہ و استنشاق کا آیا ہے یہ دونون امر وضو مین
واجب ہین سنت کہنا انکا ضعیف ہے اسلئے کہ انکا امر کیا ہے اور امر واسطے وجوب کے آتا ہے
پھر سارا منہہ دہوئے اسکا ثبوت کتاب و سنت دونون سے ہے اسکے وجوب مین کسیکا
اختلاف نہین ہے پھر دونون ہاتھون کو مع کہنیون کے دہوئے نص قرآن و سنت
اسمین بھی کچھہ خلاف نہین ہے خلاف کہنیون مین ہے حق یہی ہے کہ کہنیون کا دہونا
واجب ہے اسلئے کہ حدیث جابر مین آیا ہے ادار الماء علی مرفقیہ رواہ الدار
قطنی والبیہقی پھر فرمایا ہذا وضوء لا یقبل اللہ الصلوٰۃ الا بہ اسکی سند مین ایک
راوی ضعیف ہے مگر مسلم مین حدیث ابو ہریرہ سے آیا ہے انہ توضأ حتی شرع
فی العضد ثم قال ہکذا رأیت رسول اللہ صلعم پھر سر پر ہاتھہ پھیرے مسح کرنے مین
کچھہ خلاف نہین خلاف تعیین مین ہے کہ سارے سر پر مسح کرے یا بعض پر سو دونون طرح
پر ثابت ہے پیشانی وعمامہ پر بھی مسح کرنا آیا ہے اور عمامہ کو اوٹھا کر مقدم راس پر بھی
مسح کیا ہے سر کے ہمراہ دونون کانون کا بھی مسح کرے بہرحال مسح کرنا تنہا سر پر

اور مسح شامل سر پر اور بعض سر پر سب طرح صحیح ثابت ہے پہر دونون پاؤن دہولے
غسل پہر دو پاؤن احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مسح انکا ثابت نہین اور جمع کرنا مسح و
غسل کا رافضی محض بدعت ہے پاؤن مین دونون ایڑیان بہی داخل ہین ہان موزون پر مسح
کرنا آیا ہے اور حضرت کے قول و فعل سے بتواتر ثابت ہوا ہے مقیم ایک رات دن مسافر
تین دن تک مسح موزے پر کرے وضو شرعی جب ہی ہوگا کہ بہ نیت استباحت نماز کے
کرے یا وضو مین دہونا ہر ایک عضو کا تین تین بار سوای سر کے اور بڑہانا غرہ و تحجیل کا
اور وضو سے پہلے مسواک کرنا اور دہونا دونون ہاتہون کا پہنچے تک قبل شروع کے
غسل دیگر اعضا مین مستحب ہے احادیث مین فضائل وضو کے بہت آئے ہین ہر عضو کے
آخر قطرہ پر گناہ ہر ایک عضو کے نکلجاتے ہین متوضی پاک صاف ہوجاتا ہے پورا وضو
کرکے نماز پڑہنے سے ایسا ہوتا ہے جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو مکارہ مین
وضو کرنا حکم رباط مین ہے وضو پر وہی شخص محافظت کرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے بلال رضی
عنہ جب وضو کرلیتے دو رکعت نماز پڑہ لیتے حضرت نے آواز اونکی جپل کی بہشت مین
آگے آگے اپنے سنی تہی رواہ ابن خزیمۃ مسواک کو مطہرۃ للفم مرضاۃ للرب فرمایا ہے
ہر وضو کے ساتہہ مسواک کرنیکا اشارہ کیا ہے مسواک کرنا سنت مرسلین ہے جب وضو کر چکے
تب یہ ذکر کرے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا
عبدہ و رسولہ اسکو مسلم و ابوداؤد نے عمر رض سے رفعا روایت کیا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو کوئی بعد وضو یہ کہتا ہے تو اوسکے لئے آٹہون دروازے جنت کے کہل جاتے ہین
جس در سے چاہے وہ اوسمین جالے ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے اللھم اجعلنی من التوابین
واجعلنی من المتطھرین طبرانی مین حدیث ابو سعید خدری سے اتنا اور آیا ہے سبحانک
اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک پہر فرمایا ہے کہ
اسکو ایک کاغذ مین لکہہ کر مہر لگاکر کہچہوڑتے ہین وہ مہر قیامت تک توڑی نہین جاتی

...ت محمد ... سے رسول اللہ نے فرمایا من توضأ فأحسن وضوءه ثم صلی رکعتین
لا یسهو فیهما غفر الله له ما تقدم من ذنبه رواه ابوداؤد اس نماز کو تحیۃ الوضوء کہتے ہیں

ترتیب تیمم کی

تیمم کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے جو کام وضو سے ہوتا ہے وہی کام تیمم سے بھی درست ہے یہ عوض ہے وضو اور غسل دونوں کا اسکے اعضا بھی چہرہ اور دونوں کف دست ہیں زمین پر ایکبار ہاتھ مارکر وجہ و کفین پر مسح کرے یہ بات احادیث صحیحہ سے قولاً و فعلاً ثابت ہے جمہور بھی اسی طرف گئے ہیں اگرچہ بعض فقہاء قائل دو ضربہ کے ہیں ایک واسطے وجہ کے دوسرا واسطے ہر دو دست کے کہنی تک اسمین بھی نیت و بسم اللہ کہنا چاہئے نواقض اسکے وہی نواقض وضو کے ہیں یعنی جو چیز زمین سے نکلے خود یا سچ یا جو چیز موجب غسل ہو جیسے جماع یا انزال اور خواب دراز اور اکل لحم شتر اور قی اور رعاف و مس ذکر

ترتیب غسل کی

غسل منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے اگرچہ تفکر سے نکلے احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہیں اور التقاء ختانین اور حیض و نفاس و احتلام سے ہمراہ پائے جانے تری کے اور مرنے سے اور اسلام لانے سے کیفیت اس غسل واجب کی یہ ہے کہ پہلے نجاست کو دور کرے پھر وضو کرے پھر سر پر تین بار پانی ڈالے اور بالوں کی جڑ میں پانی پہنچا لے پھر سارے بدن پر پانی بہا لے یا پانی میں غوطہ لگا لے اور جس جگہ کا ملنا ممکن ہو اسکو ملے یہ غسل جب ہی شرعی ہوگا کہ نیت رفع جنابت کی کریگا اسمین بھی مضمضہ و استنشاق کرنا واجب ہے اور ستر کو ہاتھ نہ لگا لے پھر سب کے بعد پاؤں دھو لے صحیحین میں حدیث عائشہ سے آیا ہے کہ حضرت جب جنابت سے نہاتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر دست راست

سے دست چپ پر پانی ڈالکر شرمگاہ کو دہوتے پہر نماز کا سا وضو کرتے پہر سارے بدن پر پانی بہاتے پہر دونون پاؤن دہوتے غسل مین شروع کرنا جانب راست سے مسنون ہے یہ بات حضرت سے قولاً و فعلاً و عموماً و خصوصاً صحیحین مین ثابت ہے اور غسل کرنا واسطے نماز جمعہ و عیدین کے اور اوسکو جسنے کسی میت کو نہلایا ہے اور واسطے احرام حج یا عمرہ کے اور واسطے داخل ہونیکے مکہ مین مشروع ہے سلف غسل جمعہ کو واجب جانتے تھے حدیث سے بہی اسکی ترجیح نکلتی ہے تیسری قسم طہارت کی پاکی ہے فضلات بدن سے یہ فضلات دو طرح پر ہوتے ہین ایک وہ میل کچیل ہے جو سر اور داڑہی کے بالو مین ہوتا ہے اوسکو کنگہی کر کے اور سر مین مٹی ڈالکر اور حمام مین نہاکر پاک کرے حضرت ہمیشہ سفر و حضر مین کنگہی رکہتے تھے میل کچیل سے صاف ستہرا رہنا سنت ہے آنکہہ کان کی میل کو اونگلی وغیرہ سے صاف کرے دانتون کی میل کو مسواک سے پاک کرے باقی اعضاء بدن کا میل آلات سے دور ہو سکتا ہے اگرچہ میل کے ہونیسے طہارت باطل نہین ہوتی ہے دوسرے وہ فضلات ہین جنکی گنتی سات عدد ہے ایک سر کے بال انکا منڈانا پاکی سے نزدیک تر ہے مگر اہل شرف کو اور بعض کا رکہنا اور بعض کا مونڈنا مثل اہل لشکر کے منع ہے دوسرے سبلت اسکا پست رکہنا سنت ہے تیسرے بغل کے بال اگر اوکہیڑ سکے بہتر ورنہ حلق کرے چالیس دن سے زیادہ تاخیر نکرے چوتہے موی شرمگاہ انکا دور کرنا آہک سے یا حلق سے سنت ہے ایک چلہ سے زیادہ دیر نکرے پانچوین ناخن انکو کترے تا کہ میل جمع نہو انگشت مسبحہ سے شروع کر کے ابہام پر ختم کرے ہاتہہ پاؤن سے اور جانب است جانب چپ سے افضل تر ہے چہٹے ناف یہ وقت ولادت کے کاٹی جاتی ہے ساتوین ختنہ یہ مرد و عورت دونون کے لئے ہوتا ہے داڑہی یک مشت رکہے زیادہ کو تراش دے تا کہ حد سے تجاوز نکرے ابن عمر اور ایک جماعت تابعین اسی طرح کرتے تہے اور بعض نے کہا ہے کہ چہوڑ دے لکن اول اولیٰ تر ہے ؞

باب اول بیان مین اذان و نماز کے

اس باب مین کئی فصلین مین

فصل بیان مین اذان کے

ابو سعید نے مسموعاً مرفوعاً کہا ہے لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیٔ
الا شھد لہ یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی جہانتک موذن کی آواز جاتی سب جن
و انس اور جو چیز اوسکو سنتی ہے وہ دن قیامت کے موذن کے لئے گواہی دیگی یعنی ایمان کے
اس طرح پر کہ یہ وہ شخص ہے جسنے تیرا نام پکارا تھا اس گواہی کا ثمرہ مغفرت ہے نار سے کیونکہ
حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے یغفر للموذن منتھی اذنیہ ویستغفر لہ کل رطب ویابس
رواہ احمد وروی النسائی نحوہ عن ابی ھریرۃ وزاد ولہ مثل اجر من صلی معہ
یعنی موذن کو اوتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ اوسکے ساتھہ کے نمازیون کو ملتا ہے بلکہ دوسری روایت
ابو ہریرہ مین نزدیک ابوداؤد کے حضرت نے اذان کہنے والون کو دعا دی ہے اور فرمایا ہے
اللھم اغفر للمؤذنین یہ دعا رسول صلعم کی انشاء اللہ تعالی خالی نہ جائیگی حدیث جابر
مین فرمایا ہے کہ شیطان جب اذان نماز سنتا ہے چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے رواہ مسلم
معاویہ کی حدیث مین رفعاً آیا ہے کہ المؤذنون اطول اعناقاً یوم القیامۃ رواہ مسلم
ابن عمر نے رفعاً کہا ہے جسنے اذان دی بارہ برس اوسکے لئے جنت واجب ہوگئی ہر دن
ساٹھہ نیکیان اذان پر اور تیس نیکیان اقامت پر اوسکے لئے لکھی جاتی ہین رواہ الحاکم
اور فرمایا ہے من بنی مسجداً للہ بنی اللہ لہ قصراً فی الجنۃ اور فرمایا اذا رایتم الرجل
یعتاد المسجد فاشھد والہ بالایمان حدیث عمر مین ارشاد کیا ہے کہ جو کوئی اذان کا
جواب دیتا ہے دل سے وہ جنت مین جائیگا رواہ مسلم یعنی جو موذن کہے وہی سننے والا

بس کے تو بجای حی علی کے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے یہ آجر سے جواب لفظی بدلتا ہے
پھر پوری اجابت کا کیا ذکر ہے اجابت کامل یہ ہے کہ اذان سنکر حاضر مسجد ہو کر نماز جماعت سے
ادا کرے غرضکہ سننے والے کو لازم ہے کہ الفاظ اذان کے کان دیکر سُنے اور جواب ہر لفظ کا جو
موذن کہتا جاوے کہتا رہے کہ ثواب اسکا بہت پائیگا الفاظ اذان کے یہ ہین کہ اول
کہے اللہ اکبر مطلب چار بار کہنے کا اسطرح سمجھے کہ اللہ علم و قدرت و رحمت و شرف
کی راہ سے بہت بڑا اور سب سے زیادہ ہے اور کمال ان اوصاف کا سوا اوسکی ذات کے
کسی مین نہین ہوسکتا ہے جواب اللہ اکبر کا اللہ اکبر ہے اور جب وہ اشہد ان
لا الہ الا اللہ کہے تو یہ گواہی ہے توحید کی باواز بلند اور حاصل دو بار کہنے کا یہ ہے کہ
اول بار گواہی دینا ہے زبان سے دوسری بار دل سے اور سننے والا بھی یہی کہے جب وہ
اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے اور یہ گواہی ہے باواز بلند حضرت کی نبوت و رسالت
پر زبان و دل دونون سے سننے والا بھی یہی کہے جب وہ کہے حی علی الصلوۃ یعنی نماز کو
آؤ اول بار اشارہ ہے کہ تن سے آؤ دوسری بار اشارہ ہے کہ دل و جان سے آؤ اسکا جواب
اسطرح کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ یعنی مجکو طاقت گناہ سے پھرنے کی اور قوت نیک
کام کرنے کی نہین ہے مگر اللہ کی توفیق سے کہ وہی صاحب طاقت و قوت ہے حی علی الفلاح
کہے تب بھی یہی جواب دے اور فجر کی اذان مین دو بول اور ہین الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز
بہتر ہے سونے سے اسکا جواب یہ ہے صدقت و بررت اور اللہ اکبر کا جواب وہی اللہ اکبر
ہے اول آخر اللہ کی بڑائی اور سب الفاظ کے آخر مین اللہ کی توحید ہے کہ یون کہے لا الہ الا
اللہ اسکے بعد دعا ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے جسنے اذان سنکر یہ کہا اللھم رب ھذہ الدعوۃ
التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی
وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی اس دعا پڑھنے والے
کی حضرت شفاعت کرینگے زہے نصیب سعد بن ابی وقاص سے رفعاً کہا ہے جسنے اذان

شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ و
رسولہ رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولا
اوسکے اگلے گناہ بخشے گئے رواہ مسلم والترمذی حدیث انس بن مالک مین رضی
یہ بہی آیا ہے کہ دعا درمیان اذان واقامت کے مردود نہین ہوتی ہے پوچہا کیا دعا مانگین
فرمایا اللہ سے سوال عافیت کا دنیا وآخرت مین کرو رواہ الترمذی اقامت نماز مین بعد
اذان کے یہ الفاظ زیادہ ہین قد قامت الصلوٰۃ یعنی قائم ہوئی نماز اسکا جواب ایک
تو یہ ہے اقامہا اللہ وادامہا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو کوئی اِس لفظ کو سنے وہ کہڑا ہو اور
نماز پڑہے اور بے عذر بیٹہا نرہے مسئلہ اذان دینا واجب ہے اسلئے کہ حضرت نے
اوسکا حکم دیا ہے ہر شہر مین ایک موذن کا ہونا چاہئے جو کہ بالفاظ مشروعہ بلا اجرت اذان
دے اور نماز کے وقت پر لوگونکو آگاہ کرے یہ اذان ایک عمدہ شعائر اسلام سے ہے روز گار
نبوت مین جب غازی لوگ کسی اہل قریہ کا حال نجانتے تو نماز کے وقت تک حرب نکرتے
اگر اذان سنتے لڑنے سے باز رہتے اگر نہ سنتے تو لڑتے جس طرح کہ مشرکون سے لڑتے تہے اور
جو شخص شہر مین نہو جیسے مسافر یا بیابان مین رہتا ہو تو وہ اپنے لئے آپ اذان واقامت
کہے اگر جماعت ہو تو امامت کرے نماز پڑہے اذان مین ترجیع اور ترجیع شہادتین کی ثابت ہے
اور دلیلین افراد اقامت کی قوی تر ہین تشفیع کی دلیلون سے لکن تشفیع مشتمل ہے
زیادت پر جو بطریق معتبر ثابت ہے اِسلئے عمل کرنا اوپر تشفیع کے متعین ہے یہ اذان وقت
دخول وقت نماز کے کہی جاتی ہے مگر اذان فجر کہ قبل دخول وقت کے بہی جائز ہے بدلیل
حدیث مرفوع سالم بن عبد اللہ ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا اذان
ابن ام مکتوم رواہ الشیخان اِس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ رمضان مین دو اذان واسطے
صبح کے درست ہین

فصل

نماز گزار پر واجب ہے کہ اپنا کپڑا اور بدن اور مکان پاک رکھے ستر چھپا لے جمہور اسکے قائل ہین اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ امور شرط صحت صلوٰۃ ہین دوسرون نے کہا سنت ہین لیکن حق یہی ہے کہ واجب ہے اگر بحالت ملابست نجاست نماز پڑہ لی ہے تو ہوگئی مگر واجب ہین نفل آیا نہ نفس نماز ہین اسجگہ ادلہ مختلف ہین محل بسط اور ہے اور نرے ریشمی کپڑے مین نماز نہ پڑہے اور مخلوط مین اختلاف ہے اور نہ شہرت کے کپڑے مین اور نہ غصب کیے کپڑے مین صحیحین مین بروایت ابو ہریرہ رفعاً نہی آئی ہے اشتمال صماء سے کہ ایک چادر یا ازار بدن کو سر سے پاؤن تک ڈالے اور کوئی طرف اوسکے نہ اوٹھالے اسی طرح کپڑا لٹکانے اور ازار نیچا کرنے سے نہی آئی ہے کپڑے کو کمر مین نہ کہولنے اور بالون کو آگے سے نہ باندہے نمازی پر یہ بہی واجب ہے کہ اگر کعبہ کو دیکھتا ہو یا حکم مشاہد مین ہو تو اوسکی طرف منہ کرے اور جو مشاہد نہو تو وہ بعد تحری کے رو بقبلہ ہو کر نماز پڑہے ۔

فصل

نماز دین مسلمانی کا ایک ستون ہے اور بنیاد اسلام اور پیش رو جملہ عبادات ہے جو کوئی نماز پنجگانہ کو وقت پر موافق اوسکے شرط کے بجالاتا ہے اللہ کے ساتھ اوسکا عہد ہو جاتا ہے کہ وہ امن و حمایت مین رہیگا اور جب وہ کبائر سے بچا تو اب ہر گناہ جو اوسکے اوپر تہا یہ نماز اوسکو کفایت کریگی حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ہل یبقی من درنہ شیٔ قالوا لا یبقی من درنہ شیٔ قال ذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بہن الخطایا رواہ الشیخان یعنی جو شخص ہر دن پانچ بار کسی نہر مین نہائیگا اوسکا میل کچیل کچھہ باقی نہ رہیگا یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے کہ ساری خطا

اور سنن ابی داؤد میں ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے خمس من جاء بهن مع ایمان
دخل الجنة الحدیث رواه الطبرانی ابو ہریرہ کہتے ہیں قبیلہ قضاعہ میں دو بھائی تھے
دو مسلمان ہوئے ایک شہید ہو گیا دوسرا ایک سال تک زندہ رہا طلحہؓ نے اوس دوسرے
کو خواب میں دیکھا کہ وہ شہید سے پہلے بہشت میں گیا تعجب کیا اور حضرت سے یہ حال کہا فرمایا
کیا اوسنے بعد شہید کے روزہ رمضان کا نہیں رکھا اور چھ ہزار رکعتیں نہیں پڑھیں ایک
سال کی نماز کا شمار بتایا دونوں میں آسمان و زمین کا بعد ہے رواه احمد و ابن حبان
ابن عمر کہتے ہیں ایک مرد نے حضرت سے پوچھا افضل اعمال کون عمل ہے تین بار سوال کیا
ہر بار یہی فرمایا نماز پھر فرمایا جہاد راه خدا میں الحدیث رواه ابن حبان ثوبان کا لفظ مرفوعاً
یہ ہے اعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰة رواه الحاکم دوسرا لفظ یہ ہے کہ میں نے حضرت
سے کہا وہ عمل بتاؤ جس سے میں جنت میں جاؤں فرمایا علیک بکثرة السجود للہ
تعالیٰ فانک لن تسجد للہ سجدة الا رفعک اللہ بها درجة وحط بها
عنک خطیئة رواه مسلم یعنی ہر سجدہ پر درجہ بڑھتا ہے گناہ مٹتا ہے ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے
اقرب ما یکون العبد من ربه عز وجل وهو ساجد فاکثروا الدعاء رواه مسلم
یعنی بڑا قرب اللہ کا بندہ کو سجدہ میں حاصل ہوتا ہے سو بہت سی دعا سجدہ میں کیا کرو
حذیفہ کا لفظ یہ ہے ما من حالة یکون العبد علیها احب الی اللہ من ان یراه
ساجدا یعفر وجهه فی التراب رواه الطبرانی مراد اس سجدہ سے نزدیک محققین
کے نرا سجدہ ہے کہ یہ ایک عبادت مستقل ہے اسی لئے اسمیں دعا کرنیکا حکم دیا ہے
اور بعض کے نزدیک مراد نماز ہے کہ اوسمیں سجدہ ہوتا ہے لکن اول اقوی و اولیٰ ہے
سو جب تنہا سجدہ موجب قرب و حب خدا کا ٹھیرا تو پھر نماز جو بہت سے سجدوں پر مشتمل
ہے جبکہ موافق شروط و ارکان کے بحضور دل پڑھی جائیگی تو پھر اوسکی فضیلت کا کیا
شمار ہو سکتا ہے یہ محض احسان عظیم ہے رب کریم کا اپنے بندۂ ظلوم و جہول پر کہ اوسکو

رستہ نجات کا بتایا وسیلہ مغفرت کا بخشا ذریعہ حصول جنت کا عطا کیا ابن مسعود نے حضرت سے
پوچھا تھا کہ ای العمل احب الی اللہ فرمایا الصلوٰۃ علی وقتہا رواہ الشیخان ام فروہ
کا لفظ اول وقتہا ہے رواہ ابو داؤد نماز کو آخر وقت پر کسل سے پڑھنا کام منافقین کا
ہوتا ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے صلوٰۃ الرجل فی جماعۃ تضعف علی صلوٰتہ فی بیتہ
وسوقہ خمسا وعشرین ضعفا الحدیث رواہ الشیخان یعنے نماز جماعت نماز منفرد سے
پچیس گنی ہوتی ہے انس نے رفعاً کہا ہے من صلی للہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک
التکبیرۃ الاولی کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من النفاق رواہ الترمذی
یعنی چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھنا کہ تکبیر اولی فوت نہو موجب بچاؤ کا دوزخ
سے اور علحدگی کا نفاق سے ہے وللہ الحمد عمر کا لفظ مرفوع مسموع یہ ہے کہ ان اللہ
تعالی لیعجب من الصلوٰۃ فی الجمع رواہ احمد یعنی اللہ کو نماز کا جماعت مین پڑھنا
بہت پسند آتا ہے پہر جتنی جماعت زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب بہی زیادہ ہوتا ہے
اور جو شخص جنگل ومیدان مین اچھی طرح نماز باتمام رکوع وسجود پڑہتا ہے اوسکی نماز
پچاس گنی ہوتی ہے رواہ ابو داؤد عن ابی سعید الخدری یعنی اسکا درجہ نماز
جماعت سے بہی بڑھ کر ہے یہ حکم نماز فرض کا ہے رہی نماز نفل اوسکا گہر مین پڑھنا افضل ہے
اس امر کا حکم حدیث ابن عمر مین آیا ہے فرمایا ہے اجعلوا من صلوٰتکم فی بیوتکم
ولا تتخذوھا قبورا رواہ الشیخان ابن مسعود نے حضرت سے پوچھا تہا کہ کیا افضل ہے
نماز پڑھنا میرے گہر مین یا مسجد مین فرمایا تو نہین دیکہتا کہ میرا گہر کس قدر مسجد سے نزدیک
تر ہے سو اگر مین اپنے گہر مین نماز پڑھون تو یہ دوست تر ہے مجھکو اس بات سے
کہ مسجد مین پڑہون مگر نماز فرض رواہ ابن خزیمۃ زید بن ثابت کا لفظ یہ ہے کہ
حضرت نے فرمایا صلوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا الصلوٰۃ
المکتوبۃ رواہ ابن خزیمۃ یعنی ای لوگو تم اپنے گہرون مین نماز پڑھا کرو بہتر نماز وہ ہے

جوگھر مین ہو گھر نماز نفل آتی جگہ سے علما نے کہا ہے کہ اگر مدینہ منورہ مین بھی ہو تو
بھی بہ نسبت مسجد نبوی کے گھر مین نماز نفل و سنت کی پڑھنا افضل ہے انتظار کرنا نماز کا
بعد نماز کے حکم رباط مین ہوتا ہے منتظر کو ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسے کہ نماز گزار کو
ہر نماز کے لئے نماز ہای پنجگانہ سے فضیلت جداگانہ احادیث صحیحہ مین آئی ہے اور تاکید
محافظت کی نماز صبح و عصر وغیرہا پر فرمائی ہے اسی طرح اختیار صف اول و تسویہ صفوف
و وصل صف و سد شگاف پر رغبت دلائی ہے اور ترک نماز سے عمداً اور اخراج وقت سے
تہاوناً ڈرایا ہے حدیث جابر بن عبد اللہ مین فرمایا ہے بین الرجل وبین الشرک والکفر
ترک الصلوٰۃ رواہ مسلم واہل السنن بالفاظ یعنی درمیان شرک کفر و ایمان
کے یہی نماز کا فرق ہے اگر نماز ہے تو مومن ہے اور اگر نہین ہے تو کافر و مشرک
ہے زیاد بن نعیم حضرمی نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا اربع فرضھن اللہ فی الاسلام
فمن اتی بثلٰث لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بھن جمیعا الصلوٰۃ والزکوٰۃ
وصیام رمضان وحج البیت رواہ احمد وھو مرسل یعنے ان چارون چیز
کا ایک حکم ہے اگر تین کام کئے اور ایک کام انمین کا نہ کیا تو گویا کوئی کام بھی نہ کیا
یہ حدیث نہایت خوفناک ہے لیکن اکثر خلق اس سے غافل ہے بہت لوگ نماز پڑھتے
ہین لکن زکوٰۃ نہین دیتے کوئی نماز و روزہ بجالاتا ہے مگر حج سے باوجود استطاعت کے
محروم ہے اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے حضرت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تارک نماز
کا کافر ہے وکذلک کان رأی اہل العلم من لدن النبی صلعم ان تارکھا عمداً
من غیر عذر حتی یذھب وقتھا کافر ایوب نے کہا ہے ترک الصلوٰۃ کفر لا یختلف
فیہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایک وقت کی نماز کا ترک کرنا موجب کفر ہے اگر اسی
حالت پر وہ مر جائیگا تو کافر مریگا اوس شخص کا ذکر نہین ہے جو بالکل نماز نہین پڑھتا
ہے یا فقط رمضان و عیدین و جمعہ مین پڑھ لیتا ہے باقی ایام مین ناغہ کرتا ہے یہ حکم

ترک نماز کا بت رہا تاخیر کرنا نماز کا وقت مقرر سے سو اللہ نے فرمایا ہے الذین ھم عن صلوٰتہم ساھون سعد نے کہا مراد اس سہو سے حدیث نفس وغیرہ نہین ہے بلکہ اضاعت وقت ہے کہ لہو مین یہانتک رہے کہ وقت جاتا رہے ہے ایک نوع تاخیر کی یہ ہے کہ دو نمازون کو بغیر عذر کے ایک وقت مین پڑہے حدیث ابن عباس مین رفعًا اسکو منجملہ کبائر کے گنا ہے رواہ الحاکم ہان سفر اس حکم سے مستثنی ہے سفر مین تقدیمًا و تاخیرًا جمع کرنا دو نماز کا حالت سیر مین احادیث صحیحہ سے ثابت ہے +

فصل

نماز شرعی نہین ہوتی ہے مگر نیت کے ساتھہ سارے ارکان نماز کے فرض ہین جیسے قیام رکوع اعتدال سجود پہر اعتدال پہر سجود پہر اعتدال پہر قعود واسطے تشہد کے مگر قعود تشہد اوسط اسلئے کہ کوئی دلیل بالخصوص اسکے وجوب پر مثل تشہد اخیر کے نہین آئی ہے اسی طرح جلسۂ استراحت کہ وہ بہی بسبب نہ آنے دلیل وجوب کے مستحب ہے رہے اذکار نماز سو منجملہ اونکے ایک تو تکبیر تحریمہ واجب ہے دوسرے فاتحہ پڑہنا ہر رکعت مین اگرچہ مقتدی ہو بدلیل حدیث لاتفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب تیسرے تشہد اخیر کیونکہ اسکا حکم آیا ہے اور تشہد کے لئے کئی الفاظ وارد ہین سو نمازگزار جونسا تشہد پڑہے گا وہ اسکو کافی ہوگا اصح تشہدات تشہد ابن مسعود ہے جو صحیحین مین آیا ہے اس لفظ سے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ بعض الفاظ مین اس حدیث کے یون آیا ہے کہ اذا قعد احدکم فلیقل اسی تشہد کو حنفیہ نے بہی اختیار کیا ہے دوسرا تشہد ابن عباس کا ہے وہ مختار شافعیہ ہے تیسرا تشہد عمر کا ہے وہ مختار مالک ہے سو اختلاف اختیار مین ہے نہ اجزاء

مین تشہد اول سب سے افضل ہے تب پہر ثانی پہر ثالث مجتہد نے اتحاف النبلا المتقین کما ہو شی کا مضرب القرآن کا معنا کافی شاف انتہی اور درود شریف کے الفاظ مین اصح ترین صیغہ ہے جو صحیح بخاری مین آیا ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اسکے سوا اور بہت صیغے آئے ہین سب کافی شافی وافی صافی ہین لیکن یہ صیغہ اصح ہے اسی کا رواج بہی ہے محل اسکا تشہد اخیر ہے شافعی تنہا قائل اسکے وجوب کے ہین اور تشہد اوسط مین مستحب بتاتے ہین میرے نزدیک تشہد اول مین پڑہنا درود کا نہ پڑہنے سے بہتر ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے اذا فرغ احدکم من التشہد فلیتعوذ باللہ من اربع من عذاب جہنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات ومن شر المسیح الدجال اخرجہ مسلم وغیرہ یہ صیغہ امر کا مفید ہے وجوب تعوذ کو اسکے سوا اور بہی ادعیہ آئے ہین جیسے اللہم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم یہ دعا حضرت نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص نماز مین پڑہنے کے لئے سکہائی تہی رواہ الشیخان اور حدیث مرتضی علی مین آیا ہے کہ حضرت درمیان تشہد وتسلیم کے یہ دعا پڑہتے اللہم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت اخرجہ مسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی چوتہے سلام پہیرنا یہ بہی واجب ہے اسلئے کہ حضرت نے اسکو تحلیل نماز ٹہیرایا ہے پس اسکے نماز سے باہر نکلنا نہین ہو سکتا تا تو تسلیم واجب ٹہیری گو ذکر اسکا حدیث مسیئی مین نہین آیا ہے حجۃ بالغہ مین بہی اشارہ طرف اسکے وجوب کے کیا ہے اسکو لقول ابن القیم ۔۔۔ صحابی نے روایت کیا ہے کہ یمین ویسار

دونون طرف سلام کرتے تھے اِن واجبات چہار گانہ کے سوا جو اور آداب وغیرہ نماز مین ہین وہ سب سنن ہین اسلئے کہ اونمین کوئی دلیل ایجاب کی امر او نہیا نہین آئی ہے وہ سنن یہ ہین ایک یہ کہ چار جگہہ مین ہاتھہ اوٹھائے نزدیک تکبیر احرام کے اور وقت رکوع کے اور نزدیک اعتدال کے رکوع سے اور وقت کھڑے ہونیکے تیسری رکعت کے لئے احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہین چارسو اخبار و آثار سے اوٹھانا ہاتھون کا ان جگہو مین ثابت ہے گو نماز بے اِسکے جائز کیون نہو دوسرے یہ کہ دونون ہاتھہ وقت قیام کے سینہ پر یا ناف پر یا درمیان ان دونون کے قسم کرے اِس انضمام کو اٹھارہ صحابی نے روایت کیا ہے خلاف اسکے حضرت سے نہین آیا خود امام مالک سے موطا مین روایت وضع یدین علی الاخری کے آئی ہے اگرچہ مالکیہ ارسال کرتے ہین اونکو اِس مسئلہ مین مغالطہ ہو گیا امام صاحب کا ہاتھہ زد وکوب خلیفہ وقت سے ٹوٹ گیا تہا اسلئے وہ ارسال مین معذور تھے غیر اونکا ہرگز معذور نہین ہو سکتا ہے تیسرے یہ کہ بعد تکبیر تحریمہ کے دعای توجہ پڑھے یہ دعا احادیث مین بالفاظ مختلفہ آئی ہے اور ہر صیغہ کافی ہے لیکن روایت ابوہریرہ کی صحیحین مین جسکو متواتر کہا ہے یہ ہے اللھم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب اللھم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسلنی من خطایای بالماء والثلج والبرد واخرجہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ ایضاً تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے ھذا الحدیث اصح الاحادیث الواردۃ فی التوجہ وینبغی العدول الی الاصح وان کان غیرہ من الصحیح مجزیا انتھی دوسرا صیغہ یہ ہے وجھت وجھی للذی الخ اسکو مسلم نے علی مرتضی سے رفعا روایت کیا ہے تیسرا صیغہ یہ ہے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک یہ حدیث عائشہ مین آیا ہے حنفیہ نے اسیکو اختیار کیا ہے مگر یہ موقوف ہے نہ مرفوع اور شافعیہ نے وجھت وجھی کو اور اہل حدیث نے اللھم باعد کو بہی اولی و

افضل تر ہے بغوی نے کہا ہے کہ یہ اختلاف جو دعاء افتتاح و اذکار رکوع و سجود و بعد
تشہد میں درمیان ائمہ کے ہے یہ اختلاف مباح ہے ہر کسی نے وہ ذکر جو نزدیک اوسکے
ثابت ہوا ذکر کیا مگر ایک دوسرے پر انکار نہیں کرتا ہے انتہی یہ توجہ بلا فصل بعد تکبیر کے
ہوتی ہے چوتھی سنت یہ ہے کہ بعد توجہ کے تعوذ کرے کیونکہ احادیث صحیحہ سے بعد
استفتاح اور قبل قرات کے پڑھنا اوسکا ثابت ہوا ہے حدیث ابو سعید خدری میں آیا
کہ حضرت اسطرح پر کہتے تھے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم
من همزه ونفخه ونفثه اخرجه احمد واهل السنن قرآن میں آیا ہے فاذا قرأت
القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی اعوذ کے بھی کئی طرح آئے
ہیں اور سب کافی شافی ہیں لکن یہ اصح ہے اسکے بعد بسم اللہ پڑھے اسلئے کہ یہ ایک
آیت ہے سورۂ فاتحہ سے بلکہ ہر سورت قرآن سے موافق قول قوی راجح کے اور جہر
و اسرار بسملہ کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے لکن بہتر ہے کہ نماز جہری میں جہر اور نماز سری
میں سر کرے گو ترک بسملہ جہر سے بھی نماز ہو جاتی ہے لکن فعل افضل کو جسمیں کچھ زیادہ مشقت
بھی نہیں ہے ترک کرنا دلیل ہوتا ہے تہاون و عدم رغبت کلی پر اور بعض نے یوں
کہا ہے کہ ترک جہر تسمیہ اولی تر ہے جہر سے اسلئے کہ روایات ترک جہر کی اکثر و اصح تر
ہیں روایات جہر سے واللہ اعلم پانچویں یہ کہ بعد فاتحہ کے آمین کہے اس باب میں قریب
سترہ حدیثوں کے آئی ہیں بلکہ مفید ہیں وجوب تامین کو مقتدی پر جبکہ امام آمین کہے
جمہور اہل علم نے اوسکو مشروع کہا ہے حدیث عائشہ میں آیا ہے بڑا حسد یہود کو تمہاری
آمین کہنے کا ہے ابن القیم نے جہر بآمین کو راجح کہا ہے اور تنویر العینین میں فرمایا ہے
کہ تحقیق یہ ہے کہ جہر بآمین اولی تر ہے خفض سے اسلئے کہ روایت جہر اکثر و اصح تر ہے
خفض سے انتہی حدیث وائل بن حجر میں تین بار کہنا آمین کا اور رب اغفر لی آمین کہنا اور
مد صوت و رفع صوت کرنا باسناد صحیح و حسن آیا ہے رواہ احمد واهل السنن والطبرانی

دلبیہقی وغیرہ حصر چپکے یہ کہ سوا فاتحہ کے کچھ اور قرآن بھی ہمراہ پڑہے یہ بات احادیث
صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے بلکہ نام سورتون کے آئے ہین کہ حضرتؐ نے نماز صبح مین فلان
سورہ اور ظہر مین فلان اور عصر مین فلان اور مغرب مین فلان اور عشا مین فلان فلان
پڑہے تھے لہذا افضل یہی ہے کہ اوسی طریقہ پر سالک ہو گو ہر سورت اور ہر سہ آیت
کتاب اللہ کی واسطے قرارت کے کفایت کرتی ہے حدیث قتادہ مین آیا ہے کہ حضرت
دو رکعت اول ظہر مین دو سورت پڑہتے اور دو رکعت اخیر مین فقط فاتحہ پڑہتے سو
قرارت سورت کی کچھہ واجب نہین ہے بلکہ واجب قرارت قرآن بغیر تقیید کے ہمراہ
فاتحہ کے ہے بلکہ مجرد ایک آیت بھی کفایت کرسکتی ہے ظہر و عصر مین چپکے پڑہے
اور فجر و مغرب و عشا مین جہر کرے فجر مین ساٹھہ آیت سے سو آیت تک اور عشا مین
سبح اسم ربک الاعلی اور واللیل اذا یغشی اور مثل اونکے قرارت کرے اور
ظہر فجر پر اور عصر عشا پر محمول ہے اور بعض روایات مین حمل ظہر کا عشا پر اور عصر کا
مغرب پر آیا ہے اور بعض مین ذکر قصار مفصل کا مغرب مین مروی ہے ساتوین یہ کہ
تشہد اوسط کرے اسکے لئے کوئی الفاظ خاصہ نہین آئے ہین وہی تشہد اخیر اسجگہ
بھی پڑہے اتنی بات ہے کہ اس تشہد مین جلدی و شتابی کرے حدیث ابن مسعود
مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اذا قعدتم فی کل رکعتین فقولوا التحیات الخ
رواہ احمد والنسائی سو یہ کچھہ نافی زیادت درود کو نہین ہے حدیث کعب
بن عجرہ مین شرعیت درود کی تشہد مین مقترن بسلام آئی ہے رواہ الشیخان
یہ تشہد اوسط اور اسمین بیٹھنا اسلئے واجب نہین ہے کہ حضرتؐ نے اسکو سہوا ترک
کردیا تہا جب صحابہ نے تسبیح کی تو آپنے اعادہ نہ کیا بلکہ سیدہے کہڑے ہو گئے اور سہو
کے لئے سجدہ کیا اگر واجب ہوتا تو وقت آگاہ کرنیکے عود کرتے آٹھوین یہ کہ ہر
رکن کے ذکر کو جو جس جگہہ کے لئے آیا ہے بجالائے جیسے تکبیرات رفع و خفض و قیام

دیتے پہر رکوع مین سبحان ربی العظیم کہتے تین بار اور سجدے مین سبحان
ربی الاعلی تین بار یہ ادنی درجہ ہے رواہ ابوداؤد والترمذی
عن ابن مسعود مرفوعًا عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت رکوع وسجود مین سبحانک
اللھم ربنا ولک الحمد اللھم اغفرلی بہت کہا کرتے تھے رواہ الشیخان
واھل السنن دوسری روایت عائشہ کی یہ ہے سبحانک ربی وبحمدک اللھم
اغفرلی رواہ مسلم عقبہ بن عامر کا لفظ رفعًا یون ہے کہ حضرت رکوع وسجدہ مین
سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح بہت کہا کرتے تھے رواہ احمد و
ابوداؤد والنسائی اسکے سوا ایک ذکر رکوع کا یہ ہے اللھم لک رکعت وبک
آمنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری ومخی وعظامی وعصبی رواہ
مسلم من حدیث علی بن ابی طالب اور سجدہ مین یون کہتے تھے اللھم
لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ
وشق سمعہ وبصرہ تبارک اللہ احسن الخالقین اخرجہ ابوداؤد والنسائی
اور کہنا سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا ولک الحمد کا وقت سر اوٹھانے
کے رکوع سے یہ ذکر امام ومقتدی ومنفرد سب کو چاہیے یہی قول اولی واقوی ہے
بدلالت احادیث ابن عباس نے کہا ہے حضرت جب اپنا سر رکوع سے اوٹھاتے کہتے
اللھم لک الحمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما بینھما وملاء ما شئت
من شیء بعد اھل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع
لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد رواہ مسلم
دوسری روایت مسلم مین حدیث ابوہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت سجدہ مین یون کہتے
اللھم اغفرلی ذنبی کلہ دقہ وجلہ واولہ وآخرہ وعلانیتہ وسرہ رواہ ابوداؤد
ایضا ماذکر درمیان دو سجدون کے سو حدیث ابن عباس مین آیا ہے کہ حضرت درمیان

دونون سجدون کے بیچ یون کہتے تھے اللھم اغفر لی وارحمنی واجبرنی واھدنی وارزقنی رواہ اھل السنن وصحح الحاکم تو بہتر یہ کہ نماز مین بہت سی دعا کرے حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ فیدعو رواہ البخاری اسمین نمازی کو اختیار دیا ہے کہ جونسی دعا چاہے خواہ کلام نبوت اور خواہ اپنے کلام سے وہ دعا کرے اور مطالب دنیا و آخرت کے مانگے پھر طول کرے یا قصر کچھ حرج نہین بہتر یہ ہے کہ ادعیہ قبل سنن رواتب کے بجالاوے کیونکہ بعض اذکار مین اسپر دلالت ہے جیسے من قال قبل ان ینصرف ویثنی رجلہ یا جیسے قول راوی کا کان اذا سلم من صلوتہ یقول الخ اور بعض مین صریح اسپر دلیل موجود ہے جیسے دبر کل صلوۃ بالجملہ سارے ادعیہ بمنزلہ احرف قرآن شریف کے ہین جونسی دعا کوئی پڑھیگا انشاء اللہ تعالی ثواب موعود پالیگا

فصل

جن چیزون سے نماز باطل ہو جاتی ہے ایک ونمین سے بات کرنا ہے اندر نماز کے دوسرے مشغول ہونا ہے ایسے کام مین جو جنس نماز سے نہین ہے جیسے کپڑا سینا یا تجارت کرنا یا بہت سا چلنا یا دیر تک التفات کرنا تیسرے ترک کرنا شرط کا جیسے وضو چوتھے ترک کرنا کسی رکن کا عمدًا اور جو چیز شرط یا رکن نماز نہین ہے اوسکے ترک کر دینے سے نماز باطل نہین ہوتی ہے شرط کسی شئے کی وہ ہے جو کہ دلیل سے ثابت ہوئی ہو اور دلالت کرے انتفاء مشروط پر وقت انتفاء شرط کے مثلا شارع یون کہے من لم یفعل کذا فلا صلوۃ لہ یا شارع نے تصریح کی ہو کہ ایسی نماز صحیح نہین ہے یا مقبول نہین ہے یا جزئی نہین ہے یا کسی مشروط کے بجالانیسے بدون اوسکے شرط کے منع کیا ہو کیونکہ نہی مقتضی فساد ہے اور فساد مرادف ہے بطلان کا اور یہی حق ہے رہا وجوب

کبھی شک کا سجدہ دوسری طلب شارع سے ثابت ہوتا ہے مجرد طلب سے یہ لازم نہیں آتا کہ شک کے واجب ہونے سے زیادہ کچھ اور بھی ہو اس قاعدہ کو سمجھ لینا چاہیے تاکہ خبط و غلط سے سلامتی حاصل رہے جب یہ بات جان لی تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ نماز پنجگانہ اوس شخص پر واجب ہوتی ہے جو کہ مکلف ہے اور جو شخص اشارہ بھی نہیں کر سکتا ہے اوسکے ذمہ سے نماز ساقط ہے اسی طرح بیہوش سے یہانتک کہ وقت نماز کا جاتا رہے اور بیمار کو درست ہے کہ کھڑے ہو کر پھر بیٹھ کر پھر لیٹ کر نماز پڑھے یہ بات قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہوتی ہے

فصل

سنن رواتب کا جو ہمراہ نماز پنجگانہ کے پڑھے جاتے ہیں یہہ بیان ہے کہ قبل و بعد ظہر کے چار چار رکعت اور قبل عصر کے چار رکعت پڑھے خواہ دو دو خواہ ایک ہی سلام سے حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے رحم اللہ امرءً صلی قبل العصر اربعا رواہ ابو داؤد واحمد وحسنہ الترمذی وصححہ ابن حبان وابن خزیمۃ اس دعا نبوی کا مصداق بننا بڑی بختاوری ہے اور بعد مغرب کے دو رکعت اور بعد عشا کے دو رکعت اور قبل فجر کے دو رکعت ہیں یہ مقدار احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور راجح و قوی ہے حدیث ام حبیبہ میں فرمایا ہے من صلی فی یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ تطوعا بنی اللہ له بیتا فی الجنۃ رواہ مسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وفی روایۃ اخری من ثابر علی اثنتی عشرۃ رکعۃ من السنۃ بنی اللہ له بیتا فی الجنۃ اہل علم نے کہا ہے لا ینبغی ان یترک النوافل وانہا جوابر للفرائض والفرض راس المال والنوافل بمنزلۃ الارباح احادیث بیچ بیان ان سنن کے آیندہ مذکور ہونگے انکے سوا نماز ضحی اور نماز تہجد ہے اکثر تہجد تیرہ رکعت ہے انمین ایک رکعت وتر بھی داخل ہے وتر پانچ اور سات رکعت متصل بھی آیا ہے

تہجد کو دو دو رکعت اور چار چار رکعت کر کے پڑھنا درست ہے اور نو رکعت وتر بھی آیا ہے وتر اوکی سنن ہے اور روایت تین رکعت وتر کی ضعیف ہے معہذا تین رکعات متصلا آئی ہین پہلی رکعت مین سبح اسم اور دوسری رکعت مین کافرون اور تیسری رکعت مین سورہ اخلاص ومعوذتین پڑھنا آیا ہے پہر نماز تحیۃ المسجد ہے کہ پہلے اوسکو مسجد مین جا کر پڑہ لے تب بیٹھے یہ نماز دو رکعت ہے جو اوقات کراہت نماز کے ہین اونمین اندر مسجد کے نجالے اس نماز کو اہل ظاہر واجب بتاتے ہین یہی قول قوی ہے پہر نماز استخارہ ہے اسکی تعلیم کا حضرتؐ کو ایسا اہتمام تہا کہ جسطرح کسیکو کوئی سورت قرآن پاک کی سکہاتے تہے اوسیطرح اس نماز کی تعلیم بہی فرماتے تہے یہ دو رکعت نماز ہے بخاری مین یہ نماز مع دعاء استخارہ مروی ہے لفظ حدیث کا یہ ہے اذا ھم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل یعنی جب تم مین کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز سوای فرض کے پڑہے پہر یون کہے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او قال عاجل امری وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او قال عاجل امری وآجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ پہر اپنے کام کا نام لے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ نے حجۃ بالغہ مین لکہا ہے وعندی ان اکثار الاستخارۃ فی الامور تریاق مجرب بتحصیل شبہ الملائکۃ انتھی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار اس عمل کا کرنا کفایت کرتا ہے لیکن اکثر اہل علم تین دن تک برابر ایک وقت مقرر پر واسطے ایک کام کے

کیا کرتے ہین پس شاید اصلے ہو گا آداب دعا مین سے ایک یہ ہے کہ ہر دعا کو تین بار کہے
لیکن ایک ہی بار پہر ادو رکعت نماز کے بیچ بار پڑہنا بہی باب دعا کا ہو سکتا ہے فوائد
دعا کے اور ترکیب اوسکی نے کتاب الداء والدواء اور کتاب فصل الخطاب
فی فصل الکتاب مین لکہی ہے واللہ اعلم پہر دو رکعت نماز درمیان اذان و اقامت کے آئی
ہے یہ نماز حدیث صحیح مین وارد ہے لیکن بعد تین بار کے یہ فرمایا تہا لمن شاء ⁂

فصل

نماز جماعت موکد ترین سنن ہے جماعت بلا خلاف دو آدمیون سے منعقد ہو جاتی ہے اسلئے
کہ اقل جمع دو ہوتے ہین پہر جسقدر جمعیت زیادہ ہوگی اوتنا ہی ثواب بہی زیادہ ہو گا
اور نماز پیچہے مفضول کے درست ہے آنحضرت نے پیچہے ابو بکر صدیق وغیرہ صحابہ کے نماز پڑہی ہے
بلکہ پیچہے ہر مصلی کے جو اچہی طرح پر ارکان و اذکار کو ادا کرے گو مجتنب معاصی سے اور
متورع نہو کیونکہ شارع نے اعتبار حسن قرارت وعلم وسن کا کیا ہے نہ ورع و عدالت کا ہان
امام کا منجملہ خیار کے ہونا اولی تر ہے مرد امامت عورت کی کر سکتا ہے نہ عورت امامت مرد
کی اور فرض گزار پیچہے نفل گزار کے وبالعکس نماز پڑہ سکتا ہے مقتدی کو متابعت امام
کی اوس کام مین واجب ہے جو کہ مبطل نماز نہو اور جس امام سے قوم ناخوش ہو یہ اون کا
امام نہ بنے اور امامت کے وقت بہت ہلکی نماز پڑہے سلطان اور رب المنزل کو مقدم کرے
پہر اقرا پہر اعلم پہر اسن کو امام کی نماز مین اگر کچہہ خلل پڑیگا تو اوسکا وبال امام پر ہوگا مومنین
کی نماز ہو جائیگی بدلیل حدیث ابو ہریرہ جو بخاری وغیرہ مین آئی ہے یصلون لکم فان اصابوا
فلکم ولہم وان اخطاؤا فلکم وعلیہم سارے مقتدی پیچہے امام کے کہڑے ہون اور اگر
ایک ہی شخص ہو تو داہنی طرف کہڑا ہو عورت اگر عورتونکی امامت کرے تو وسط صف مین
کہڑی ہو عائشہ نے اسیطرح کیا تہا پہر پہلی صف مردون کی ہو پہر بچون کی پہر عورتونکی

مستحق صف اول کے عقلمند ہوشیار لوگ ہوتے ہین جماعت پر واجب ہے کہ صفوف کو برابر کرے درار کو بند کرے صف اول کو پہلے پورا کرلے پہر دوسری تیسری صف کو پہر اسیطرح آخر تک **فـ** سہو کے دو سجدے ہوتے ہین پہلے سلام کے یا پیچہے اوسکے مگر بہتر یہ ہے کہ جس جگہہ حضرت نے پہلے سلام کے سجدہ سہو کیا ہے وہان پہلے اور جس جگہہ پیچہے کیا ہے وہان پیچہے کرے اور ماعدا مین مختار ہے یہ سب سنت ہے داود ظاہری کہا ہے حضرت سے پانچ بار سہو ہوا ہے اونہین جگہو نمین سجدہ سہو کرے اور جگہہ ضرور نہین ہے حضرت کو اگرچہ نماز مین کبہی شک نہین ہوا لکن یہ فرمایا ہے کہ جسکو شک ہو وہ یقین پر بنا کرے اور شک کا اعتبار نہ کرے اور سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے اس سجدہ کے لئے تکبیر و تشہد و تحلیل درکار ہے یہ ہر سہ امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہین سجدہ سہو ترک سنت پر مشروع ہے اور زیادت پر اگرچہ ایک ہی رکعت ہو اور شک پر عدد مین یہ تین امر ہین جنمین سجدہ سہو کیا جاتا ہے سو جب امام یہ سجدہ کرے تو موتم بہی اوسکا تابع ہو جاے **فـ** قضاء فوائت کی یہ صورت ہے کہ اگر عمداً نماز کو ترک کیا ہے نہ کسی عذر سے تو اللہ کا قرض لائق تر ہے ساتہہ ادا کرنیکے جمہور اسکو واجب کہتے ہین اور ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ عاصی ہوا اوسپر قضا واجب نہین ہے یہی مذہب ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بہی جمہور کے پاس کوئی دلیل اس دعوی پر نہین ہے مگر حدیث خثعمیہ جسمین یون فرمایا ہے فدین اللہ احق ان یقضی یہ حدیث دربارہ صوم آئی ہے نہ دربارہ صلوٰۃ ہان بنظر عموم شامل نماز بہی ہو سکتی ہے اور جنکے نزدیک دلیل جدید چاہیئے وہ قائل وجوب قضا کے نہین ہین اور اگر کوئی نماز بسبب کسی عذر کے ترک ہو گئی ہے تو اوسکو وقت زوال عذر کے پڑہ لے وہ ادا ٹہیریگی نہ قضا کیونکہ حدیث مین آیا ہے من نام عن صلوٰۃ او سہی عنہا فوقتہا حین یذکرہا لکن اسمین علماء کا خلاف ہے حق یہی ہے کہ وہ وقت ادا ہے نہ وقت قضا ہان اوسوقت مین پہر دیر نکرے ورنہ تارک عمد ٹہیریگا مگر نماز عید کہ اوسکو دوسرے دن

پہنچتے تھے اور اسی دن اسکی صراحت حدیث مین آچکی ہے **فصل** نماز جمعہ مثل نماز
پنجگانہ کے ہر مکلف پر فرض عین ہے اور کتاب وسنت دونون سے ثابت ہے
مگر زن وبندہ ومسافر وبیمار پر واجب نہین ہے ہمنہ اگر پڑھین تو اونکی خوشی ہے کوئی
مانع نہین ہے یہ نماز مثل سائر صلوات کے ہے سوا مشروعیت دو خطبون کے جو پہلے
اوس سے پڑھے جاتے ہین کسی بات مین مخالف اونکی نہین ہے دونون خطبون کے
بیچ مین بیٹھنا سنت ہے خطبہ منجملہ شعائر دین کے ہے اور جب سے مشروع ہوا ہے تب
ابتک ہر ملک عرب وعجم مین زبان عربی ہی مین پڑھا گیا ہے نہ کسی اور زبان مین اسلیے عربی
ہی پر اقتصار کرنا مستحب ہے جماعت جمعہ دو آدمیون سے بھی ہو سکتی ہے اور چند مساجد
مین اندر شہر کے منعقد ہو جاتی ہے جو شروط فقہا نے واسطے اس نماز کے لکھے ہین
وہ سب خالی یا بے دلیل ہین جیسے وجود چہل نفر یا مصر جامع یا سلطان یا نائب بادشاہ
یا حاکم ان اقوال پر کوئی نشان علم کا نہین ہے نہ انکا کچھ نشان سنت وقران مین ملتا
یہ اقوال محض رای بحرد ہین وقت اس نماز کا وہی وقت نماز ظہر کا ہے اسلیے کہ یہ اوسکے بدل
مین ہے ہان امام احمد نے قبل زوال شمس کے بھی جائز رکھی ہے یہی حق ہے اور قول
اول مذہب جمہور کا ہے جو شخص حاضر نماز جمعہ ہو اوسپر ضرور ہے کہ لوگونکی گردنون کو پامال
نکرے وقت خطبتین کے خاموش رہے اور صبح سے نہا دہو کر مسجد جامع مین جائے
یہ تبکیر مندوب ہے اسی طرح تجمل کرنا خوشبو لگانا امام کے قریب جاکر بیٹھنا مستحب ہے جسنے
ایک رکعت نماز پا لی اوسنے جمعہ پالیا اور دن عید کے یہ نماز رخصت ہو جاتی ہے پڑھے یا
نہ پڑھے **فصل** نماز عیدین واجب ہے اگرچہ اسمین اختلاف کیا ہے یہ نماز دو رکعت
ہوتی ہے پہلی رکعت مین سات تکبیرات قبل قراءت کے اور دوسری رکعت مین پانچ پہلے
قراءت کے ہین اس تعداد مین جو حدیث ابی داؤد باسناد صالح آئی ہے بخاری نے
اوسکی تصحیح فرمائی ہے نووی نے کہا ہے یہ حدیث متعضد بشواہد ہے اس مسئلہ مین

دس مذہب مین یہی سب مین ارجح ہے حجۃ البالغہ مین کہا ہے عمل حرمین راجح ہے اور خطبہ اس نماز کے بعد ہوتا ہے تجمل کرنا عید مین اور شہر سے باہر نکلکر پڑہنا اور آنے جانے کا راستہ بدلنا اور فطر مین پہلے اور اضحی مین پیچہے کچھہ کہانا مستحب ہے جب آفتاب ایک نیزہ پر آئے اوسوقت سے زوال تک وقت اس نماز کا رہتا ہے عید فطر مین تاخیر عید قربان مین تعجیل کرنا مستحب ہے اس نماز مین نہ اذان ہے نہ اقامت یہی بات حدیث سے ثابت ہوئی ہے **فصل** نماز خوف کو حضرت نے صفات مختلفہ پر پڑہا ہے سولہ یا سترہ یا اٹھارہ طرح پر وہ ساری صفات کافی شافی ہین اور جب ڈر زیادہ ہو اور جنگ ہو رہی ہو تو پیادہ سوار طرف غیر قبلہ کے نماز پڑہ سکتا ہے گو اشارہ ہی سے ہو **فصل** نماز سفر مین قصر واجب ہے جب اپنے شہر سے بقصد سفر باہر نکلے گو ایک چوکی سے کم فاصلہ پر جائے تو دو رکعت بجای چار رکعت کے پڑہے مقدار مسافت سفر کی تعیین سنت صحیحہ مین نہین آئی ہے لغت و شرع مین جسکو سفر کہین وہی اوسکی مسافت ہے اور جس شہر مین بطور تردد مقیم رہے تو وہان بیس دن تک قصر کرے اور اگر چار دن ٹہیرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو پہر پوری نماز پڑہے قصر نکرے سفر مین جمع کرنا دو نماز کا تقدیماً و تاخیراً ساتہہ اذان و اقامت کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اگرچہ بعض فقہاء کا مذہب نہین ہے کما سیاتی **فصل** نماز آیات سے مراد نماز کسوفین ہے اصح صفت یہ ہے کہ یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے ہر رکعت مین دو رکوع ہین اور تین اور چار اور پانچ بہی آئے ہین یہ نماز سنت ہے اسلئے کہ دلیل وجوب پر نہین آئی ہے مجرد فعل سنت سے زیادہ افادہ نہین کرتا ہر دو رکوع کے بیچ مین قراءت کرے اور ہر رکعت مین ایک رکوع بہی آیا ہے اسمین دعا و تکبیر و تصدق و استغفار کرنا مستحب ہے نماز اتنی لمبی پڑہے کہ مہر و ماہ گہن سے نکل جائین **فصل** نماز استسقاء وقت خشک سالی کے مسنون ہے یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے اسکے بعد خطبہ ہے جسمین ذکر اور ترغیب طاعت کی اور زجر معصیت

سنت ہونا چاہئے امام مع اپنے ہمراہیون کے بہت سی دعا و استغفار کرے اور سب لوگ مع امام اپنی چادرون کو پہیرین

فصل بیان میں نماز جنازہ و احکام میت وغیرہ کے

بیمار کی عیادت کرنا محتضر کو تلقین شہادت کی کرنا اوسکا منہہ طرف قبلہ کے پہیرنا بعد موت کے آنکہیں بند کرنا اوسپر سورہ یٰس پڑہنا تجہیز مین شتابی کرنا مگر بسبب تجویز حیات کے پہر اوسکا ایک کپڑے مین لپیٹنا اوسکا قرض ادا کرنا سنت ہے اور بوسہ لینا مردہ کا جائز ہے حضرت نے عثمان بن مظعون کا اور ابوبکر صدیق نے حضرت کا بوسہ بعد انتقال کے لیا تہا مریض کو اپنے رب کے ساتہ گمان نیک رکہنا اور ہر قرض و امانت و غصب وغیرہ سے متخلص ہونا واجب ہے زندون پر نہلانا مردون کا واجب ہے ترتیب اولیٰ تر ہے ساتہہ قریب کے جبکہ اوسکی جنس کا ہو ورنہ تخصص مین متورع غاسل بنے شوہر زوجہ کو اور زوجہ شوہر کو غسل دے جمہور اسیکے قائل ہین یہ غسل تین یا پانچ بار یا زیادہ آب و کنار سے چاہیے پہر آخر مین کافور ہو غسل مین میاسن کو مقدم کرے شہید کو بلا غسل اوسی کے کپڑون مین دفن کر دے حضرت نے شہداء احد وغیرہم کو بلا غسل دفن کرا دیا تہا بقیہ شہداء کو غسل دینا چاہیے اوس قدر کفن جو مردہ کا ساتر ہو گو اور کچہہ نرکہتا ہو واجب ہے اور صورت مقدرت مین زیادہ کرنا کفن کا بدون گرانی قیمت کے لاباس بہ ہے شہید اپنے ہی کپڑون مین دفن کیا جاتا ہے جنمین مارا گیا ہے بدن و کفن میت کا تطییب کرنا مندوب ہے اور نماز جنازہ پڑہنا اوسپر واجب امام برابر سر مرد اور وسط زن کے کہڑا ہو کر چار یا پانچ تکبیرین کہے حدیث صحیح سے دونون عدد ثابت ہین بعد تکبیر اول کے فاتحہ و سورہ پڑہے اسکا ذکر بخاری و سنن مین آیا ہے باقی تکبیرات کے بیچ مین ادعیۂ ماثورہ قرارت کرے اور خائن اور قاتل نفس اور کافر و شہید پر نماز نہ پڑہے

قبر پر اور غائب پر نماز پڑہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جنازہ کو جلد لیجلے ہمراہ جنازہ کے چلنا اور اوسکا اوٹہانا سنت ہے آگے اور پیچہے چلنے والا جنازہ کے برابر ہے سوار ہو کر جانا مکروہ ہے اور نعی ونیاحت وشق گریبان ودعا ویل وشور کرنا اور لیجانا آگ کا ہمراہ مردہ کے حرام ہے جو ساتہہ جائے وہ نہ بیٹہے جب تک کہ جنازہ زمین پر رکہا نجائے اور جنازہ کو دیکہہ کر کہڑا ہو جانا منسوخ ہے **فصل** مردہ کو ایک گڑہے مین دفن کرے جو کہ اوسکو درندون سے روکے ضرح لاباس بہ ہے اور لحد افضل ہے مردہ کو پائین قبر سے داخل گور کرین سنت اسی طرح ہے اور دہنی کروٹ پر رو بقبلہ لٹادین حاضرین کے لئے مستحب ہے کہ تین تین لپ خاک کے اوسپر ڈالین اور ایک بالشت سے زیادہ قبر کو اونچا نکرین بلکہ برابر زمین کے رکہین تو اور بہی موافق سنت صحیحہ کے ہے زیارت مردون کی کرنا مشروع ہے زائر رو بقبلہ کہڑا ہو سلام کرے اور قبر کو مسجد ٹہیرانا اور اوسکی آرائش کرنا اور اوسپر چراغ جلانا اور اوسپر بیٹہنا اور مُردون کو برا کہنا حرام ہے ہان تعزیت مشروع ہے اور اہل میت کو طعام بہیجنا درست ہے

ترکیب نماز جنازہ کی

نووی رحہ نے ریاض الصالحین مین لکہا ہے کہ نماز جنازہ مین چار تکبیرین ہین بعد تکبیر اولی کے اعوذ پڑہے پہر فاتحہ یعنی مع سورہ پہر دوسری تکبیر کہے اور درود شریف پڑہے پہر تیسری تکبیر کہے اور دعا کرے واسطے میت کے وہ دعا یہ ہے اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه

وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار رواه مسلم
عن عوف بن مالک سرّم پهر یه دعا پڑھے اللهم اغفر لحینا ومیتنا وصغیرنا
وکبیرنا وذکرنا وانثانا وشاهدنا وغائبنا اللهم من احییته منا فاحیه
علی الاسلام ومن توفیته منا فتوفه علی الایمان پهر چوتهی تکبیر کہے اور دعا
کرے احسن دعا یه ہے اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده واغفر لنا وله رواه
الترمذی عن ابی هریرة ورواه ابوداؤد من حدیثه ومن ابی قتادة
حاکم نے کہا یه حدیث ابی ہریره کی صحیح ہے شرط شیخین پر ترمذی نے کہا بخاری نے
کہا ہے اصح روایات هذا الحدیث روایة ابی ابراهیم الاشهلی واصح
شیٔ فی الباب حدیث عوف بن مالک انتهی مختار یه ہے که بعد تکبیر چهارم کے تطویل دعا کرے انتهی

فصل بیان میں محافظت سنت کے نوافل نماز پر

ام حبیبه رمله دختر ابی سفیان نے کہا ہے میں نے حضرت کو سنا فرماتے تهے ما من عبد مسلم
یصلی لله تعالی کل یوم ثنتی عشرة رکعة تطوعا غیر فریضة الا بنی الله له بیتا
فی الجنة رواه مسلم والترمذی یعنی جو مسلمان ہر دن باره رکعت نماز نفل علاوه نماز
فرض کے پڑهیگا الله اوسکے لئے ایک گهر جنت میں بنائیگا مراد ان باره رکعت سے چار رکعت
قبل ظهر کے اور دو بعد ظهر کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح
کے ہیں ترمذی میں یوں ہی آیا ہے اور ابن خزیمه نے اپنے صحیح میں عوض دو رکعت
بعد العشا کے دو رکعت قبل عصر کے زیاده کی ہیں یه سنن رواتب ہیں نماز پنجگانه کے انہیں
ہر ایک سنت کے لئے فضیلت علحده بهی آئی ہے درباره دو رکعت قبل صبح کے حدیث
عائشه میں فرمایا ہے رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها رواه مسلم دوسری روایت
میں آیا ہے احب الی من الدنیا جمیعا یعنی یه دو رکعتیں سنت صبح کی ساری دنیا سے

بهتا او محبوب تر ہین عائشہ کہتی ہین حضرت بہ نسبت اِن دو رکعت فجر کے کسی نماز نفل کے زیادہ
ترخبرگیری نکرتے تھے رواہ الشیخان ابوہریرہ کا لفظ مرفوعًا یہ ہے تم ترک نکرو دو رکعت
فجر کو اگرچہ تمکو سوار ہٹائین رواہ ابوداؤد حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے قل ہو اللہ احد
برابر ثلث قرآن کے ہے اور قل یا ایہا الکافرون برابر ربع قرآن کے حضرت ان دونون
سورتون کو دو رکعت سنت فجر مین پڑہتے تھے اور فرماتے تھے اِن دونون رکعتون مین
رغب دہر ہے رواہ الطبرانی **فصل** حق مین سنت ظہر کے حدیث ام حبیبہ مین
ارشاد کیا ہے من یحافظ علی اربع رکعات قبل الظہر واربع بعدھا حرمہ اللہ
علی النار رواہ ابوداؤد والنسائی وفی روایۃ لم تمس وجہہ النار ابدًا
یعنی جو کوئی ہمیشہ قبل و بعد ظہر کے چار چار رکعت پڑہیگا دوزخ اوسپر حرام ہو گی آگ
اوسکو نہ چھوئے گی ابو ایوب نے رفعًا کہا کہ اِن چار مین جو قبل ظہر ہین سلام نہین ہے اسکے
لئے دروازے آسمان کے کہولدئے جاتے ہین رواہ ابوداؤد حدیث عبد الرحمن بن
حمید عن ابیہ عن جدہ مین فرمایا ہے صلوۃ الہجیر مثل صلوۃ اللیل رواہ الطبرانی
یعنی نماز ظہر کی برابر نماز شب یعنی تہجد کے ہے **فصل** حق مین سنت عصر کے حدیث
ابن عمر مین رفعًا آیا ہے رحم اللہ امرء صلی قبل العصر اربعا رواہ ابوداؤد والترمذی
ام حبیبہ کا لفظ مرفوع یہ ہے من حافظ علی اربع رکعات قبل العصر بنی اللہ عزوجل
لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابو یعلی یعنی جو کوئی چار رکعت قبل عصر کے ہمیشہ پڑہتا ہے اللہ
اوسکے لئے ایک گہر جنت مین بناتا ہے **فصل** دربارہ نماز مابین مغرب و عشا حدیث
ابوہریرہ مین یون فرمایا ہے من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھن
بسوء عدلن بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ یعنی چھ رکعت
بعد مغرب کے پڑہنا برابر بارہ سال کی عبادت کے ہے عائشہ کا لفظ رفعًا یہ ہے من صلی
بعد المغرب عشرین رکعۃ بنا اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابن ماجۃ والطبرانی

یعنی بعد مغرب کے بیس رکعت پڑہنے پر ایک گہر جنت میں طیار کیا جاتا ہے **ق**
نماز بعد العشا کے باب میں حدیث عائشہ میں آیا ہے ما صلی العشاء قط فدخل بیتی
الا صلی اربع رکعات او ست رکعات رواہ ابوداؤد یعنی ہمیشہ بعد عشا کے گہر میں
آکر چار یا چہ رکعت نفل پڑہتے **ق** وتر کے حق میں حدیث خارجہ بن حذافہ میں
فرمایا ہے قد امرکم اللہ بصلوٰۃ ہی خیر لکم من حمر النعم وہی الوتر فجعلہا لکم
فی ما بین العشاء الآخرۃ الی طلوع الفجر رواہ ابوداؤد یعنی وتر کا وقت عشا سے لیکر
تا صبح باقی رہتا ہے **ف** نوافل نماز کی کئی قسم ہے ایک وہ جن پر مواظبت کیجاتی ہے
جیسے رواتب یہ سنن ہیں دوسرے وہ جنکی فضیلت میں کوئی حدیث آئی ہے بلا مواظبت کے
یہ مستحب ہیں ہر قسم کے درجات کا تفاوت مطابق ورود اخبار اور بحسب طول وقصر مواظبت
ہوتا ہے ولہذا کہا ہے کہ سنن الجماعۃ افضل وافضلہا صلوٰۃ العید ثم الکسوف
ثم الاستسقاء وافضل سنن الانفراد الوتر ثم رکعتا الفجر پہر نوافل دو طرح پر ہیں
ایک وہ جنکا تعلق سبب سے ہے جیسے نماز خوف دوسرے وہ جنکا تعلق وقت سے ہے پہر
یہ تین طرح پر ہیں یا تو ہر رات دن میں مکرر ہوتے ہیں یا ہر ہفتہ میں یا ہر سال میں تو یہ
سب چار قسم ٹہیرے پس جو ہر دن رات میں بار بار آتے ہیں وہ آٹھ ہیں ایک رواتب فرائض
یہ پانچ ہوئے چہٹے نماز ضحی ساتوین احیاء ما بین العشائین آٹھوین تہجد اول دو رکعت
فجر کا وقت طلوع فجر صادق مستطیر سے ہوتا ہے نہ صبح کاذب مستطیل سے انکا ادا کرنا قبل
فرض فجر کے مسنون ہے لکن اگر اقامت فرض ہوگئی تو پہر فرض ہی پڑہے بعد فرض کے
انکو ادا کرے اور مستحب یہ ہے کہ سنت صبح کو گہر میں پڑہے پہر مسجد میں آکر تحیۃ المسجد
ادا کرے اور کچہہ نہ پڑہے مگر فرض پہر ما بین طلوع وصبح فکر وذکر میں مشغول رہنا محبوب تر ہے
۲ دو رکعت بعد ظہر کے پڑہنا سنت موکدہ ہے اور چار پہلے ظہر کے پڑہے یہ تاکید میں
دو رکعت مذکورہ سے کمتر ہیں انکا وقت زوال شمس سے شروع ہوجاتا ہے ۳ چار رکعات

قبل عصر کے ہین انکا وقت وہ ہے کہ سایہ ہر شئے کا برابر اوس شئے کے ہو ۴ دو رکعت
بعد مغرب کے ہین انکا وقت اوس وقت ہے کہ زمین ہموار پر سورج آنکھون سے غائب ہو جاے
اگر پہاڑ مین چھپ گیا ہے تو پہر وقت اوسکا آمد سیاہی ہے طرف سے مشرق کے ۵ چار رکعت ہین بعد عشا
کے ۶ وتر ہے یا ایک رکعت سے گیارہ رکعت تک ہے اور تیرہ مین تردد ہے اور ایک حدیث مین
سترہ رکعتین آئی ہین یہ رکعات جنکا نام ہمنے وتر رکھا ہے یہ نماز شب ہے جسکو تہجد کہتے
ہین ۷ صلاۃ الضحی یہ آٹھ رکعتین ہین یا چار یا چھ یا دو یا بارہ بھی صحیح ہے اسکا وقت
مابین ارتفاع آفتاب و استواء شمس کے ہوتا ہے ۸ احیاء ما بین العشائین یہ بیس رکعات
ہین **دوسری قسم** جو ہر ہفتہ مین مکرر ہوتی ہے - اسکو غزالی نے احیاء مین
ذکر کیا ہے جیسے چار رکعت دن شنبہ کے یا چار رکعت بعد سنت ظہر کے یا بیس رکعت
شب جمعہ مین یا دو رکعت دن دوشنبہ کے یا بارہ رکعت یا چار رکعت شب دوشنبہ مین
اسکو نماز حاجت کہتے ہین یا دس رکعت دن سہ شنبہ کے پہر پہر دن چڑھے یا بارہ رکعت
دن چہارشنبہ کے یا چھ رکعت یا دو رکعت بین الظہرین دن پنجشنبہ کے یا دو رکعت
تسبیحۃ الضحی یا چار یا آٹھ یا بارہ رکعت قبل نماز جمعہ کے یا دس رکعت بعد سنت
عشا کے یا چار رکعت دن شنبہ کے یا بارہ رکعت شب شنبہ مین پہر ان سب نمازونمین
جو سورتین پڑھی جاتی ہین غزالی نے اونکو نام بنام ذکر کیا ہے لکن یہ نمازین کسی حدیث
سے ثابت نہین ہین ولہذا زیادہ تفصیل اسجگہ نہین کی گئی احیاء الاحیاء مین کہا ہے
هو مما لم يرد فى عينه خبر لكن يرغب فيه من حيث انه مناجاة الله تعالى
انتہی مین کہتا ہون حدیث صحیح مین کثرت نوافل کو موجب اللہ کے تقرب کا فرمایا ہے
اسلئے یہ سب صلوات داخل ہین نیچے اوس کثرت کے بلکہ اگر اس سے بہی زیادہ پڑہے تو
اور بہی زیادہ مرتبہ بڑہے ومن زاد زاد اللہ فی حسناتہ لکن بلا خصوصیات مذکورہ کے
تیسری قسم وہ ہے جو ہر سال مین آتی ہے - وہ چار نمازین ہین ایک نماز عیدین

دوسرے نماز تراویح یہ بیس رکعتین ہین بہت سی چالیس پڑہنا بہی جائز ہے پہر بعض نے کہا کہ جماعت سے پڑہنا اچہا ہے اور بعض نے کہا تنہا پڑہنا بہتر ہے حضرت اس نماز کے لئے دو یا تین ہی شب باہر آئے تہے پس بس پہر مسجد سے گہر مین پڑہنا اسکا افضل ہے تیسری نماز رجبیہ بارہ رکعتین ہین درمیان عشائین کے اول جمعہ ماہ رجب مین اسکا صلوٰۃ الرغائب کہتے ہین یہ کسی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف سے ثابت نہین بلکہ محققین نے اسکو بدعت کہا ہے مشتبہ سے بچنا دلیل قوت ایمان ہے چوتھی نماز شعبان یہ سو رکعتین ہین شب نصف ماہ مین اسکی بہی کچہہ اصل سنت مطہرہ سے ثابت نہین ہے چوتھی قسم جو متعلق اسباب عارضہ ہے وہ ایک نماز خوف ہے دوسری نماز کسوف تیسری استسقاء چوتہی نماز جنازہ یہ سب مشہور ہین پانچوین تحیۃ المسجد یہ دو رکعتین ہین سنت موکدہ یہ ساقط نہین ہوتین اگرچہ امام خطبہ جمعہ کا پڑہتا ہو اور ہر چند وقت کراہت مین ہون احیاء الاحیاء مین کہا ہے ولو اشتغل بفرض او قضاء تادی بہا التحیۃ وحصل الفضل اذ المقصود ان لا یخلو ابتداء دخولہ عن العبادۃ الخاصۃ بالمسجد قیاما بحق المسجد ولہذا کرہ دخول المسجد بغیر وضوء فان دخل لعبور او جلوس فلیقل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اربع مرار انتہی چہٹے دو رکعت بعد وضو کے ساتوین دو رکعت وقت آنے کے گہر مین اور نکلنے کے گہر سے خصوصا وقت ارادہ و مراجعت سفر کے آٹھوین نماز استخارہ نوین نماز حاجت دسوین صلوٰۃ التسبیح یہ چار رکعتین ہین اسمین علماء کا اختلاف ہے یہ نماز کسی طریق صحیح سے ثابت نہین ہے اگرچہ ایک جماعت فقہاء وغیرہم نے اسکا ذکر کیا ہے اسکی حدیث کو محققین ضعیف بلکہ موضوع کہتے ہین احیاء الاحیاء مین کہا ہے اعلم ان تحیۃ المسجد وما اوردناہا قبلہا لا تکرہ فی الاوقات المکروہۃ وما اوردت بعدہا تکرہ انتہی مین کہتا ہون بہتر یہ ہے کہ اوقات مکروہہ مین دخل

مسجد ہو تاکہ جمع بین الادلہ حاصل آ لے اور جو نماز بین سنت صحیحہ سے ثابت نہین ہین اونکو اپنی
طرف سے پڑہنا اور اونکے لئے تعداد رکعات کی اور تخصیص سور کی اور خصوصیت اذکار کی اور شمار
تکرار اذکار کا مقرر کرنا کچھ ضرور نہین ہے سوا نماز پنجگانہ اور اون نمازون کے جو حضرت
نے خود پڑہی ہین جیسے تہجد وغیرہ یا جسکے پڑہنے کا حکم دیا ہے جیسے کسوف و استسقاء وغیرہ
اور جس کیفیت سے اونکو پڑہا ہے اگر اور نماز پڑہنا منظور ہو تو پہر مطلق نیت تطوع سے رات دن
یا ہفتہ وار یا ماہوار یا سال وار جسقدر رکعات پڑہنا ہو پڑہے کوئی مانع شرعی نہین ہے یہ نوافل
صلوات جو مذکور ہو لئے اور اونپر کوئی نشان علم کا نہین ہے یہ نماز بین اہل عبادت و سلوک نے واسطے
عمارت اوقات کے نکالی تہین لکن پہر اونہین وہ تخصیصات اور آداب مقرر کئے جس سے محققین
علماء کو یہ موقع ملا کہ وہ قائل اونکی ابتداع کے ہو لئے بناء علی ہذا اقتصار کرنا صلوات ثابتہ صحیحہ
پر احوط و اولی ہے فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ بلکہ بعض سلف نے فرمایا ہے
کہ جس عمل حسن کو حضرت نے نہین کیا ہے وہ داخل غلو فی الدین ہے اللہ تعالی ایسے عمل
پر ہرگز اجر نہین دیتا ہے جبکو اوسکے پیغمبر نے نہین کیا ہے یا اوسکا حکم نہین فرمایا ہے حلاوت
ایمان و طلاوت احسان و کرامت اسلام اسی مین ہے کہ لا یزید علیہ و لا ینقص منہ
جسطرح کہ ایک اعرابی نے حضرت سے انہین ارکان خمسہ اسلام کو سنکر یہی مضمون عدم زیادت
و نقصان کا عرض کیا تہا اور اوسپر حضرت نے فرمایا تہا کہ یہ شخص بہشتی ہے واللہ اعلم بالصواب

ف مسافر کو جمع کرنا دو نمازونکا سفر مین مسنون ہے حدیث انس مین آیا ہے کان
رسول اللہ صلعم یجمع بین الظہر والعصر و بین المغرب والعشاء فی السفر اخرجہ
احمد والبخاری و زاد عن ابن عمر عن ابیہ اذا جد بہ السیر رواہ مسلم ایضا
یہ جمع احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے لکن مذاہب اہل علم اسمین مختلف ہین شافعی و احمد و
اسحق موافق ظاہر حدیث کے ہین جمہور کا قول بہی یہی ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین
و ائمہ کی اسی طرف گئی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وقت جد سیر کے جائز ہے اسامہ بن زید

اور ابن عمر اور قول مشہور امام مالک کا یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ وقت ارادہ قطع طریق کے جائز ہے مگر ابن العربی نے کہا کہ نفس سفر قطع طریق ہے چوتھا قول یہ ہے کہ جمع مکروہ ہے پانچوان قول یہ ہے کہ جمع تاخیر جائز ہے نہ جمع تقدیم ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے چھٹا قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز نہین ہے بسبب سفر کے بلکہ عرفہ و مزدلفہ مین جائز ہے یہی مذہب ہے حنفیہ کا ابن مسعود و سعد ابن ابی وقاص بھی اسی طرف گئے ہین ذکرہ ابن رشد فی کتاب دلائل الاحکام لکن قول راجح و قوی وہی قول اول ہے جسکی طرف جمہور گئے ہین

فصل بیان مین حقیقت و روح نماز کے

یہانتک جو کچھ کہا گیا ہے وہ بیان تھا کالبد و صورت نماز کا اس صورت کے لئے ایک حقیقت ہے جو نماز کی روح ہے ہر عمل و ہر ذکر جو اندر نماز کے ہوتا ہے اوسکی ایک روح جداگانہ ہوتی ہے کہ اگر وہ روح نہو تو نماز مثل آدمی مردہ اور قالب بے جان کے ٹھیرتی ہے اور اگر اصل ہوئی لکن اعمال و آداب پورے نہو لئے تو وہ مثل اوس آدمی کے ہوتی ہے جسکی آنکھ نکال لی ہے ناک کان کاٹ ڈالے ہین اور اگر اعمال ہو لئے اور حقیقت و روح نہوئی تو وہ مثل اوس آدمی کے ہے کہ وہ آنکھ تو رکھتا ہے لکن بینائی نہین رکھتا ہے کان رکھتا ہے لکن شنوائی نہین رکھتا ہے سو اصل روح نماز کی حاضر رکھنا دل کا ہے ساری نماز مین اول سے آخر تک کیونکہ مقصود نماز سے یہی ہے کہ دل ساتھ اللہ کے راست و درست رہے اور اللہ کی یاد کو بر سبیل ہیبت و تعظیم کے تازہ و تر کرے جسطرح فرمایا ہے واقم الصلوٰۃ لذکری یعنی میری یاد کرنیکے لئے نماز قائم رکھ ظاہر امر واسطے وجوب کے ہے اور غفلت ضد ذکر ہوتی ہے ولہذا فرمایا ہے ولا تکن من الغافلین یہ نہی ہے اور ظاہر نہی تحریم ہوتی ہے اور فرمایا حتیٰ تعلموا ما تقولون

یہ شامل غافل بہی ہے احیاء الاحیاء مین کہا ہے والتحقیق فیہ ان المصلی مناجی
ربہ والکلام مع الغفلۃ لیس بمناجاۃ انتہی حضرت نے فرمایا ہے بہت سے لوگ ایسے
ہین کہ نصیب اونکا نماز سے سوائے رنج و تہکنے کے اور کچہہ نہین ہے یہ اسلئے کہ وہ
لوگ کالبدسے تو نماز پڑہتے ہین مگر دل سے غافل ہین اور یہہ بہی فرمایا ہے کہ کسی کی
نماز مین ایک حصہ سے دس تک لکہتے ہین یعنی اوسقدر کہ جتنا دل نماز مین حاضر تہا
اور فرمایا ہے کہ تو نماز اس طرح پڑہ کہ گویا کسی کو تو وداع کرتا ہے یعنی اس نماز سے
آپ کو اور اپنے ہوای نفس کو رخصت کر دے بلکہ جو کچہہ سوا حق کے ہے اوس سب
کو رستہ بتا کے اسی جگہہ سے عائشہ نے کہا ہے کہ حضرت سے باتین کرتے ہم
اور وے باتین کرتے جب وقت نماز کا آتا تو گویا ہرگز نہ وہ ہمکو پہچانتے اور نہ ہم
اونکو پہچانتے یعنی بسبب مشغولی کے عظمت خداتعالی مین حضرت نے فرمایا ہے
جس نماز مین دل حاضر نہین ہوتا ہے اللہ اوس نماز کی طرف نہین دیکہتا حضرت جب نماز
مین کہڑے ہوتے آپکا دل مثل ہانڈی کے جوش مارتا علی مرتضی جب نماز کا ارادہ
کرتے کانپنے لگتے رنگ چہرہ کا بدل جاتا اور کہتے اوس امانت کے اداکرنیکا وقت
آیا جسکو ساتون آسمان و زمین پر عرض کیا تہا اور اونکو طاقت اوسکے برداشت کی
نہوئی سفیان ثوری نے کہا ہے جو شخص نماز مین خاشع نہوا اوسکی نماز نہ ہوئی حسن
بصری نے کہا ہے جس نماز مین دل حاضر نہین ہے وہ نماز عقوبت سے نزدیک تر
ہے معاذ بن جبل نے کہا جو کوئی نماز مین عمدًا نگاہ کرے کہ داہنے بائین کون کہڑا ہے
اوسکی نماز نہین ہوتی ہے **ف** ابو حنیفہ و شافعی اور بہت سے علماء نے
اگرچہ یہ بات کہی ہے کہ نماز درست ہے جبکہ وقت تکبیر اول کے دل حاضر و فارغ
ہو لکن یہ فتوی اس ضرورت کی وجہ سے دیا ہے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور اس
درستی کے یہ معنی ہین کہ تلوار اوسکی گردن پر سے اوٹہا لیگی مگر زاد آخرت کے لئے

اور قصد چاہیے کہ دل حاضر ہو با لجملہ وقت نماز پڑہنے کے دل اگر وقت تکبیر کے حاضر ہو تو
امید ہے کہ ایسے شخص کا حال بہ نسبت اوس شخص کے جو بالکل حاضر نہیں ہوتا ہے بہتر
ہوگا لیکن اس بات کی ڈر لگی ہوئی ہے کہ کہیں اوسکا حال بدتر نہ ہوا سلئے کہ جو کوئی تہاون
کے ساتھہ واسطے خدمت بجا لانے کے حاضر ہوتا ہے شاید کہ تشدید اوسپر زیادہ کیجائے
بہ نسبت اوس شخص کے جو کہ اصلا حاضر نہیں ہوتا ہے اسی وجہ سے حسن بصری نے
یہ بات کہی ہے کہ ایسی نماز عقوبت سے نزدیک تر ہے بلکہ جسکی نماز فحشا ور منکرسے نہ روکے
اور باز نہ رکھے اوسکو نماز سے کچہہ فائدہ نہیں ہوتا مگر اسی قدر کہ وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے
فحشا سے مراد ہر بیحیائی کا کام ہے اور منکر سے مراد ہر امر خلاف شرع ہے یہ دونون لفظ
شامل ہین جمیع مہلکات ظاہر و باطن کو اللہ نے فرمایا ہے ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء
والمنکر سو جسکی نماز اس صفت پر نہیں ہے اوسکی نماز دراصل نماز ہی نہیں ہے وہ
بمنزلہ بے نماز کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ پوری نماز مع جان و تن کے وہ نماز ہوتی
ہے کہ جسمین دل حاضر اور خاطر فارغ ہو اور جو نماز ایسی ہے کہ اوسمین سوائے وقت تکبیر کے دل حاضر نہین
ہوتا ہے کہ اوسمین سوائے ایک رمق کے اور کچہہ حصہ روح کا نہیں ہے جیسے وہ شخص زندہ کہ اوسمین فقط
ایک سانس باقی ہو دیکہو سیحج قال فی احیاء الاحیاء والحاصل ان حضور القلب روح الصلوۃ وان
اقل رمق الروح الحضور عند التکبیر انتہی اقول دل کے حاضر کرنیکی علاج یہ ہے
کہ غفلت دل کی نماز مین دو سبب سے ہوتی ہے ایک ظاہر ایک باطن سبب ظاہر یہ ہے کہ
ایسی جگہہ نماز پڑہے کہ وہان کچہہ نظر آتا ہے یا سنائی دیتا ہے جسمین دل مشغول ہوجاتا ہے
کیونکہ دل تابع چشم و گوش ہوتا ہے اسکی علاج یہ ہے کہ نماز ایسی جگہہ مین پڑہے کہ خالی
ہو غل غپاڑا نہو تا کہ کوئی آواز سنائی نہ دے اور تاریک جگہہ مین ادا کرے تا کہ آنکہہ کو
کچہہ سجہائی نہ دے یا آنکہہ بند کرلے اکثر عبادت کرنیوالے ایک ذرا سا گہر تنگ و تاریک
واسطے نماز کے بناتے تہے کیونکہ جائے فراخ مین دل پراگندہ ہوجاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ

وقت نماز کے مصحف اور تلوار اور ہر قماش جو اونکے پاس ہوتا اوسکو جدا کر دیتے تاکہ دل اوسمین مشغول نہو سبب باطن یہ ہے کہ اندیشہ وخطرات پراگندہ جمع ہون یہ سب سے زیادہ سخت تر ودشوار تر ہے اور یہ سبب دو طرحپر ہوتا ہے ایک اوس کام سے کہ کسی وقت دل اوسمین مشغول تہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ اوس کام کو پورا کرے اور دل کو اوسکے طرفسے فارغ کرلے تب واسطے نماز کے کہڑا ہو اِسی لئے حضرت نے فرمایا ہے کہ جب طعام شام ونماز عشا حاضر ہو تو پہلے کہانا کہالے اِسی طرح اگر کوئی بات کسی شخص سے کہنا ہے تو وہ بات اوسکو کہہ کے دل خالی کرلے دوسری طرح یہ ہے کہ ایسے کام کی فکر ہے جو ایک ساعت مین تمام نہین ہوتا ہی یا خود اندیشہ ہای پراگندہ جمع ہوتے ہین اور دل پر غالب آجاتے ہین کیونکہ عادت اِسی طرحپر ہے تو اِسکی علاج یہ ہے کہ دل کو معنی ذکر وقرآن مین لگاسکے جو قرارت نماز مین کرے کوئی سورت ہو یا آیت اوسکے مطلب ومراد مین غور کرنے لگے اس طرحپر اس خطرہ کو دور کرے اور اس تسکین کا اندیشہ کرے اگر سخت غالب نہو اور خواہش اوسکی قوی نہو اور اگر شہوت قوی ہے تو یہ اندیشہ اس طور پر دفع نہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل لے تاکہ مادہ علت باطن کا اندر سے بالکل اوکہڑ جاوے یہ مسہل یون ہوتا ہے کہ جس چیز کا اندیشہ دامنگیر دل ہو اوس چیز کو ترک کردے ؎

حجاب چہرۂ مقصود بود مطلبہا		گزشتم از سر مطلب تمام شد مطلب	

اگر یہ کام نکریگا تو ہرگز اس اندیشہ وخطرہ سے رہائی نہوگی ہمیشہ نماز اوسکی حدیث نفس سے آمیختہ رہیگی اس نمازی کی مثال اوس شخص کی سی ہے کہ وہ نیچے ایک درخت کے بیٹہے اور یہ چاہے کہ مین چڑیون کی چون چون نہ سنون اور ایک لکڑی لیکر اونکو بہگالے تو وہ اوڑکر پہر اوسی درخت پر آبیٹہین گی پس اگر اس مشغلہ سے رہائی چاہتا ہے تو تدبیر اوسکی یہ ہے کہ اوس درخت ہی کو جڑ سے اوکہیڑ کر پہینکدے جب درخت ہی نہوگا تو چڑیان کس پر آکر بسیرا کرینگی اسیطرح جب تک کہ خواہش کسی کام کی دل پر غالب ومستولی رہتی ہے

تب تک اندیشہاے پراگندہ اور خطرات گوناگون باطن ویران کے ساتھ لگے رہتے ہین
حضرت کو ایک صحابی نے ایک پارچہ حلہ از تحفہ مین دیا تھا نماز مین اوسپر نظر پڑی اور اسکو
اوتار کر پھر اپنا کپڑا پہن لیا طلحہ رضی اللہ عنہ نخلستان مین نماز پڑھتے تھے ایک چڑیا درختون
مین اوڑتی پھرتی تھی اوسکو رستہ نکلنے کا نہین ملتا تھا انکا دل ادہر طرف مشغول ہوا
معلوم نہوا کہ کتنی رکعتین نماز کی پڑہی ہین حضرت کے پاس آکر یہ حال ذکر کیا اور اپنے دل کا
شکوہ کیا اور اس قصور کے کفارہ مین باغ صدقہ کر دیا سلف نے اس طرح پر بہت کام
کئے ہین دل کے حاضر کرنے کی اونھون نے یہی علاج رکہی تھی غرضیکہ اگر نماز سے پہلے اللہ
کا ذکر دل پر غالب نہو تو نماز مین حاضر نہوگی کیونکہ جب تک دل اس اندیشہ سے فارغ و آسودہ
و خالی نہوگا تب تک ہرگز نماز ساتھ حضور دل کی نہوگی سو جو شخص یہ چاہے کہ نماز ساتھ
حضور دل کے ادا کرے اوسکو یہ چاہیے کہ نماز سے پہلے علاج دل کی کرلے اور دلکو خالی کرلے یا
یون ہو کہ دنیا کے شغلون کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور دنیا سے قدر حاجت پر قناعت
کرے اور اس قدر حاجت سے بہی مقصود اوسکا یہی ہو کہ عبادت کے لئے فرصت و فراغت
حاصل آئے پس اگر ایسا نکریگا تو دل نماز مین نہ لگے گا اور نہ قلب حاضر ہوگا مگر بعض
نماز مین قال فی احیاء الاحیاء اوحی اللہ الی موسی یا موسی اذا ذکرتنی فکن عند
ذکری خاشعا مطمئنا واذا قمت بین یدی فقم قیام العبد الذلیل وناجنی
بقلب وجل ولسان صادق یا موسی قل لعصاۃ امتک لا یذکرونی فمن
ذکرنی ذکرتہ واذا ذکرونی ذکرتہم باللعنۃ ھذا فی عاص غیر غافل فکیف العاصی
الغافل علی صلاتہ وقال بعض الصحابۃ یحشر الناس یوم القیامۃ علی مثال ھیأتھم
فی الصلوۃ من الطمانینۃ والھدوء ومن وجود النعیم بھا واللذۃ وھذا حق فقد
یحشر کل علی ما مات علیہ ویموت علی ما عاش علیہ انتہی پھر کہا ہے کہ الاصل الجامع
للخواطر حب الدنیا فمن مال الی شیء منہا لا لیستعین بہا علی تحصیل الآخرۃ فلا

تصفو له لذة المناجاة فی الصلوة فالدواء النافع الاعراض عن امور الدنیا ولما رته استبشعه الطباع فبقیت العلة مزمنة والداء عضالا حتی ان الاکابر عجزوا عن اداء رکعتین لا یحدثون فیهما انفسهم بامور الدنیا فاذن لا مطمع لامثالنا ولیت یسلم بعض صلوتنا فتکون ممن خلط عملا صالحا و آخر سیئا انتهی اب یہ چاہیے کہ مسلمان نوافل زیادہ کر دے اور دل کو بقدر چاہیے حاضر کرے اور یون جانے کہ نوافل مین فرائض کے نقصان کا جبر ہوتا ہی پھر نماز جماعت کا اہتمام رکھے سلف مین جس شخص کی تکبیر اول فوت ہو جاتی وہ تین دن تک اپنی تعزیت کرتا تھا اگر جماعت فوت ہوتی تو سات دن تک تعزیت کرتا سعید بن مسیب نے بیس برس تک اذان مسجد ہی کے اندر سنے بہت سے علماء نے کہا ہے کہ جو شخص بلا عذر تنہا نماز پڑھتا ہے اوسکی نماز درست نہین ہوتی سیمہرا اسلیے جماعت کو ایک امر مہم شیر اکر آداب امامت و اقتدا کو نگاہ رکھے **فصل** نماز کی حقیقت و روح کو اس طرح پیدا کرتے ہین کہ سب سے پہلے نمازی اذان سنتا ہے جب بانگ نماز کان مین آئے جس کام مین ہو اوسکو چھوڑ کر دل طرف اوسکے لگائے سلف کا دستور یہی تھا لوہار اذان سنکر وہین اپنا ہاتھہ کام سے روک لیتا کفش گر او سید م اپنا اوزار تھام لیتا ذرا جنبش نکرتا سو اس ندا سے قیامت کی ندا کو یاد کرے جو کوئی سنتے ہی اس ندا کیطرف شتابی کریگا اوسکو وقت ندای قیامت کے سوای بشارت کے اور کچھہ رنج نہ پہنچے گا پھر اگر اس ندا پر اپنے دل کو آلودہ شادی و رغبت پائے تو جان لے کہ وہان کی پکار پر بھی یہی حال ہوگا طہارت جامہ و بدن کو یہ سمجھے کہ ایک غلاف ہے روح اس طہارت کی یہ ہے کہ دل پاک صاف ہو یعنی توبہ و ندامت و دوری اخلاق ناپسندیدہ سے کیونکہ دل نظارہ گاہ خالق ہے اور جگہہ حقیقت نماز کی دل ہے رہا تن سو جگہہ صورت نماز کی ہے ستر چھپانے کا مطلب یہ سمجھے کہ جو کچھہ چشم خلق مین اسکے ظاہر حال سے زشت نظر آتا ہے اوسکو اسنے چھپایا ہے آپ جو کچھہ باطن حال سے نظر مین حقتعالی کے زشت ہے اوسکو چھپانا چاہیے کیونکہ اللہ سے کوئی چیز

نقش نہین رہ سکتی ہے سو باطن اسطرحپر پاک ہوتا ہے کہ حال گذشتہ پر پشیمان ہو اور پکا قصد کرے کہ پہر ایسا کام آئیندہ نکرونگا اور حال مین اوس کام سے دست بردار ہو جیا حضرت نے فرمایا ہے توبہ کرنے والا گناہ سے مانند بے گناہ کے ہو جاتا ہے اگر یہ نہو سکے تو ایک پردہ نجاست و بیم و شرم کا بناکر اون عیبون کے منہہ پر ڈالدے اور شکستہ و خستہ و شرمسار ہوکر سامنے خدا کے کہڑا ہو جسطرحپر کہ کوئی غلام گریختہ گنہگار ساتہہ دل پر تشویش کے سامنے اپنے آقای نامدار کے سر نیچے کیے ہوئے آتا ہے اور اپنی فضیحتون سے سخت خجل و شرمسار ہوتا ہے استقبال قبلہ کا ظاہر تو یہی ہے کہ ہر طرف سے منہہ پہیر کر ایکطرف کر لیتا ہے لیکن بہید اسکا یہ ہے کہ روئی دل کو دونون عالم سے پہیر کر حقتعالی پر مشغول ہو تاکہ ایک صفت اور ایک حالت ہو جائے جسطرح کہ قبلہ ظاہر ایک ہے اسی طرح قبلہ دل بہی ایک ہے وہ قبلہ ذات حقتعالی ہے جب دل مین طرح طرح کے افکار و خطرات ہونگے تو فقط ظاہر مین وہ سب جانب سے روگردان ہوگا نہ باطن مین سو جسطرحپر کہ وہ صورت نماز کی نہوئی اسیطرح یہ حقیقت نماز کی نہوئی حضرت نے فرمایا ہے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک رواہ الشیخان عن عمر رضی اللہ عنہ پس جو شخص نماز مین کہڑا ہوا اور اوسکے ہوی اور روئی دل اور خود دل تینون ساتہہ حقتعالی کے ہوئی وہ نماز سے یون پہرتا ہے جیسے کہ آج اوسکی مان نے اوسکو جنا ہو یعنی سارے گناہون سے پاک ہو جاتا ہے غرضکہ جسطرح روئی ظاہر کو قبلہ کی طرف سے پہیر لینے مین صورت نماز کی باطل ہو جاتی ہے اسی طرح جب روئی دل طرف سے حق کے پہر جاتا ہے اور اندیشے اوسپر ہجوم لاتے ہین اور خطرات ہر طرف سے اوسکو گہیر لیتے ہین اور وسوسے لگاتار آتے رہتے ہین تو حقیقت اور روح نماز کی باطل ہو جاتی ہے اسلیے کہ ظاہر خلاف باطن کے ہی اور سارا کام جو اسنے کیا ہی وہ نرا اختلاف تہا اختلاف کی چندان قدر و منزلت نہین ہوتی ہے قیام کا ظاہر یہ ہے کہ جسم سے سامنے حق تعالی کے کہڑا ہو اور بندہ وار سر در پیش افگندہ ہو اور سر حقیقت

یہ ہے کہ دل ساری حرکات سے رک جاوے اور ملازم خدمت کا بطریق تعظیم و انکسار کے ہو
اسوقت اپنا کھڑا ہونا قیامت مین سامنے واحد قہار کے یاد کرے اور جانے کہ وہان سارے
اسرار آشکار ہو جاوینگے سو اوسی طرح اسوقت بہی وہ اسرار خداوند کردگار پر آشکار ہین
جو کچہہ کہ اسکے دل مین ہے اور ہوگا وہ سب اوسکو معلوم ہے وہ اسکو دیکہہ رہا ہے اور
باطن و ظاہر پر اسکے آگاہ ہے تعجب تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صالح اسکو نماز پڑہتے
دیکہتا ہے تو یہ اپنے سارے اعضا کو ادب و تہذیب پر لگاتا ہے اور بہت سا سکون
و وقار ظاہر کرتا ہے اسلئے کہ اوسکے نظارہ کو جانکر اوس سے شرماتا ہے اور نماز مین
شتابی و التفات نہین کرتا لکن باوجود اسکے کہ حق تعالی اسکو دیکہہ رہا ہے یہ اللہ سے
شرم نہین کرتا ہے بلکہ ہر وادی مین سرگردان پہرتا ہے صدہا خطرات و افکار اپنے
دل مین لاتا ہے اونکو بزور ایمان و قوت احسان زیر نہین کرتا اس سے بڑہکر اور کیا
جہل ہوگا کہ ایک بندہ بیچارہ سے جسکے ہاتہہ مین کچہہ بہی نہین ہے شرماتا ہے اور
اوسکے دیکہنے سے باادب بنتا ہے اور اللہ کے دیکہنے کی کچہہ پروا نہین کرتا اور ملک الموت
کی نظر سے نہین ڈرتا اسکو آسان جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک گروہ صحابہ کا نماز
مین اس طرح ساکن ہوتا تہا کہ چڑیان اونسے نہ بہاگتین بلکہ اونکو ایک جماد جانتین
سو جس دل مین اللہ کی عظمت و جلالت و ہیبت آرام پکڑتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ میرا
رب حاضر ناظر ہے اوسکے سارے اطراف و جوانب فروتنی خاکساری کرنے لگتے ہین
ایک شخص کو دیکہا کہ نماز مین ڈاڑہی پر ہاتہہ لگاتا تہا کہا اگر اسکا دل خاشع ہوتا تو ہاتہہ
بہی دل کی صفت پر ہو جاتا ظاہر رکوع و سجود بہی تواضع تن ہے لکن مقصود اصلی اوس سے
خاکساری دل کی ہے چہرہ سے چیز کا جو کہ عزیز ترین اعضا ہے خاک پر رکہنا ایسی خواری ہے
کہ اوس سے بڑہکر کچہہ نہین یہ اسلئے کہ ہے تاکہ یہ بات جان لے کہ اصل اوسکی یہی مٹی
ہے اور وہ پہر اسی مٹی مین جا ملے گا منہا خلقناکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ

اخری ہدایت کیسی بات پر کرت بلکہ آپ ناکسی دبہحا رکی کو خوب طرح پہچان لے اسیطرح
ہر کلام میں ایک بہید حقیقت ہے کہ جب اوس سے غفلت ہوتی ہے تو نماز سے سوای
صورت کے اور کچہہ نصیب نہیں ہوتا **وقف** نماز میں جو قرأت و اذکار میں ہر کلمہ
کے لئے ایک حقیقت ہے جسکا معلوم کرنا ضرور ہے کہنے والا اوسکا ایسا ہونا چاہئے
جو کہ اوسکے کہنے میں صادق ہو مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہیں کہ اللہ اس سے بڑا ہے کہ
کوئی اوسکو اپنی عقل و معرفت سے شناخت کر سکے اگر یہ معنی اسکو معلوم نہیں ہیں
تو جاہل ہے اور اگر معلوم ہین لیکن اوسکے دلمیں کوئی اور چیز اللہ سے زیادہ بڑی اور
بزرگ ہے تو پہر وہ اس کہنے میں سچا نہیں ہے اوس سے یہ بات کہی جائیگی کہ یہ کلمہ
تو حق ہے لیکن تو کاذب ہے اسی طرح جب کسی شئے کا اللہ سے زیادہ مطیع ہوگا تو وہ چیز
نزدیک اوسکے اللہ سے بزرگ تر ٹہیریگی اور وہی شئے گویا اوسکی اللہ و معبود ہوئی
افرایت من اتخذ الہہ ہواہ جب وجہت وجہی کہا تو یہ معنی ہوئے کہ میں نے اپنا
روی دل ساری جہان سے پہیر کر طرف اللہ کے کرلیا اب اگر دل اوسکا اسوقت کسی
اور چیز کی طرف نگران ہوگا تو یہ کہنا اوسکا دروغ ٹہیریگا اور جیسکہ پہلی ہی بات مناجات
مین حقتعالی کے دروغ ٹہیری تو خطر اوسکا معلوم ہے جب حنیفا مسلما کہا
تو گویا دعوی مسلمانی کا کیا اور حضرت نے فرمایا ہے مسلمان وہ ہے کہ اوسکے ہاتہہ
زبان سے سارے مسلمان سلامت رہیں تو اب چاہئے کہ یہ نمازی اس صفت پاوے
یا ارادہ و عزم اس صفت کا کرے کہ مجکو اس طرح پر ہونا چاہئے جب الحمد للہ کہے
اللہ کی نعمتوں کو اپنے دل پر تازہ کرے اور سارے دل سے شکر گزار بنجاوے اسلئے
کہ یہ کلمہ شکر کا ہے اور شکر دل سے ہوا کرتا ہے جب ایاک نعبد کہے حقیقت اخلاص کی
دل پر تر و تازہ ہو جاوے سارے علاقے شرک جلی و خفی کے ٹوٹ جائیں کسی کو سوا
اللہ کے لائق عبادت کے نہ جانے جب ایاک نستعین کہے تو ساری خلق سے ناامید ہو جاوے

اور اللہ ہی کو اپنا معین و ناصر و ولی سمجھے جب اھدنا الصراط المستقیم کہے تو دل صفت تضرع و زاری پر ہو کیونکہ ہدایت کا سوال کرتا ہے پہر اس سوال مین یہ خیال کرے کہ مین اپنے معبود قادر سے وہ چیز مانگتا ہون جو کہ اوسنے اپنے بڑے عالی رتبے مقبول بندون کو دی تہی جو انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہین مجکو اس سوال کی قدر و منزلت کرنا چاہئے اور تمام عزم و ہمت سے مانگنا لازم ہے پہر جبکہ یہ خواستگار رحمت کا ٹہیرا اور اللہ کے دوستون کا اسنے ذکر کیا تو اب اللہ کے دشمنون سے اسکو بیزاری ظاہر کرنا بہی ضرور ہوا کہ تمام اخلاص یہی ہے اسلئے مغضوب علیہم و ضالین سے الگ ہوا پہر اس سوال کی اجابت لفظ آمین سے چاہئے اسی طرح ہر کلمہ تسبیح تہلیل و قراءت مین خیال کرے اور جسطرح کہ ان الفاظ کو جانتا ہے اوسی طرح پہر دل کو متصف معانی ان الفاظ سے کرے اسکی شرح بہت لمبی چوڑی ہے اگر حقیقت نماز سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے تو اس طرح نماز کیا کرے ورنہ پہر وہ ایک صورت بے معنی پر قانع ٹہیریگا ○

کس کام کا وہ دل ہے جس دل مین تو نہووے
کس کام کا وہ گل ہے جس گل مین بو نہووے

قال تعالی قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اسجگہ بعد ایمان کے اوس نماز پر مدح کی جو مقرون بخشوع ہے پہر فرمایا اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس احیاء الاحیاء مین کہا ہے قال الامام ما عندی ان ھذرمۃ اللسان مع غفلۃ القلب ینتھی درجتہا الی ھذا الحد وکان بعضہم من شدۃ غضہ للبصر واطراقہ یظن بعض الناس انہ اعمی وبعضہم لم یشعر بسقوط اسطوانۃ المسجد وقیل ان الصلوۃ من الآخرۃ فاذا دخلت فی الصلوۃ خرجت من الدنیا وقیل لبعضہم ھل تذکر فی الصلوۃ شیئا فقال وھل شی احب الی من الصلوۃ فاذکرہ فیہا وکان بعضہم یخفف الصلوۃ خیفۃ الوسواس وقال بعضہم ان العبد لیسجد السجدۃ وعندہ انہ یتقرب بہا الی اللہ تعالی ولو قسمت ذنوبہ فی سجدۃ

علی اہل مدینۃ ھلکوا قیل وکیف ذالک قال یکونن ساجد اعنہ اللہ وقلبہ مصغرالی صورۃ مشاہدۃ لیا طل انتہی

فصل بیان میں ترکیب نماز کی تقریر دیگر بطور مختصر

صورت ظاہری نماز پنجگانہ کی وہی ہے جسکے ارکان وآداب واحکام واذکار پہلی فصلوں تک گذر چکے ہیں رہی حقیقت نماز کی سو اوسکا بیان بھی مختصر تقریر میں پہلے ہو چکا ہے اِس جگہہ پر ترکیب نماز کی ایک سہل طریق پر لکھی جاتی ہے جو کہ جامع ہے درمیان صورت و معنی و ظاہر و باطن کے سب سے پہلے اہتمام اسی بنیاد اسلام کا درکار ہے کیونکہ یہ عبادت ہر رات دن میں پانچ بار کرنا پڑتی ہے بخلاف روزہ و زکوٰۃ کے کہ وہ سال میں ایکبار فرض ہیں اور بخلاف حج کے کہ وہ تمام عمر میں ایک بار واجب ہے پس بس و لہذا یہ نماز ساری عبادتوں میں اعظم الشان اوضح البرہان انفع فی النفس اشہر فی الناس ہے شارع نے بیان میں تفصیل و تعیین اوقات و شروط و ارکان و آداب و رخص و نوافل نماز کے اعتبار عظیم فرمایا ہے کہ اوس طرحکا اعتبار سائر انواع طاعات میں نہیں کیا اسکو اعظم شعائر دین ٹھیرایا ہے یہانتک کہ یہ عبادت یہود و نصاریٰ و مجوس و بقایای ملت اسمٰعیلیہ میں بھی مستعمل تھی اگرچہ اوسکی تفاصیل و احکام میں تحریف و تبدیل کی دست درازی ہوئی ہے مگر شرع اسلام نے آکر اصلاح اوسکی فرمائی اور ملت اسلامیہ کو اونکے ملتوں سے نہایت درجہ کا تمیز بخشا اور دربارۂ ادا نماز تاکید بلیغ فرمائی یہانتک کہ یوں ارشاد کیا کہ تم حکم دو اپنی اولاد کو نماز پڑہنے کا جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور مارو اونکو ترک نماز پر جبکہ وہ دس برس کے ہوں اور جدا کرو اونکو بستروں میں یہ اسلیے ہے کہ بلوغ بچہ کا دو طرح ہوتا ہے ایک حصول صلاحیت کا ہے سقم و صحت نفسانی میں اسمیں اوس کو عقل آنے لگتی ہے سو امارت نشو و عقل کی سال ہفتم عمر ہوتی ہے سات برس کا بچہ ضرور

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ظاہر مین نقل کرنے لگتا ہے اور امارت اس ظہور کے اتمام کی سال دہم عمر ہے دس برس کا بچہ وقت سلامت مزاج کے اتنی عقل رکھتا کہ اپنے نفع ونقصان کو سمجھ لے اور تجارت وغیرہ کرنے لگے دوسرا درجہ بلوغ کا حصول صلاحیت سے جہاد وحدود و مواخذات مین ترک کرنے پر ان امور کے اس درجہ پر پہنچکر وہ ان رجال مین داخل ہو جاتا ہے کہ جو مشقت محنت اوٹھاتے ہین اور سہامات مدنیہ وملیہ مین اعتبار اونکے حال کا کیا جاتا ہے اور اونکو بزور راہ راست پر لاتے ہین اور تمام عقل وتمام جثہ پر اعتماد کیا جاتا ہے اسکا وقت عمر پانزدہ[۱۵] سالہ ہے اسکی علامت احتلام وانبات عانہ ہے سو نماز کے لئے دو اعتبار ہین اس اعتبار سے کہ نماز ایک وسیلہ ہے درمیان بندہ اور مولی کے اور اسفل سافلین مین گرنے سے بچاتی ہے حکم اوسکا وقت بلوغ اول کے کیا اور اس اعتبار سے کہ وہ منجملہ شعائر اسلام کے ہے اور اوسپر پکڑ دھکڑ کیجاتی ہے اور زبردستی ٹہرائی جاتی ہے خواہ جی چاہے یا نچاہے حکم اوسکا حکم سائر امور کا ہے سو عمر دہ سالہ ایک برزخ ہے درمیان ان دو حدوں کے اور جامع ہے ان دونون جہتون کو اس وجہ سے اوسکو ان دونون طرحکے اعتبار سے ایک حصہ دیا گیا ہے بہر حال اصل نماز کی تین چیزین ہین ایک خضوع کرنا واسطے اللہ کے دل سے دوسرے ذکر کرنا اللہ کا زبان سے تیسرے نہایت تعظیم کرنا اللہ کی بدن سے امم کا اسپر اجماع ہے کہ یہ ہرسہ امر منجملہ نماز کے ہین اگرچہ وہ ماسوا ہین انکے مختلف ہین حضرت نے غیر مین ان ہرسہ امر کی رخصت دی ہے مگر انمین رخصت نہین دی بالجملہ وہ نماز جو حضرت سے بتواتر روایت وتوارث امت ماثور ہے وہ یہ ہے *

ترکیب نماز مطابق حجۃ اللہ البالغہ

تطہیر وستر عورت کے بعد کہڑے ہو کر رو بقبلہ ہو اور دل سے اللہ کی طرف توجہ کرے

اور خالص اللہ کے لئے عمل بجا لاوے زبان سے اللہ اکبر کہے پھر ادا فاتحہ کے دو رکعت اول
مین سورت پڑھے نہ رکعت سوم و چہارم مین پھر کمر جھکا کر رکوع کرے اور سر برابر پشت
سے ملا کر پیچھے کر سطمئن ہو پھر سر اوٹھا کر سیدھی کرے کہڑا ہو پھر سجدہ کرے ہفت اعضا
پر یعنی پہر دو دست و پہر دو پای و پہر دو زانو اور وجہ پہر سر اوٹھا کر برابر ہو کر بیٹھے پہر
دوسرا سجدہ کرے یہ ایک رکعت ہوئی پہر پہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور تشہد پڑھے
اگر آخر نماز ہو تو حضرت پر درود بھیجے اور جو دعا چاہے وہ کرے پہر ملائکہ و مسلمین پر
سلام بھیجے فهذه صلوة النبی صلعم لم يثبت انه ترك شيئا من ذلك قط
عمدا من غير عذر في فريضة وصلوة الصحابة والتابعين ومن بعدهم
من ائمة المسلمين وهي التي توارثوا انها مسمى الصلوة وهي من ضروريات
الملة انتهى اسکے بعد حکمت افعال نماز و اذکار نماز کا بیان کیا ہے عوام کو اسکی طرف
حاجت نہین ہے جسقدر جاننا اون حکمتون اور بھیدون کا ضرور ہے اوسکا بیان
ہو چکا اور کچھہ آئیگا اس اجمال کی تفصیل مطابق سفر السعادة یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے تکبیر سے پہلے نیت زبان یا لفظ سے مروی
نہین ہے اللہ اکبر کے ساتھہ ہی دونون ہاتھہ اوٹھاتے کبھی برابر گوش کے اور کبھی برابر دوش کے پہر
داہنا ہاتھہ بائین ہاتھہ پر برابر سینہ کے رکھتے صحیح ابن خزیمہ مین اسیطرح پر آیا ہے پہر
دعای استفتاح پڑھتے یہ دعا کئی وجہ صحیح پر مروی ہے اسجگہ پر اصل کتاب مین سات صیغے
لکھے ہین پہر اعوذ پڑھتے پہر فاتحہ اور بسم اللہ کو کبھی آواز سے اور کبھی آہستہ کہتے قرات
آپکی مرتب و مرتل ہوتی ہر آیت کے آخر پر وقف کرتے اور کلمہ آخر کو کھینچتے آخر فاتحہ
پر آمین کہتے نماز جہری مین جہر سے نماز سری مین سر سے اور سارے صحابہ ہمراہ آپکے
آمین پکارتے اور نماز مین دو سکتون کی رعایت فرماتے ایک سکتہ درمیان تکبیر و
قرارت فاتحہ کے کرتے اور دوسرا سکتہ درمیان فراغ کے فاتحہ سے اور قرارت سورہ کے

اور کبھی درمیان قرارت و رکوع کے اس حساب سے تین سکتہ ہوتے ہین سکتہ سوم غایت
لطف وقلت مین ہوتا تہا نماز صبح مین بعد فاتحہ کے سورۂ مطول بقدر شصت آیت تا
صد آیت کے پڑہتے کبھی سورۂ قاف کبھی سورۂ روم اور کبھی اتنی تخفیف کرتے کہ قرارت
اذا زلزلت پر اقتصار فرماتے اور کبھی معوذتین پر جبکہ سفر مین ہوتے اور کبھی اذا الشمس
کورت پر اور جمعہ کے دن نماز فجر مین سورۂ الم تنزیل السجدہ رکعت اول مین اور ہل اتی
رکعت دوم مین پڑہتے وجہ تخصیص ان دو سورت کی ساتہہ جمعہ کی یہ ہے کہ انمین
ذکر مبدء و معاد و دخول جنت و نار کا ہے اور یہ معانی دن جمعہ کے ہوئی تہی اور قیامت
بہی دن جمعہ کے ہوگی اسلئے لوگون کو اسدن یہ سور سناتے جسطرح کہ محافل کلان و
مجامع بزرگ مین سورۂ ق و اقتربت اور مثل اونکے پڑہتے ظہر کی نماز مین تطویل
کرتے یہانتک کہ بعد اقامت کے کوئی شخص قبا تک جو دو کروہ ہے جاتا اور پہر آتا
اور ہنوز رکوع رکعت اول کا نہ کیا ہوتا اور کبھی بقدر الم سجدہ کی رکعت اول مین پڑہتے
اور کبھی سبح اسم ربک الاعلی یا سورۂ بروج یا واللیل یا انشقاق یا والسماء والطارق
اور مانند اسکے اور عصر کی نماز نصف مقدار ظہر پر درازی مین ہوتی کبھی اس سے
بہی کم نماز مغرب مین کبھی تطویل کرتے سورۂ اعراف دو رکعت مین پڑہتے ہر رکعت
مین نصف نصف سورت کبھی والصافات و سورۂ حم دخان کبھی سبح اسم ربک الاعلی
کبھی والتین کبھی معوذتین کبھی مرسلات کبھی قصار مفصل ان سور کا پڑہنا روایات
صحیحہ سے ثابت ہے اور سنت یہ ہے کہ ایک طرز پر تخفیف و تطویل مین مواظبت
نکرے بلکہ کبھی تطویل کبھی تخفیف موافق حال اور وقت کے عمل مین لائے نماز عشا
مین معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے سورۂ والشمس و سبح اسم ربک الاعلی اور واللیل مقرر
فرمادی تہی اور قرارت سورۂ بقرہ و نحوہا سے منع کیا تہا اور بعض احادیث مین آیا ہے
کہ اذا السماء انفطرت و انشقاق و بروج و طارق کو مقرر کر دیا تہا نماز جمعہ مین سورۂ جمعہ

والمنافقین ہر ایک رکعت مین پڑہتے اور کبھی واسطے تخفیف کے سبح اسم وغاشیہ پڑہتے مگر آخر سورۂ جمعہ کا رکعت اول مین اور آخر منافقین کا پڑہنا رکعت دوم مین مخالف سنت نماز عیدین مین سورۂ ق واقتربت اور کبھی سبح اسم وغاشیہ پڑہتے آخر وقت تک اسی پر مواظبت رکہی اسی لئے خلفاء راشدین بہی اسی راہ پر چلے صدیق رضی اللہ عنہ نماز صبح مین سورۂ بقر پڑہتے تہے عمر صبح مین کبھی سورۂ یوسف ونحل پڑہتے اور کبھی سورۂ ہود وبنی اسرائیل اگر نماز کا لنبا کرنا منسوخ ہوتا تو خلفاء راشدین ایسا کام نکرتے سنن نسائی مین ابن عمر سے آیا ہے کہ کان صلعم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات معلوم ہوا کہ صافات کا پڑہنا داخل ہے تخفیف مین باقی نمازون مین تعیین کسی سورت کی نفرماتے مگر اسی جمعہ وعیدین مین ابن عمر نے کہا ہے مفصل مین کوئی ایسی سورت نہین ہے جسکو مین نے حضرت سے سنا ہو طویل ہو یا قصیر کہ وہ اوسکو نماز فرض مین پڑہتے اور غالبا ہر سورت پوری پڑہتے بر سبیل ندرت کبھی کوئی سورت واسطے بیان جواز کے ناتمام پڑہی ہوگی اور اگر بعض سورت پر اقتصار کرتے تو اول سورت پر کرتے آخر سورت یا وسط سورت کا پڑہنا مروی نہین ہے اور ہمیشہ پہلی رکعت دوسری رکعت سے درازتر ہوتی سب سے زیادہ لمبی نماز صبح کی ہوتی تہی اسلئے کہ اللہ پاک کا نزول ثلث آخر شب مین تا انقضاء نماز صبح ہوا کرتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ طلوع فجر تک ہوتا ہے دونون طرح مروی ہے

ف جب قرأت سے فارغ ہوتے ذرا ٹہیر کر تکبیر کہتے اور دونون ہاتہہ اوٹہا کر رکوع مین جاتے اور دونون کفدست سے زانو کو مضبوط پکڑتے اور کہنیونکو پہلو سے الگ رکہتے اور پشت کو سیدہا کرتے اور سر کو برابر پشت کے رکہتے نہ اونچا نہ نیچا اور تین بار سبحان ربی العظیم کہتے اور کبھی اس ذکر سے سبحانک الخ ملا لیتے درازی رکوع کی غالبا اتنی ہوتی کہ کوئی دس بار سبحان ربی العظیم کہے سجود بہی اسی قدر ہوتا اور وہ جو صحیحین مین براء سے آیا ہے کہ آپکا قیام ورکوع واعتدال وسجدہ وجلسہ مابین سجدتین

قریب یکے یکے تہا سو محمول ہے قیام طویل پر اور جب قیام خفیف ہوتا تو سب ارکان خفیف
ہوتے یہ تاویل متعین ہے اسلئے کہ کبھی نماز شام مین سورۂ اعراف پڑہتے اگر اسی قدر سجود رکوع
اعتدال و جلسہ ہوتا تو نماز بہ نیمۂ شب تک تمام ہوتی ہان کبھی رکوع و سجود وغیرہ بمقدار قیام فرماتے
جیسے نماز خسوف کسوف مین یا نماز تہجد مین ورنہ غالب حال اعتدال تہا کبھی رکوع مین سبوح
قدوس الخ کہتے یہ نماز تہجد مین ہوتا تہا جب سر رکوع سے اوٹہاتے دونون ہاتہہ اوٹہاکر
سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ان تین جگہو نمین ہاتہہ اوٹہانا ثابت ہوا ہے اور کثرت
رُوات سے یہ بات تواتر کو پہونچی ہے چار سو خبر و اثر اس باب مین ثابت ہوئی ہین اور اسکو
عشرۂ مبشرہ نے روایت کیا ہے آپ اسی کیفیت پر لایزال رہے یہانتک کہ اس جہان سے
رحلت فرمائی اسکے سوا اور کچہہ ثابت نہین ہوا ہے رکوع سے سر اوٹہاکر سیدہے کہڑے
ہوتے اسی طرح بین السجدتین سیدہے بیٹہتے اور فرماتے جس نماز مین اندر رکوع و سجدہ کے
پشت راست نہین کیجاتی ہے وہ نماز کافی نہین ہوتی پہر ربنا لک الحمد کہتے اس رکن
کو بقدر رکوع کے دراز کرتے کبھی اس رکن مین دعای ملاء السموات والارض تا آخر
پڑہتے اور کبھی بار بار لربی الحمد لربی الحمد کہا کرتے اور کبھی اتنی دیر کرتے کہ جماعت کو یہ
گمان ہوتا کہ بہول گئے اسی طرح کبھی سجدہ مین تطویل کرتے کہ لوگون کو گمان نسیان ہوتا ف
سجدہ مین جاتے وقت ہاتہہ نہ اوٹہاتے البتہ تکبیر رفع و خفض مین کہتے اور زانو ہاتہون سے
پہلے زمین پر رکہتے پہر ہاتہہ پہر ماتہا پہر ناک ترتیب بدن پر رکہتے ہان مالک و اوزاعی اور
ایک گروہ اہل حدیث ہاتہون کا رکہنا پہلے زانو سے درست بتاتے ہین لکن جمہور کا قول
وہی ہے کہ پہلے زانو پہر ہاتہہ رکہے اور حضرت نے کبھی کور عمامہ پر سجدہ نہین کیا بلکہ پیشانی
کو خاک پر رکہا ہے اور کبھی گل و آب پر اور کبھی سجادہ و چٹائی پر اور کبھی پوست مدبوغ پر
پہر سجدہ مین ماتہا ناک زمین پر رکہتے اور ہاتہون کو پہلو سے جدا کرکے برابر دوش کے
زمین پر رکہتے اور فرماتے سجدہ مین کفین کو رکہو اور کہنیون کو اونچا کرو اور انگلیون کو

رکوع مین کبہی دو رکعت اور سجدہ مین ذرا کم کرلیتے اور سبحان ربی العظیم وغیرہ کہتے اور کہیا
فرماتے کہ سجدہ مین خوب دعا کرو کہ ساجد کی دعا قبول ہوتی ہے اور دعا دو طرح پر ہے ایک ثنا
وتمجید دوسرے طلب وسوال یہ دعای سجدہ دونون قسم کو شامل ہے اور اجابت بہی دو طرح پر
ہے ایک یہ کہ مسئول سائل کا دیا جائے دوسرے یہ کہ مقابل مین دعا کے ثواب ملے اجیب
دعوة الداع اذا دعان کی تفسیر دونون وجہ اجابت پر کی ہے یہی صحیح بہی ہے انتہی
حاصل اون حضرت سے سجدات نماز پنجگانہ مین دونون طرح کی دعا ماثور ہے ف رکعات
نماز شب مین برخلاف رکعات روز کے زیادہ تطویل کرتے یہانتک کہ ایک رکعت مین
سورۂ بقرہ وآل عمران ونساء پڑہتے لکن گنتی رکعتون کی گیارہ سے زیادہ نہوتی اسی جگہہ
علماء نے قیام وسجود مین اختلاف کیا ہے کسی نے کہا قیام افضل ہے کسی نے کہا سجود
افضل ہے بعض نے کہا شب مین طول قیام افضل ہے اور دن مین کثرت رکوع وسجود اور
بعض نے کہا یہ دونون رکن فضل مین برابر ہین قیام مین قرآن پڑہا جاتا ہے اور سجدہ مین
تذلل وخشوع ہوتا ہے اسلئے ذکر قیام افضل ہے ذکر سجود سے اور ہیئت سجود افضل ہے قیام
سے بہرحال جب سجدۂ اول سے سر اوٹہاتے بقدر سجدہ درمیان دونون سجود کے بیٹہتے
پہر رب اغفرلی الخ کہتے کبہی اتنی دیر لگاتے کہ گمان نسیان کا ہوتا جب دوسرے سجدہ
اوٹہنا چاہتے تو جلسۂ استراحت کرتے اسکو بعض نے سنت سمجہا ہے اور بعض نے حمل
حاجت پر کیا ہے جسکو حاجت نہین ہے اوسکے حق مین سنت بہی نہین ہے پہر اوٹہکر بے توقف
قراءت شروع کردیتے اور جو سکتہ رکعت اول مین کرتے وہ باقی رکعات مین نہ کرتے
اور دوسری تیسری چوتہی رکعت مانند رکعت اولی کے بجالاتے مگر چار چیز مین سکتہ
ودعای استفتاح وتکبیر احرام وتطویل کہ یہ مختص ہین ساتہہ رکعت اول کے جب تشہد
مین بیٹہتے پای چپ کو بچہاتے اوسپر نشست کرتے پای راست کو کہڑا رکہتے اور داہنا
ہاتہہ داہنی ران پر رکہکے عقد پنجاہ وسہ باندہتے اور انگشت مسبحہ کو کلمۂ تشہد پر اوٹہاتے

اور حرکت ندیتے اور تشہد اول کو سبک کرتے جب تیسری رکعت کو اوٹھتے دونون ہاتھہ اوٹھاکر
تکبیر کہتے اور پڑہنا شروع کرتے اور رکعت دوم سوم مین غالباً قراءت فاتحہ پر
اقتصار کرتے اور احیاناً کوئی سورت مختصر بر سبیل ندرت پڑہ لیتے اور تشہد اخیر مین
پای چپ کو نیچے پای راست کے رکہتے اور مقعد کو زمین پر جماتے یہ کیفیت جلسہ اولی
مین ہرگز نہ تہی اس کیفیت مین علما کا اختلاف ہے چارون امام نے اس مسئلہ مین چار
قول اختیار کئے ہین اور ہر ایک قول کے ساتہہ ایک گروہ صحابہ و تابعین و علما کا موافق ہے ظاہر
ترین سیاق بیان مین صفت نماز نبوی کی حدیث ابی حمید ساعدی ہے جسکو مسلم و ابن حبان
نے روایت کیا ہے اس حدیث مین آیا ہے وجلس علی شقه الایسر متورکا اور نماز
صبح مین کبہی قنوت پڑہتے اور کبہی ترک کرتے اور بسم اللہ کبہی جہر سے کہتے اور کبہی خفیہ
کہتے اور ظہر و عصر مین اسرار قراءت فرماتے کبہی بعض آیات کو آواز بلند سے پڑہ دیتے
کہ مقتدی سنتے مگر نماز مین التفات نکرتے اور التفات کو جلسۂ شیطان فرماتے اور
بعد ہر دو رکعت کے التحیات پڑہتے اور سات محل مین دعا کرتے ایک بعد تکبیر احرام کے
دوسرے قبل رکوع کے اور بعد فراغ کے قراءت وتر مین تیسرے بعد اعتدال کے رکوع
سے چوتہے اندر رکوع کے پانچوین سجدہ مین غالب دعا سجود ہی مین ہوتی چہٹے
بین السجدتین ساتوین بعد تشہد کے سلام سے پہلے یہ دعا جو ائمۂ مساجد بعد سلام کے کرتے
ہین عادت اسکی نہ تہی اس باب مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ہے بلکہ ساری ادعیہ
نماز کے اندر نماز کے تہے بعض ائمۂ علم نے کہا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو تو ذکر و تہلیل و
تسبیح و تحمید کرنا مشروع ہے بلا خلاف اور حضرت پر درود بہیجنا مستحب ہے بعد درود کے حضرت
عزت سے طلب حاجات کی کرے ف بعد تشہد کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ و
برکاتہ کہتے اور طرف جانب راست کے التفات کرتے چنانچہ رخسارۂ مبارک
نظر آتا اسی طرح جانب چپ کو سلام دیتے عمل دائمی اسی طور پر تہا پندرہ صحابی نے

ابکو روایت کیا ہے اسانید صحیحہ سے۔ باسامنے سلام کرنا یا ایک سلام کرنا سو ضعیف السند ہے جو دعا نماز مین کرتے مجموع اونکا بلفظ افراد ہوتا جیسے رب اغفرلی وذھب دانشتے ھامسلہ الغرض جو مسلمان مشتاق نماز مقبول کا ہوا وسکو چاہئے کہ اس کیفیت وترکیب کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرے جو اذکار اس نماز مین آئے ہین کچھہ اوپر گزر چکے اور باقی سفر السعادۃ وحصن حصین مین لکھے ہین اور کتب حدیث مین بھی مذکور ہین جیسے ترغیب وترہیب منذری

فصل بیان مین حقیقت نماز کے

یہانتک جو کچھہ لکھا گیا تھا صورت ظاہری نماز کی تھی رہی حقیقت نماز کی سو کتاب ضوء الشمس مین لکھی ہے اور شرح اوسکی کتاب احیاء العلوم سے دریافت ہو سکتی ہے بمختصر تقریر اس حقیقت کی رسالہ حقیقۃ الصلاۃ سے جو کسی عالم دیندار کا ہے اسجگہ بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے تاکہ نمازی حقیقت نماز پر آگاہ ہوکر رعایت اون اسرار کی اپنی نماز مین ہمیشہ پیش نہاد خاطر رکھے اگر ایسا کریگا تو دو رکعت نماز اوسکی صدہا رکعات سے اور لوگون سے بہت زیادہ مقبول تر ہوگی صاحب رسالہ مذکور نے لکھا ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اوسکی صفتین جانے اور اوسکے حکم کو معلوم کرے اور مرضی و نامرضی اوسکی تحقیق کرے کہ بغیر اسکے بندگی نہین ہوتی ہے اور جو بندگی بجا نہ لائے وہ بندہ نہین ہے سو بڑی بندگی رب کی نماز ہے کہ بدون اوسکے کوئی بندگی قبول نہین ہوتی ہے کیونکہ سر سب بندگیون کا اور نچنے کا بڑے کامون سے یہی ہے اور اس نماز سے کوئی غافل نہین ہے نہ درخت نہ عمارت نہ پرند نہ حیوان نہ حشرات زمین نہ پہاڑ نہ ستارہ نہ آسمان نہ زمین نہ ارواح نہ فرشتے جیسے کہ نماز درخت وعمارت کی قیام ہے اور پرند وحیوانات کے رکوع اور تمام حشرات کے سجود اور زمین وپہاڑ کے قعود اور ستارون اور آسمانون کی حرکت اور ارواح وفرشتون کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت وتلاوت قرآن اور

ذکر وو دنا او اس انسان کو کہ خاص سرکاری چیلہ ہے ساری خوبیان تہوڑی مدت مین عمر حکمت
فرمائی ہین اور خلیفہ کر کے سب کو اوسپر حکم دیا جسنے فرمانبرداری کی اور حکم بجالایا اوسکا
منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا اور جسنے نافرمانی کی اور اوسپر قائم نہ رہا وہ بے منصب ہوا اور
اولٹے پاؤن دوزخ مین گرا سو جو کوئی نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے اوسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے
زکوۃ اور حج و روزہ و جہاد کا اس طرح کہ خرچ پانی اور کپڑے کا جو خدا کی بندگی کے لئے
کیا ہے بجای زکوۃ کے ہے اور رخ کرنا طرف کعبہ کے حج ہے اور تکبیر تحریمہ بجای احرام
کے اور رو بقبلہ ہونا بجای طواف کے اور کھڑا ہونا بجای وقوف عرفات کے اور رکوع
و سجود اور رکعات مانند دوڑنے کے درمیان صفا و مروہ کے اور بند کرنا کہانے
پینے کا بجای روزہ کے ہے اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت مین ڈالنا نفس کا اوسکی
سستیونکی اوقات مین بجای جہاد ہے لکن نماز مین حضوری دل کی شرط ہے کہ بے
اسکے نماز پوری نہین ہوتی بلکہ کبہی آدہی کبہی تہائی کبہی چوتہائی یا پانچوان حصہ یا چہٹا یا
ساتوان یا آٹھوان یا نوان یا دسوان حصہ لکہا جاتا ہے یہ اسلئے ہے کہ ہر رکن نماز مین
اتنا ٹہیرے کہ کوئی لحظہ حضوری میسر ہو اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون
ہر رکن کا خیال کرے اور آپکو سامنے اپنے رب کے جانے اور اوسکو متوجہ اپنے حال کا
سمجھے اور جو کنسی سورت پڑہے اوسکے مضمون کا خیال کرے اگر مقام عتاب و غصے کا
ہے تو خوف کرے اللہ سے پناہ مانگے اور اگر مقام رحمت و عنایت کا ہے تو اوسکو طلب
کرے اسکے سوا اور بہی باتین ہین جو واسطے خواص کے ہین نہ واسطے عوام کے اور
حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہین ہوتی اور تاثیر دل کی بے دانست معانی الفاظ کے
حاصل نہین ہوتی ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر معنی الفاظ کے جانے تو سب برے کامون سے
جنسے ایمان کا نقصان ہے بچے اور جان لے کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اوسی
پر قائم رہے ہر طالب ایمان کو چاہئے کہ حقیقت نماز کی راس طور پر جانے کہ حضرت حق

مجکو تمام خلق مین بہتر پیدا کرکے شرعی تاکید سے پانچ بار دربار مین حاضر ہونیکا اذن مطلق دیا ہے اور محتاج کسی اور کے اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا نقیب کا نہین کیا اور غیر حاضر پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے سو ایسی نعمت عظمی سے محروم رہنا اور عذاب سخت سر پر لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے اس طرح عظمت نماز کی سمجھکر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ بادشاہ حقیقی کے ہین بجالاوے پہلی طہارت و پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور حاجت نہانی کی ہو تو نہالے جیسے کوئی بادشاہی دربار مین جانا چاہتا ہے تو پہلے حمام کرتا ہے پھر کپڑے پہنکر جاتا ہے پھر منہہ طرف کعبہ کے کرکے کھڑا ہو بھید اسمین یہ ہے کہ کعبہ ناف زمین ہے تمام زمین اوسی سے پھیلائی گئی ہے اور پیدایش جسم آدمی کی خاک سے ہے سو جسطرح جسم ظاہر کو طرف اوسکی اصل کے متوجہ کرتا ہے اسی طرح باطن یعنے روح کو بھی طرف اوسکی اصل یعنے حقتعالی کے جو اوسکا خالق ہے متوجہ کرے اور ہمیشہ اوقات پنجگانہ نماز کو بے شبہ وقت دربار اور حضور کا جانلے اور اپنی حاجات عرض کرے مثلاً جسوقت کوئی بندہ قصد مناجات و عرض حاجات کا دلمین مقرر کرکے حاضر دربار خاص ہوا اور نہایت تعظیم و درستی عقیدہ و نیت خالص سے روبرو اوس بادشاہ عالیجاہ کے کھڑا ہوکر اور رخ عرض و التفات کا ہر طرف سے پھیر کر اللہ اکبر کہے یعنی اللہ بہت بڑا ہے تو اوسیوقت وہ بادشاہ عالیجاہ اپنے بندے کے قصد و ارادے پر مطلع ہوکر عنایت خاصہ فرماتا ہے اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا تکبیر مین مراد اوس سے دست بردار ہونا ہے دونون جہان سے نیت و تکبیر فرض ہے پھر دعای استفتاح ہے کہ اوسمین تعظیم و توحید ہے یہ دعا سنت ہے پھر جسقدر الفاظ تعظیم و توحید کے بندہ کی زبان سے صادر ہوتے ہین عنایت شاہی اوس بندہ کے حال پر دوچند ہوتی ہے اوسی وقت نزول رحمت الہی کا کہ حضور ہی بادشاہ کی میسر ہے دل اپنا حاضر کرکے حاجات اپنی عرض کرے لکن پہلی عرض کہ مضمون ہے دفع شیطان کا کہ وہ بڑا حاجب اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہوکر دلمین لاوے اور زبان سے آعوذ پڑہکر

بسم اللہ کہے یہ شروع ہوا عرضداشت کا عرضداشت یہ ہے الحمد للہ تا ولا الضالین
یہ عرضداشت اللہ پاک نے اپنے بندون کی زبان سے فرمائی کہ جسوقت جی چاہے اس طرح
کہا کرین اسکے بعد آمین ہے یعنی ہماری عرض قبول کر اور یہ مسنون ہے نہ جزو قرآن بالاتفاق
پہر نماز مین فاتحہ کے ساتھہ ایک اور سورہ ملالے یہ واجب ہے اور مطلق قرآن بقدر تین
آیت کے فرض ہے اور پڑہنا اعوذ بسم اللہ کا سنت ہے سورۂ اخلاص مین اللہ کی توحید
وصمدیت و بیچونی و بڑائی کا ذکر ہے اسی لئے ثلث قرآن ٹہیری ہے احد ایک کو کہتے
ہین جسکا کوئی شریک نہو صمد یعنی بے نیاز وہ ہے جو کسی کا محتاج نہو سب اوسی کے
محتاج ہون اوسنے نہ کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اوسکے جوڑ کا کوئی نہین اس
سورت مین رد ہے شرک اور وحدت وجود اور بدعت عقیدہ کا غرضکہ اس عرضداشت
کے مضمون کو اسطرح سمجہے جیسے مفلس سے مفلس تونگر سے تونگر بادشاہ کے سامنے
ہاتھہ باندہکر کہڑا ہو کر اپنی عاجزی و مفلسی اور اوسکی بزرگی و بڑائی بیان کرتا ہے اور
پہر امیدوار ہو کر کچہہ مانگتا ہے اور جب وہ مفلس عنایت بے نہایت اوس بادشاہ
کی معلوم کرتا ہے تو بڑی تعظیم سے آرزوی پابوسی کر کے جہکتا ہے اور کہتا ہے سبحان
ربی العظیم رکوع دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بسبب حضوری کے عظمت مین
پیٹہہ میری جہک گئی اس تعظیم کے بعد کہڑا ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے اور
اس رکن کی دعا و ثنا کرتا ہے یہ کہڑا ہونا پیچہے رکوع کے دلیل ہے اسپر کہ مین عاجزی
پر مستقیم ہوا اور یہ کہڑا ہونا واجب ہے قول صحیح پر اور یہ دعا پڑہنا سنت ہے اب
وقت پابوسی کا آیا سجدہ کرے اور کہے سبحان ربی الاعلی رکوع و سجود مین بقدر
ایک تسبیح کے پڑہنا فرض اور تین بار کہنا سنت ہے لکن مضمون اس مدح و ثنا کا بقدر
اپنے حوصلہ کے سمجہنا بہت ضرور ہے کہ بعد تعظیم کے پہر کہڑا ہونا اور مدح و ثنا کا عرض کرنا
اور پورا استعمال کہ زمین پہ سر رکہنا سبب اسکا کیا ہے سو رکوع جو مقام بڑی تعظیم کا ہے

اس بندہ کو معلوم ہوا کہ تحیۃ پڑھنی عنایت صاحب کی سبب ہوا ایسے مقام معزز مین تو بہت اہتمام سے
کسی چوبدار تقریب کے سر کے داخل ہوا اسی شے ہیبت مین تعریف کرتا ہے اور اس عظمت عظمیٰ
کا شکر بجا لا کر یا تہا اپنا منہ پر گر پڑتا ہے اور بار بار کہتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ
یہ سجدہ مقام نہایت قرب وظہور تجلیات جلال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ بارہیبت
کے بیٹھے مضمون جو نہین کہنے پایا اسلئے حکم ہوا کہ دم بہر ٹہیر کر دوسری بار عرض کرے
یہ مضمون ہے جلسہ کا اور جلسہ مین ان الفاظ کا کہنا نہایت خوب ہے اور سنت ہے وہ
الفاظ حدیث صحیح مین یون آئے ہین رب اللہم اغفرلی الخ پہر اللہ اکبر کہکے زمین پر سر
رکہے اور سبحان ربی الاعلیٰ کہے یہ کلمہ دلیل ہے اللہ کے علو واستوا پر جسوقت
رکوع یا سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہے تو اس اللہ اکبر کے مضمون کو اوسیطرح سمجہے کہ جیسے
پہلی تکبیر مین سمجہا تہا جسوقت یہ بندہ عرضداشت اور تعظیم اور عرض حاجات وتسبیح
موافق اپنے حوصلہ کے کرچکا تو قابلیت بیٹہنے کی حاصل کی اگرچہ بیٹہنا ایسے بادشاہ
عالیجاہ کے روبرو ترک ادب ہے لکن یہ بیٹہنا سامنے اپنے مالک کے اسلئے ہے کہ
مثلاً مالک جسوقت پاؤن اپنا دراز کرے اور یہ بندہ کہ اسپر خدمت پاچپی کی لازم ہے
بجالاوے یا یہ کہ منتظر حکم کا ہے لکن اس مقام کو بہی خالی عبادت سے نہین رکہا جیسے
درود وتحیت وسلام اور پڑہنا تشہد کا مقرر ہوا ہے پڑہنا التحیات کا قعدۂ اولی
مین سنت اور دوسرے مین واجب ہے قعدۂ آخر کو اس طرح سمجہے کہ یہ وقت دربار
کے رخصت کا ہے السلام علیکم کرکے باہر آجاوے سو التحیات اوس دربار
کا سلام ہے پہر نبی صلعم پر سلام ہے پہر اپنے اور سب بندون کے لئے ہے پہر تشہد
ہے یعنی گواہی توحید ورسالت کی دینا یہ گواہی اس بات کی ہے کہ اللہ کو ایک جانے
اوسکی بندگی مین کسی کو شریک نکرے حضرت کو اوسکا بندہ ورسول پہچانے اور جانے
کہ ایسے مضمون زبان پر لانے اور دل مین یقین کرنے سے مسلمان ہوا ہے اور نماز

فرض ہوئی اور اسی مضمون پر ختم ہوئی اور معلوم کرلے کہ جس مضمون پر مدار کسی کام کا ہوتا ہے
تو تکرار اوسی مضمون کی اول اور آخر آیا کرتی ہے اسی لئے بعد تکبیر تحریمہ کے وجهت وجهی الخ
پڑہتے ہین کہ اوسمین اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون ہے اور اندر نماز کے بہی یہ مضمون
بہت ہے جیسے لا اله غیرك و ایاك نعبد و ایاك نستعین اور جسوقت
دربار سے رخصت ہو تو یہی عہد وپیمان کرکے اوٹہے کہ اشهد ان لا اله الا الله
واشهد ان محمدا عبده و رسوله اسکے بعد درود معمولی پڑہے پہر اللهم صل علی
محمد وازواجه وذریاته کما صلیت علی ابراهیم اللهم بارك علی محمد
وازواجه وذریاته کما بارکت علی ابراهیم انك حمید مجید کہے پہر یہ
دعا مانگے اللهم انی ظلمت نفسی الخ پہر یہ دعا کرے اللهم انی اعوذ بك من
عذاب القبر واعوذ بك من عذاب جهنم واعوذ بك من شر المسیح
الدجال واعوذ بك من فتنة المحیا والممات اللهم انی اعوذ بك من المأثم
والمغرم یہ دعائین پڑہنا بہتر ہے اسلئے کہ وقت قبولیت دعا کا ہے اور درود پڑہنا
واجب ہے بدلیل صلوا علیه وسلموا تسلیما اور اوٹہنا یعنی دربار سے باہر آنا
اسی کلام پر مقرر ہوا ہے کہ وہ بہی خالی عبادت سے نہین ہے اسطرح کہ السلام علیکم
ورحمة الله اسکا مضمون اسطرحپر سمجہے کہ جسوقت پہلا سلام ہوا وسوقت مقتدی
جو پیچہے امام کے اور برابر اوسکے ہے امام داہنی طرف والی مقتدی و فرشتون کے نیت
کرے اسیطرح بائین طرف کے سلام مین امام بائین مقتدی اور فرشتون کے نیت کرے
اور جو مقتدی کہ امام کے داہنے تہے سلام مین مقتدی و فرشتون کے جو اوس سے داہنی
طرف ہین نیت کرے اور بائین سلام مین امام و مقتدی و فرشتون کے جو اوسکے بائین
طرف ہین نیت کرے اسیطرح جو مقتدی کہ امام کے بائین ہے اور جو مقتدی کہ داہنی
کنارے صف کے ہے داہنے سلام مین فرشتون کی نیت اور بائین سلام مین امام

وسیدھی ورفرشتون کی اوسی سمت سی بائین طرف کے کنارے الٹرن کے وعلیٰ ہذا القیاس
اور مقتدی وقت سلام کے ملائکہ کرام کاتبین کی جواوسکے داہنے وبائین ہین نیت کرے یہ
سب خوبیان جماعت کی ہین کہ آپس مین سلام ورحمت کہتے ہین اور سوا نماز کے بھی سلام
ورحمت کے تحفے بانٹتے ہین کہ مسلمان کا پیشہ یہی ہے اسکے بعد یہ دعا پڑھنا سنت ہے
اللهم انت السلام الخ اسکے سوا اور بھی بہت دعائین ہین جو جسکی چاہے پڑھے لیکن
معنی ہر دعا کے معلوم کرلے یعنی اپنی حاجت پر مطلع ہونا اور یہ مضمون دل مین لانا کہ
جو مانگتا ہون مقرر ملیگا نہایت ضرور ہے وتر مین دعای قنوت پڑھے اللهم انا نستعینك
الخ یہ قنوت عمر رضی اللہ عنہ سے دوسرا قنوت وہ ہے جو امام حسن کو حضرت نے سکھایا تھا
وہ اصح صحیح ہے اوسی کو پڑھے یا ان دونون کو جمع کرکے وہ یہ ہے اللهم اهدنی فیمن
هدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت
وقنی شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك انه لا یذل من والیت ولا
یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرك ونتوب الیك وصلی الله علی
النبی ترمذی نے کہا ہے کہ بہترین احادیث جو قنوت مین مروی ہین یہ حدیث ہے امام احمد نے
کہا ہے قنوت وتر مین ہرگز ثابت نہین ہے جو کچھ ثابت ہے وہ نماز صبح مین ہے ان تمام
الفاظ قنوت اول وثانی کو جدا جدا سمجھے کہ ایک ایک لفظ اوسکا سارے علائق غیر خدا کو قطع
کرتا ہے اور طرف رب کے پھیرتا ہے یعنی اوس سے مدد چاہنا اور بخشش مانگنا اور ایمان
لانا اور اوسی پر بھروسا کرنا اور خوب تعریف کرنا اور شکر کرنا اور ناشکر نہونا اور گناہگار سے
جو گناہ کرتا ہو نفرت کرنا اور خاص اوسی کی بندگی کرنا اور نماز پڑھنا اور اوسی کو سجدہ کرنا اور
اوسی طرف قدم رکھنا اور حکم بجالانا اور اوسکی رحمت کا امیدوار رہنا اور اوسکے عذاب سے
ڈرنا اور جسنے اوسکی نافرمانی کی اوسپر عذاب ہے اور اللہ ہی سے سوال ہدایت وعافیت
وولایت وحفظ شر وطلب عزت کا ہمراہ برکت وثنا واستغفار وتوبہ کے کرنا جسوقت کوئی

مسلمان اسطرح سمجھکر کیفیت نماز کی حاصل کرے تو لبد نماز کے اس کیفیت کو بہی ہاتہہ سے
نہ دے اور بندگی سے اپنے رب کے باہر نجاوے کہ باہر ہونا بندگی سے کام بندے کا نہین
ہے بندہ وہی ہے کہ اپنے رب کو اپنے پاس ہی جانے یہ نہین کہ نماز مین مالک یوم الدین
ایاک نعبد وایاک نستعین کہے اور لبد نماز کے اوسکی مالکیت و بندگی مین اور
کو بہی شریک کرے اور ہر کام مین نام اور دن کا مدد کے ساتہہ پکارے یا دل مین غیر کا
خیال لاوے اور جسطرح نماز مین اپنے رب کے سامنے سیدہی راہ طلب کرے یعنی اھدنا
الصراط المستقیم کہے تو پہر اوسی راہ کی تحقیق بہی کرے اور غافل نہ رہے جس قدر
انسان لسبب غفلت و شرک وبدعت اور اوس چیز کے کہ رخ اوسکا طرف شرک و بدعت
کے ہو رغبت کرتا ہے راہ سیدہی اور طریق محمدی سے دور پڑتا ہے یعنی سنتی نہین رہتا
اگرچہ علم بہی رکہتا ہو اوس علم کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی واسطے بڑہانے اور تیز کرنے
نظر کے دوربین رکہتا ہے سو جسکی بینائی نہو اوسکو دوربین کیا کام آتی ہے علم کا
حاصل فرمان بردار ہونا اپنے رب کا ہے نہ کہ ہر چیز کی تحقیق مین رہنا اور مقصود اصلی
کو نہ سمجہنا یہ سب خرابیان عقیدے کی سستی سے ہوا کرتی ہین درستی عقیدہ کے لیے
مضمون آیۃ الکرسی کا کسی عالم دیندار خدا شناس یزدان پرست سے سنا چاہیئے کہ یہ آیت
واسطے درستی عقیدہ کے نازل ہوئی ہے کہ جو اکثر لوگون کے دل مین لبعضے مضمون
بے ایمانی کی جگہہ پکڑ گئے تہے اونکے جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین آپ فرمائے
اور اس آیت کی تعریف حضرت نے تمام قرآن سے بڑہکر فرمائی ہے انتہے حاصلہ اسمین کچہہ
کم وبیشی الفاظ کی کی گئی ہے ٥

فصل

جب بندہ اپنے مالک کے فرضون سے ادا ہوچکا تو اسوقت مین وہ لبقدر فرصت کچہہ

ونیا میں بھی پیدا کیا کرے کہ واسطے کشائش امور دین و دنیا کے بہت مفید ہے سوا اسکے پانچون وقت کے وظائف میں سے ایک ایک درود وظیفے لکھے جاتے ہین اگر زیادہ نہو سکے تو انہیں کلمات کو پڑہے ہرگز غفلت نکرے کہ تہوڑی سی فرصت میں بہت سا ذخیرہ عاقبت کا جمع ہو جائیگا یہ وظیفے بعد نماز پنجگانہ کے مقرر ہین انکے پڑہنے سے ثواب آخرت کا اور فائدہ دنیا کا حاصل ہوتا ہے انمین بعض وظیفے حدیث اور بعض قرآن پاک سے ثابت ہین ہر انسان کو لازم ہے کہ اس ثواب سے محروم نرہے ف حدیث الحارث تمیمی مین فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد نماز فجر و مغرب کے سات بار اللهم أجرني من النار کہیگا اور اوس دن مین یا رات مین مر جائیگا تو اوسکے لیے آگ دوزخ سے پناہ لکہی جائیگی رواہ ابو داؤد و ابن حبان اسی طرح جو کوئی بعد نماز صبح و مغرب کے دس بار قبل پاؤں بدلنے کے یہ کہیگا لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير تو اوسکے لیے دس نیکیان لکہی جائینگی اور دس برائیان اوسکی دور ہونگی اور دس درجے اوسکے بڑہینگے اور اوس دن وہ شیطان سے بچاؤ مین رہیگا رواہ الترمذی عن ابی ذر و احمد و النسائی و ابن حبان عن ابی ایوب مجمع الزوائد مین کہا ہے رجالہ ثقات انتہی ام سلمہ کہتی ہین حضرت بعد نماز فجر کے کہتے تہے اللهم اني اسألك رزقا طيبا وعلما نافعا وعملا متقبلا رواہ الطبرانی وقال فی مجمع الزوائد و رجالہ ثقات احمد و ابن ماجہ و ابن سنی مین بہی اسی طرح کہا ہے کہ اس دعا کو بعد صبح کے پڑہتے تہے ف

ای خالق ہر بلند و پستی	شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراخ دستی	ایمان و امان و تندرستی

ثوبان نے کہا ہے حضرت جب نماز پڑہ چکتے تین بار استغفر الله کہتے حدیث ابو ہریرہ مین رفعا آیا ہے کہ جو کوئی پیچہے ہر نماز کے ۳۳ بار سبحان الله ۳۳ بار الحمد لله

اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہے گا تو اوسکے گناہ بخشدے جائینگے گو برابر کف دریا کے ہون اخرجہ مسلم ترمذی مین لا الہ الا اللہ کا دس بار کہنا اور اللہ اکبر کا ۳۴ بار ابن عباس سے رفعاً آیا ہے اور فرمایا ہے کہ انکا کہنے والا سابق کو پالیگا اور اوسپر کوئی سبقت نکریگا عقبہ بن عامر کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ نے مجکو حکم دیا کہ مین بعد ہر نماز کے معوذتین پڑہا کرون رواہ اہل السنن وابن حبان والحاکم ابوامامہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ جو کوئی بعد ہر نماز کے آیۃ الکرسی پڑہیگا اوسکو کوئی چیز دخول جنت سے سوا موت کے نروکے گی رواہ النسائی وابن حبان براء بن عازب کہتے ہین حضرتؐ بعد نماز کے کہتے رب قنی عذابك یوم تبعث عبادك رواہ مسلم معاذ سے فرمایا تہا مین تجکو وصیت کرتا ہون کہ تو بعد کسی نماز کے اس دعا کا کہنا نہ چہوڑ اللہم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك اخرجہ ابوداؤد اللہم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منك الجد حدیث صحیح مین آیا ہے کہ پڑہنا سورۂ تبارک الذی کا ہر شب عذاب قبر سے مانع ہوتا ہے اسکو بعد نماز عشا کے دو رکعت نفل مین پڑہتے ہین حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے مین چاہتا ہون کہ یہ سورت ہر مومن کے دل مین ہو رواہ الحاکم ف سورۂ اذا زلزلت کو ربع بلکہ نصف قرآن اور کافرون کو ربع قرآن اور اذا جاء نصر اللہ کو ربع قرآن اور سورۂ اخلاص کو ثلث قرآن فرمایا ہے ایک شخص کو سنا کہ قل ھو اللہ احد پڑہتا ہے کہا اسکے لئے جنت واجب ہوگئی رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ معوذتین کے حق مین فرمایا ہے کہ اقرء بھما کلما نمت وقمت یعنی سوتے وقت اور جاگتے وقت انکو پڑہا کر اسکو ابن ابی شیبہ نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے ابن عمر کہتے ہین حضرتؐ یہ دعا کیا کرتے تھے اللہم انی اعوذ بك من زوال نعمتك وتحول

عافیتک وفجاءۃ نقمتک وجمیع سخطک رواہ مسلم حصین والد عمران کو فرمایا تھا یہ دعا کیا کر اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی رواہ الترمذی عائشہ کہتی ہیں حضرت یوں دعا کرتے تھے اللھم اجعل اوسع رزقک علی عند کبر سنی وانقطاع عمری رواہ الحاکم والطبرانی حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ یوں کہا کرو اللھم انا نعوذبک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ الاعداء رواہ البخاری حدیث بسر بن ارطاۃ میں آیا ہے کہ یوں دعا کرتے تھے اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ رواہ ابن حبان دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ جو اس دعا کو پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے کسی مصیبت میں نہ پہنسے گا رواہ الطبرانی یعنی اوسکو کوئی بلا مرنے تک نہ پہنچے گی و عن انس کہتے ہیں اکثر دعا حضرت کی یہ تھی ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اخرجہ الشیخان مسلم نے کہا ہے انس اسکو ہر دعا کے ساتھ پڑھا کرتے تھے یہ دعا جامع ہے جملہ خیرات دارین وحسنات کونین کو سوال عافیت کی احادیث صحیحہ میں بہت تاکید آئی ہے اللھم انی اسألک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا فرمایا بعد الیقین کے کوئی چیز عافیت سے بڑھ کر نہیں دیگئی ہے حدیث معاذ میں آیا ہے کہ حضرت نے ایک شخص کو سنا وہ کہتا تھا یا ذا الجلال والاکرام فرمایا قد استجیب لک فسل رواہ الترمذی وحسنہ یعنی تیرا کہنا قبول ہوا اب تو جو مانگتا ہو مانگ وہ تجھکو ملیگا حدیث ابو امامہ میں فرمایا ہے جو کوئی تین بار یا ارحم الراحمین کہتا ہے فرشتہ موکل کہتا ہے ان ارحم الراحمین قد اقبل علیک فسل رواہ الحاکم حدیث انس میں مرفوعا آیا ہے کہ جو کوئی اللہ سے سوال جنت کا کرتا ہے جنت کہتی ہے اللھم ادخلہ الجنۃ رواہ الترمذی وابن حبان وصححہ اللھم انی اسألک الجنۃ واعوذبک من النار حدیث سعد بن ابی وقاص میں فرمایا ہے

کہ جو مسلمان کسی شئے مین یہ دعا کرتا ہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
اللہ اوسکی دعا قبول فرماتا ہے رواہ الترمذی والحاکم واحمد قرآن مین فرمایا ہے
فنجیناہ من الغم وکذالک ننجی المومنین یہ دعا واسطے رفع بلا کے تریاق مجرب ہے
اسکو دوسری حدیث مین اسم اعظم فرمایا ہے حدیث ابوہریرہ مین ہے کہ جو کوئی اسماء حسنیٰ
یعنی نودونہ نام کو یاد کر لیتا ہے وہ جنت مین جائیگا رواہ البخاری وغیرہ **ف** حدیث
عثمانؓ مین رفعاً آیا ہے کہ جو کوئی ہر صبح و شام تین بار بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ
شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم کہے گا تو ہر ضرر اوس سے دور
رہیگا ابوہریرہ کی حدیث مین کہنا اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کا
تین بار صبح و شام آیا ہے رواہ الطبرانی وحسنہ الترمذی اسکے کہنے والے کو
کوئی ڈنک کسی کیڑے کا اوس رات دن مین نہ پہنچے گا ابوداؤد مین عبداللہ بن خبیب سے
رفعاً آیا ہے کہ پڑھنا قل ھو اللہ و معوذتین کا تین بار کفایت کرتا ہے ہر شئی سے یعنی صبح و شام
حدیث سلام خادم حضرت مین رفعاً آیا ہے جسنے کہا صبح و شام رضینا باللہ ربا وبالاسلام
دینا و بمحمد صلعم نبیا و رسولا حق ہے اللہ پر کہ اوسکو راضی کر دے رواہ اہل السنن
والطبرانی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا تو میری وصیت نہین سنتی صبح و شام یون کہا کر
یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین
رواہ النسائی والحاکم وصححہ حدیث اوس بن اوس مین بابت سید الاستغفار کے فرمایا ہے
کہ اگر شام کو کہا اور مر گیا جنت مین گیا اور اگر دن کو کہا اور مر گیا جنت مین گیا رواہ البخاری
ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس نعمت عظمی کی قدر کرے اور ہر صبح و شام ایکبار تو ضرور ہی حضور
دل سے اسکو پڑھ لیا کرے وہ یہ ہے اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا
عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر
ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب

الا انت حدیث ابو الدرداء مین فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح و شام سات بار یہ کلمے کہے کا حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم اللہ اوسکے ہر رنج و اندوہ دنیا و آخرت کو کفایت کریگا اس کہنے مین خواہ وہ سچا ہو یا جہوٹا اخرجہ ابو داؤد و ابن السنی اور اگر کسی قرض یا رنج و فکر مین مبتلا ہو تو یہ دعا صبح و شام اور بعد نماز کے مانگے یا ہر نماز کے اللہم انی اعوذ بک من الہم والحزن و اعوذ بک من العجز والکسل و اعوذ بک من الجبن والبخل و اعوذ بک من غلبۃ الدین و قہر الرجال رواہ ابو داؤد من حدیث ابی سعید الخدری حدیث ابو سعید خدری مین فرمایا ہے جسنے کہا وقت جانیکے بستر پر تین بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم و اتوب الیہ بخشے گئے گناہ اوسکے اگرچہ برابر کف دریا کے یا شمار برگ درخت یا عدد ریگ بیابان یا عدد ایام سال کے کیون نہون رواہ الترمذی وقال حسن غریب اسمین بڑی فضیلت ہے مغفرت ذنوب کی سو اللہ کا فضل واسع اور اوسکی عطا بیحساب ہے حدیث انس مین فرمایا ہے جب تو بستر پر لیٹے فاتحہ و قل ہو اللہ پڑہ تو ہر شئے سے امن مین رہیگا مگر موت سے رواہ البزار السحاس دعوات ماثورہ بہت ہین سب کا اسجگہ لکہنا خصوصا مطولات کا مشکل ہے اگر اسمین چند ادعیہ مختصرہ و کلمات موجزہ پر مواظبت کیجائے تو بہی غنیمت ہے اسمین کوتاہی کرنا خیر کثیر سے محروم رہنا ہے حقیقۃ الصلوٰۃ مین کہا ہے بعد نماز صبح کے سو بار لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑہے عذاب آخرت سے نجات اور دنیا مین کشایش رزق کی ہوگی اور بعد ظہر کے پانچ سو بار حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہے فرصت نہو تو ۱۲۵ بار ضرور پڑہ لے حدیث مین آیا ہے کہ لا الہ الا اللہ افضل الذکر ہے پہر کہا ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار عمر بہر مین اسکو پڑہیگا وہ بلاشک جنتی ہوگا اور اگر والدین و قرابت کے لئے اتنی بار پڑہیگا تو وہ بہی بخشے جائینگے اور بعد نماز عشا کے سو بار درود پڑہے پہر اللہ تعالیٰ توفیق عبادت کی اگر زیادہ دے

تو زیادہ پڑھے لیکن اتنا ہر مسلمان کو پڑھنا ضرور چاہیے اور اوسکے ثواب سے کہ بہت بڑا اجر ہے محروم نرہے انتہے

باب دوم بیان مین روزہ کے

اس باب مین کئی فصلین ہین

فصل بیان مین وجوب و فضل صوم کے

قال اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنو اکتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم الی قولہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے قال اللہ عز وجل کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ والصیام جنۃ من النار والصیام جنۃ من النار فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم عند اللہ اطیب من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحہما اذا افطر فرح بفطرہ واذا لقی ربہ فرح بصومہ رواہ البخاری واللفظ لہ ومسلم وفی روایۃ لمسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ عشر امثالہا الی سبعمأ تضعف قال اللہ تعالی الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ وطعامہ لاجلی الحدیث یعنی ہر عمل آدمی کا آدمی کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے مین ہی اوسکا بدلا دونگا روزہ سپر ہے آگ دوزخ سے تم مین جب کسی کا روزہ ہو تو وہ بے شرمی کا کام نکرے اور شور وغوغا نہ مچاوے اگر کوئی اوسکو گالی دے برا کہے یا لڑے تو کہدے کہ میرا روزہ ہے واللہ بو روزہ دار کے دہن کی نزدیک اللہ کے بو مشک سے بھی زیادہ تر پاکیزہ ہے صائم کو دو طرح کی خوشی ہوتی ہے جسنے وہ خوش ہوتا ہے

ایک وقت افطار کے دوسرے وقت ملاقات خدا کے ہر نیکی آدمی کا دس گنے سے سات سو
گنے تک ہوتا ہے مگر روزہ کہ اللہ نے فرمایا وہ میرے لیے ہے میں ہی اوسکی جزا دونگا
میرے لیے اپنی خواہش اور غذا ترک کر دیتا ہے معلوم ہوا کہ اجر صوم کا بے حساب ہے سات
سو گنے سے بھی زیادہ ہوتا ہے حدیث سہل بن سعد میں فرمایا ہے جنت میں
ایک دروازہ ہے ریان نام اوس سے روزہ دار ہی بہشت میں دن قیامت کے داخل
ہونگے اور کوئی نہ جائیگا پھر وہ دروازہ بند کر دیا جائیگا رواہ الشیخان ترمذی نے
اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ جو اوس دروازہ میں گھسیگا وہ کبھی پیاسا نہوگا حدیث ابو ہریرۃ
میں صوم کو ایک حصن حصین نار سے فرمایا ہے رواہ احمد ابو امامہ نے کہا تھا حضرت
مجکو ایسا کام بتاؤ جس سے میں جنت میں داخل ہوں فرمایا روزہ رکھ کہ اسکے برابر کوئی عمل
نہیں ہے رواہ النسائی وابن حبان ابو سعید نے رفعاً کہا ہے روزہ نہیں رکھتا کوئی
بندہ راہ خدا میں لیکن دور کر دیتا ہے اللہ منہ اوسکا آگ سے ستر برس کی راہ تک رواہ الشیخان
حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے روزہ شفاعت کریگا دن قیامت کو اللہ اوسکی شفاعت
قبول فرمائیگا رواہ احمد ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ جمعہ تک
اور رمضان رمضان تک کفارہ ہیں درمیان کے گناہوں کے جبکہ کبائر سے بچا رہے
رواہ الشیخان حسن نے رفعاً کہا ہے اللہ ہر رات کو رمضان میں چھ لاکھ آدمی آگ
سے آزاد کرتا ہے اور جب اخیر رات ہوتی ہے تو بعدد گزشتہ آزاد فرماتا ہے رواہ البیہقی
مرسلاً عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہیں ایک مرد نے کہا ای رسول خدا بھلا اگر میں گواہی دوں
اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور نماز پنجگانہ پڑھوں اور زکوۃ ادا
کروں اور رمضان کا روزہ رکھوں اور قیام رمضان کروں تو پھر میں کون ہونگا فرمایا
تو منجملہ صدیقین وشہدا کے ہوگا رواہ ابن حبان روزہ میں صبر کرنا پڑتا ہے طعام وشراب
و جماع سے اور صبر کا اجر بنص قرآن انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب بے شمار ہے

اللہ نے اسکو اپنی طرف نسبت کیا ہے اگرچہ ساری عبادتین اللہ ہی کے لیے ہوتی ہین جیسے کعبہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اگرچہ سارا جہان اوسی کا ملک ہے روزہ مین دو خاصیتین ہین جسکے سبب سے مستحق اس نسبت کا ہوا ہے ایک یہ کہ حقیقت روزہ کی نکرنا ہے اور یہ باطن ہے آنکھون سے مخفی ہے ریا کو اوسکی طرف راہ نہین ہے دوسرے یہ کہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے ابلیس کے لشکر شہوات ہین روزہ اس لشکر کو شکست دیتا ہے کیونکہ حقیقت اوسکی ترک شہوات ہے ❊

فصل

روزہ ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری ہے ضروریات دین سے جسطرح تارک عمداً نماز بلا عذر کافر ہو جاتا ہے اسی طرح تارک صوم بہی عمداً بلا عذر کافر ہو جاتا ہے بلا تفاوت دونون تارکون کا ایک ہی حکم ہے نماز عمل الیوم واللیلہ ہے روزہ عمل سال تمام ہے وہ ہر دن مین پانچ بار ہے یہ سال بہر مین ایکبار جب ایک مرد عادل ہلال رمضان کو دیکہے تو روزہ رکہنا واجب ہو جاتا ہے ابن عمر نے حضرت سے کہا تہا کہ مینے ہلال دیکہا ہے لوگون کو حکم صوم کا دیا اسکو ابو داؤد و دارمی و ابن حبان نے روایت کیا ہے حاکم نے صحیح کہا ہے احمد و شافعی کا یہی مذہب ہے مالک کے نزدیک دو گواہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک جمع کثیر درکار ہے حق وہی قول اول ہے یا شعبان کی گنتی پوری ہو جاوے بدلیل حدیث ابوہریرہؓ صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین رواہ الشیخان یعنی صورت اشتباہ مین رجوع طرف اس اصل کے کرنا چاہیے پہر رمضان کے تیس روزے رکہے جب تک کہ ہلال شوال نظر نہ آوے قبل اکمال کے اور جب ایک شہر والے ہلال دیکہہ لین تو سارے اور شہر والون کو اونکی موافقت کرنا چاہیے بدلیل حدیث صوموا لرویتہ الخ کیونکہ یہ خطاب ہے ساری امت کو کسی جگہہ ہون اور حدیث کریب

متن ذکر امر حضرت کا نہیں ہے اس جگہ ابو حنیفہ رح کا مذہب قوی ہے شافعی شہر قریب کا اعتبار کرتے ہیں روزہ اکل و شرب وقیٔ عمد سے باطل ہو جاتا ہے اور جو شخص عمداً افطار کرے وہ مثل کفارہ ظہار کے کفارہ دے یعنی ایک گردن آزاد کرے یا پیاپے دو ماہ تک روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے روزہ میں تعجیل فطر اور تاخیر سحور کی مندوب ہے اور وصال حرام حضرت خود وصال کرتے لیکن اوروں کو منع فرماتے جب پوچھا تو کہا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں پاس اپنے رب کے بسر کرتا ہوں وہ مجھکو کھلاتا پلاتا ہے کسی نے کہا یہ طعام و شراب محسوس تھا کسی نے کہا مراد غذای روحانی ہے یہی قول دوسرا مختار ہے کیونکہ اگر حقیقت طعام و شراب پر حمل کیا جائے تو پھر وصال کہاں ہوا ○

لها احاديث من ذكراك تشغلها	عن الشراب وتلهيها عن الزاد
لها بوجهك نور تستضيئ به	ومن حديثك في اعقابها حاد
اذا اشتكت من كلال السير واعدها	روح القلوب فتحيى عند ميعاد

ف جو شخص کسی عذر شرعی سے جیسے مرض و سفر ہے روزہ افطار کرے تو اوسپر قضا کرنا اوس روزہ کا واجب ہے اور یہ فطر واسطے مسافر کے اور جو اوسکی طرح ہو رخصت ہے لیکن اگر ڈر تلف یا ضعف کا قتال سے ہو تو یہ عزیمت ہے اس باب میں احادیث صحیحہ آئی ہیں اور میت کی طرف سے اوسکا ولی روزہ رکھے بدلیل حدیث عائشہ رفعاً من مات وعليه صيام صام عنه وليه رواه الشيخان مختار محققین علما و اہل حدیث یہی ہے اور جو شخص اتنا بوڑھا ہو کہ ادا و قضا دونوں سے عاجز ہو وہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھلاوے اسی طرح بوڑھی عورت اور حمل والی اور دودھ پلانے والی ابن عباس اسی طرف گئے ہیں اور یہی راجح بھی ہے ف صوم تطوع میں ایک تو چھ روزے شوال کے ہیں انکو حدیث ابو ایوب میں صوم دہر ٹھیرایا ہے رواہ مسلم یہ گویا بمنزلہ سنن رواتب کے نماز میں ہیں دوسرے نو روزے ذی حجہ کے انمیں سب سے زیادہ تاکید روز عرفہ کی ہے

حدیث ابو قتادہ مین فرمایا ہے کہ یہ روزہ کفارہ ہے دو سال گذشتہ و آیندہ کا رواہ مسلم
تیسرے دس روزے محرم کے ہین یہ بعد رمضان کے افضل صیام ہین انمین سب سے زیادہ تاکید
یوم عاشورا کی ہے حضرت نے خود بھی رکھا اور دوسرون کو بھی اوسکے رکھنے کا حکم دیا اور
فرمایا کہ اگر سال آیندہ تک زندہ رہونگا تو نوین محرم کو بھی روزہ رکھونگا رواہ مسلم چوتھا
روزہ شعبان کا ہے حضرت اس ماہ مین بہت روزے رکھتے پانچوین روزہ دوشنبہ و
پنجشنبہ کا ہے انمین قصد کرکے روزہ رکھتے اور فرماتے ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اعمال عرض
کئے جاتے ہین اخرجہ احمد من حدیث ابی ہریرۃ چھٹے تین روزے ایام
بیض کے ہین انکو صیام دہر فرمایا ہے ۱۳-۱۴-۱۵- اور کبھی عشرۂ اولی یا اخیر مین
رکھتے اور افضل تطوع یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے حضرت داود
علیہ السلام اسی طرح کیا کرتے تھے اور صوم دہر مکروہ ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت
نے فرمایا ہے لاصام من صام الابد رواہ الشیخان وغیرہما اور تنہا روزہ
رکھنا دن جمعہ کے یا دن شنبہ کے مکروہ ہے بدلیل حدیث جابر نہی عن صوم یوم الجمعۃ
رواہ الشیخان و بدلیل حدیث صماء بنت بسر جو نزدیک احمد و ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ
و ابن حبان کے آئی ہے اور ابن السکن نے اوسکو صحیح کہا ہے لاتصوموا یوم السبت
الحدیث اور روزہ رکھنا دن عیدین کے حرام ہے اسی طرح استقبال کرنا رمضان کا ایک دو
دن کے روزے سے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جو صحیحین مین آئی ہے لایتقدمن احدکم
رمضان بصوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صوما فلیصمہ
ف اہل علم نے کہا ہے روزہ مین چند چیزین فرض ہین ایک طلب کرنا ماہ رمضان کا
تاکہ یہ بات معلوم کرے کہ ۲۹ یا ۳۰ کا ہے اسمین گواہی ایک عدل کی کافی ہے دوسرے
نیت کرنا رات سے کہ ہر رات نیت کرے اور یاد رکھے کہ یہ روزہ رمضان کا ہے اور فرض
واجب الادا ہے سو جو مسلمان اسکو یاد رکھیگا اوسکا دل خود نیت سے خالی نہ ہوگا

تیسرے یہ کہ کوئی چیز اپنے باطن مین پہنچائے خواہ دوا قصدًا حجامت کرانا سرمہ لگانا کان مین
سلائی ڈالنا پنبہ احلیل مین کہنا زیان نہین کرتا اسلئے کہ باطن وہ ہے جو کسی چیز کو قرار دہ
ہو جیسے دماغ و شکم و معدہ و مثانہ چوتھے یہ کہ بی بی سے مباشرت نکرے اور اگر رات کو
صحبت کی ہے اور بعد صبح کے نہایا تو جائز ہے پانچوین یہ کہ قصدًا منی باہر نکالے چھٹے
یہ کہ قصدًا قی نکرے اور اگر بے اختیار قی ہو جائیگی تو روزہ نجائیگا سنن صوم جو ہوا
بھی یہ ہین سحری مین تاخیر کرنا افطار مین جلدی کرنا خرما کھا کر یا پانی پی کر اور صدقہ کرنا اور کھانا
کہلانا اور بہت پڑہنا قرآن کا اور مسجد مین اعتکاف کرنا خاصۃً عشرۂ آخر مین کہ لیلۃ القدر
اسی عشرہ مین ہوتی ہے حضرت اس رات جاگتے اور خوب عبادت کرتے یہ رات ۲۱ یا
۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ کو ہوتی ہے ۲۷ ممکن تر ہے اولی یہ ہے کہ اعتکاف ایک دو بائی کا پیوستہ
کرے **ف** اعتکاف بلا اختلاف مشروع ہے ہر وقت مین اندر مسجدون کے ہو سکتا ہے
اور رمضان مین موکد تر ہے خصوصًا عشرۂ آخر رمضان مین اور کوشش بجالانا عمل مین
اندر اعتکاف کے اور شبہای قدر مین قیام کرنا مستحب ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے
من قام لیلۃ القدر ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ الشیخان
تعیین لیلۃ القدر مین قریب چالیس قول کے ہین حجۃ البالغہ مین کہا ہے لیلۃ القدر دو رات
ہین ایک وہ رات جسمین سارا قرآن یکبارگی اوترا پھر پارہ پارہ ہو کر آیا یہ رات اندر سال
کے ہوتی ہے کچھ واجب نہین ہے کہ رمضان ہی مین ہو ہان رمضان مظنۂ غالب ہے
جب قرآن اوترا تھا تو اتفاقًا یہ شب رمضان ہی مین پڑی تھی دوسری وہ رات ہے جسمین
ایک طرح کا انتشار روحانیت و آمد ملائکہ کی زمین پر ہوتی ہے اس رات مین مسلمان
طاعات پر متفق ہوتے ہین اور ملائکہ انسے نزدیک اور شیاطین دور ہو جاتے ہین
اور دعا قبول ہوتی ہے یہ رات ہر رمضان مین اندر شبہای طاق کے ہوا کرتی ہے اور
انسے خارج نہین ہوتی جسنے کہا کہ لیلۃ القدر ہر سال مین ہوتی ہے اوسکی مراد اول ہے

اور جسنے کہا کہ عشرا خیر رمضان مین ہوتی ہے اوسکی مراد ثانی ہے اختلاف صحابہ کا اس شب
مین مبنی ہے اختلاف وجدان پر جو اس شب کو پالے وہ یہ دعا کرے اللھم انک عفو تحب
العفو فاعف عنا انتہی ابو حنیفہ رح نے فرمایا یہ رات رمضان مین ہوا کرتی ہے ہم نہین
جانتے کہ کونسی رات ہے پہر معتکف کو چاہیے کہ جامی اعتکاف سے باہر نہ نکلے مگر قضاءً
حاجت کو اگر کسی بیمار کا پوچہنا ہو تو راہ چلتے پوچہ لے **ف** روزہ کے تین درجے ہین
ایک روزہ عوام کا دوسرا روزہ خاص کا تیسرا روزہ خاص الخاص کا عوام کا روزہ تو وہی
ہے جسکا ذکر ہو چکا اسکی نہایت یہی روکنا ہے بطن و فرج کا طعام و شراب و جماع سے یہ ادنی
درجہ ہے روزہ خاص الخاص کا یہ ہے کہ دل کو اندیشۂ غیر حق سے نگاہ رکہے اور
اپکو بالکل حوالہ خدا کر دے اور جو کچہہ سوا خدا کے ہے اوس سے ظاہر و باطن مین روزہ دار
ہو اگر سوا حدیث حق کے اور جو کچہہ کہ متعلق حق ہے کسی اور چیز کا اندیشہ کریگا تو روزہ
جاتا رہیگا اسی طرح اگر غرض دنیاوی مین فکر کریگا گو مباح ہو روزہ باطل ہو جائیگا مگر وہ اندیشۂ
دنیا جو دین پر یاور ہو کہ وہ خود دنیا نہین ہے یہانتک کہ اگر دل مین یہ تدبیر کریگا کہ مین روزہ
کس چیز سے کہولون تو اوسپر خطا کاری لکہی جائیگی کیونکہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ حسن
رزق کا اللہ نے اوس سے وعدہ کیا ہے اسکو اوسپر وثوق نہین ہے سو ایسا روزہ
انبیاء و صدیقین کا ہوتا ہے ہر کوئی اس درجہ کو نہین پہنچتا روزہ خواص کا یہ ہے کہ سارے
اعضا کو نا بایست سے باز رکہے اور شکم و شرمگاہ پر اقتصار نکرے یہ روزہ چہہ چیزون سے
تمام ہوتا ہے ایک یہ کہ آنکہہ کو ہر اوس چیز سے بچالے جو خدا سے مشغول کرے خصوصاً
اوس چیز سے جو شہوت انگیز ہو انس نے رفعاً کہا ہے کہ پانچ چیزون سے روزہ جاتا رہتا
ہے کذب و غیبت و سخن چینی و سوگند ناحق و نظر شہوت دوسرے یہ کہ زبان کو بیہودہ کہنے
سے اور اوس چیز سے جس سے کہ بے نیاز ہے باز رکہے یا ذکر و تلاوت قرآن مین مشغول ہو یا خاموش
رہے مناظرہ و لجاج کرنا منجملہ بیہودگی کے ہے بعض کے نزدیک غیبت و کذب سے بہی

روزہ جاتا رہتا ہے تیسرے یہ کہ کان کو نا شنیدنی بات سے باز رکھے کیونکہ جو بات لائق کہنے کے نہیں ہوتی ہے وہ لائق سننے کے بھی نہیں ہوتی سننے والا شریک کہنے والے کا ہوتا ہے معصیت کذب و غیبت میں حدیث میں آیا ہے المغتاب والمستمع شریکان فی الاثم اور اللہ نے فرمایا ہے سماعون للکذب اکالون للسحت چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤں اور سارے جوارح کو ناشایستہ سے نگاہ رکھے جو روزہ دار ایسا نہیں کرتا ہے اوسکی مثال ایسے بیمار کی سی ہے کہ میوہ کھانے سے بچتا ہے اور زہر کھاتا ہے کیونکہ معصیت زہر ہے اور طعام غذا ہے زیادہ کھانا اوسکا زیان ہے اگرچہ اصل اوسکی زیان کار نہیں ہے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار ہیں کہ نصیب اونکا روزہ سے نہیں ہے مگر یہی بھوک و پیاس یہ وہ شخص ہے جو حرام پر افطار کرتا ہے یا غیبت کرتا ہے یا جوارح کو معاصی سے نگاہ نہیں رکھتا پانچوین یہ کہ وقت افطار کے رزق حرام و شبہ نہ کھائے بلکہ حلال خالص سے بھی زیادہ نہ کھائے کیونکہ جب رات کو اوس چیز کا تدارک کیا جو دن کو فوت ہو گئی تھی تو پھر کیا مقصود حاصل ہوگا اسلیے کہ مقصود روزہ سے ضعیف کرنا شہوات کا ہے اور جب دو بار کا کھانا ایک بار میں کھا لیا تو شہوت اور زیادہ ہو گئی خصوصاً جبکہ طرح طرح کے طعام جمع کیے حالانکہ جب تک معدہ خالی نہوگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے تاکہ اثر ضعف و گرسنگی کا اپنے اندر پائے اور جب رات کو تھوڑا نہ کھایا اور جلد سو رہا تو نماز شب ادا نکریگا ولہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ کوئی برتن جسکو پر کیا جائے نزدیک اللہ کے معدہ سے دشمن تر نہیں ہے چھٹے یہ کہ بعد افطار کے دل درمیان بیم و امید کے ہو کیا معلوم کہ روزہ قبول ہوا یا نہیں حسن بصری کا گزر دن عید کے ایک قوم پر ہوا وہ لوگ ہنس رہے تھے اور کھیلتے تھے کہا اون لوگوں سے بڑا تعجب ہے جو ہنستے ہیں اور اپنے حقیقت حال سے واقف نہیں ہیں اگر پردہ اوٹھا لیا جائے تو پھر کوئی نہ ہنسے اور کھیل میں نہ لگے غرضکہ جو شخص روزہ میں ترک طعام و شراب پر قصر کرتا ہے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے حقیقت روزہ کی یہ ہے

کہ ملائکہ کے مشابہ ہو کیونکہ انکو اصلا شہوت نہین ہے اور بہائم کو شہوت غالب ہوتی ہے سو
جس آدمی پر شہوت غالب ہوگی وہ درجہ بہائم مین ہوگا اور جب شہوت مغلوب ہوگی تو
مشابہ ملائکہ کے ہوگا یعنی صفت مین نہ مکان مین اور ملائکہ مقرب حضرت حق ہین تو آپ
یہ بھی حق سے نزدیک ہوجائیگا ورنہ بہائم سے نزدیک رہیگا پھر جبکہ شام کو تدارک کیا اور
شہوت پوری کرلی اور جو چاہا خوب کہایا پیا تو اب شہوت قوی ہوئی نہ ضعیف اور روح
روزہ کی جاتی رہی کذا فی احیاء الاحیاء مین کہا ہے فان قلت ان الفقہاء یصححون صوم من
اقتصر علی کف البطن والفرج وترک ہذہ المعانی قلت الفقہاء یثبتون
شروط الظاہر ویبدلیہم ما تیسر علی العموم فاما علماء الاخرۃ فیعنون بالصحۃ
القبول وبالقبول الوصول الی المقصود وبالمقصود التخلق بخلق من اخلاق اللہ
والاقتداء بالملائکۃ فی الکف عن الشہوات بحسب الامکان انتہی ❊

صفت روزہ

حضرت سالار یون تو ہمیشہ اجود ناس تھے لیکن رمضان مین سب سے زیادہ جود و کرم کرتے تھے
ان دنون مین سخاوت و بخشش و صدقات و خیرات سب ایام و لیالی سے زیادہ کرتے اور
ذکر و نماز و اعتکاف و تلاوت قرآن مین تمام ساعات کو مشغول رکھتے اور اس ماہ عظیم کو
ساتھ عبادات گوناگون کے مخصوص فرماتے ایک شخص کی شہادت پر روزہ رکھتے دو شخص
کی شہادت پر افطار کرتے اور وقت افطار کے یہ دعا کرتے اللہم لک صمت وعلی رزقک
افطرت رواہ ابوداؤد اور یہی کہتے ذہب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر
ان شاء اللہ اور شبہای رمضان مین اگر حاجت غسل کی ہوتی تو رات ہی کو نہا لیتے اور جو کوئی
بھولے سے کہاپی لیتا اوسکو حکم قضا کا نفرماتے اور کہتے ان اللہ ہو الذی اطعمہ وسقاہ
اور مضمضہ و استنشاق مین مبالغہ نکرتے ایک بار رمضان مین اعتکاف فوت ہوگیا تہا تو

شوال مین اوسکو قضا کیا کبہا رعشرۂ اول مین کبہا رعشرۂ وسط مین اعتکاف کیا تہا جب معلوم ہوا کہ شب قدر عشرۂ اخیر مین ہوتی ہے تو پہر عشرۂ اخیر پر مواظبت کی نماز صبح پڑہکر معتکف مین داخل ہوتے معتکف ایک خیمہ تہا جو مسجد مین کہڑا کیا جاتا وہان تنہا بیٹہتے آخر سال عمر مین بیس دن اعتکاف کیا اور دو بار قرآن حضرت جبریل کو سنایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب سوم بیان مین زکوٰۃ کے

اس باب مین کئی ایک فصلین ہین

فصل بیان مین وجوب زکوٰۃ وغیرہ کے

حدیث ابن عمر مین منجملہ بناء پنجگانہ اسلام کے ذکر زکوٰۃ دینے کا بہی آیا ہے رواہ الشیخان یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جیسے فرضیت شہادتین ونماز وروزہ وحج کی ہے ایسیہی فرضیت زکوٰۃ کی بہی ہے اور جو حکم تارک نماز وروزہ وحج کا عمدًا ہے وہی حکم تارک زکوٰۃ کا بہی ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے اکفلوالی بست اکفل لکم بالجنۃ الصلوٰۃ والزکوٰۃ والامانۃ والفرج والبطن واللسان رواہ الطبرانی یعنی تم میرے لئے ان چہہ چیزون کے ذمہ دار ہوبین تمہارے لئے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہون نماز زکوٰۃ امانت شرمگاہ شکم زبان مطلب یہ ہے کہ ان اعضا کے گناہون سے بچکر یہ مہلک ہوتے ہین اور نماز وزکوٰۃ بجالاؤ گویا ذکر منجیات ومہلکات دونون کا فرمایا اور اوسپر ضمانت بہشت کی دی ابوہریرہ کہتے ہین ایک اعرابی نے کہا اے رسول خدا مجہے ایسا کام بتاؤ کہ مین جنت مین جاؤن فرمایا عبادت کر اللہ کی بے شرک نماز فرض قائم رکہہ زکوٰۃ فرض دے روزہ رمضان کا رکہہ اوسنے کہا واللہ مین نہ اسپر کچہہ زیادہ کرون نہ اس سے کچہہ کم جب وہ پشت پہیر کر چلا تو فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی

ھذا رواہ البخاری و مسلم یعنی جسکا جی بہشتی آدمی کے دیکھنے کو چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھے بہشتی ہے دوسری حدیث طویل ابو ہریرہ مین فرمایا ہے کہ جو سونے چاندی والا حق زر و سیم ادا نہین کرتا ہے قیامت کے دن آگ کی تختیان بنا کر اوس سے اوسکے پہلو و پیشانی و پشت کو داغ دینگے جب وہ ٹھنڈی ہو جاینگی تو پھر گرم کر لینگے پچاس ہزار سال تک کے دن مین یہی ہوا کریگا یہانتک کہ بندون کا فیصلہ ہو پھر وہ اپنا رستہ طرف جنت یا نار کے لے سیطرح حق مین شتر و گاو و گوسفند والون کے فرمایا ہے کہ یہ بہائم اوسکو اپنے پاؤن سے پامال کرینگے تا آخر رواہ الشیخان ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہین دیتا وہ مال دن قیامت کے ایک گنجا سانپ بنکر اوسکے گلے کا ہار ہوگا اسکا مصداق اللہ کی کتاب مین ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللہ من فضلہ الآیہ رواہ ابن ماجۃ حدیث ابو ہریرہ مین منجملہ اون تین شخصون کے جو سب سے پہلے داخل نار ہونگے ایک اوس شخص کو ذکر کیا ہے جو اپنے مال مین سے اللہ کا حق ادا نہین کرتا ہے رواہ ابن خزیمۃ ابن مسعود نے کہا امرنا باقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و من لم یزک فلا صلوٰۃ لہ رواہ الطبرانی و فی روایۃ من اقام الصلوٰۃ و لم یؤت الزکوٰۃ فلیس بمسلم ینفعہ علمہ یعنی تارک زکوٰۃ کی نماز قبول نہین ہوتی اور نہ وہ مسلمان ہے اور نہ اوسکو علم نفع دے عمارہ بن حزم کا لفظ رفعاً یہ ہے اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین عنہ شیئاً حتی یاتی بھن جمیعا الصلوٰۃ والزکوٰۃ و صوم رمضان و حج البیت رواہ احمد یعنی جب تک یہ چارون کام نکریگا تب تک تین کام کا کرنا کچھ بکار آمد نہین ہوگا اللہ نے قرآن مین نماز و زکوٰۃ کو ملا کر بہت جگہہ ذکر کیا ہے جیسے اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ اور فرمایا و یقیموا الصلوٰۃ و یوتوا الزکوٰۃ و ذلک دین القیمہ ایک شخص نجدی نے حضرت سے سوال اسلام کا کیا تھا اوسکے جواب مین ذکر نماز پنجگانہ و صوم رمضان و زکوٰۃ کا کیا اوس نے کہا اسکے سوا مجپر کچھ اور بھی فرض ہے فرمایا لا الا ان تطوع اوس نے کہا

واللہ لا ازید علی ھذا ولا انقص فرمایا افلح الرجل ان صدق متفق علیہ من حدیث طلحہ بن عبید اللہ ابن عباس کہتے ہین جب معاذ کو طرف یمن کے بھیجا تھا فرمایا اعلمہم ان اللہ تعالیٰ فرض علیہم صدقۃ توخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم متفق علیہ حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا تھا واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال الحدیث متفق علیہ غرضکہ زکوٰۃ ایک فرض ہے فرائض دین سے اور ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری ہے ضروریات شرع سے لکن اوسی مال مین واجب ہے جسمین کہ شارع نے واجب کی وہ ایجاب شارع بیان ہے اس آیت کا خذ من اموالھم صدقۃ وآتوا الزکوٰۃ جس طرح کہ بیان اقیموا الصلوٰۃ کا کیا ہے اہل علم نے اسجگہ بہت توسیع کی اور ایسے اموال پر زکوٰۃ کو واجب کہا ہے جنپر اللہ و رسول نے زکوٰۃ واجب نہین کی بلکہ بعض اموال مین حضرت نے عدم وجوب کی صراحت فرمادی ہے جیسے یہ کہ گھوڑے اور غلام پر صدقہ نہین ہے صحابہ اموال و جواہر و تجارات و خضراوات رکھتے تھے حضرتؐ نے اونسے نہین کہا کہ تم ان چیزون کی زکوٰۃ دو اور نہ مطالبہ کیا اگر ان اموال مین زکوٰۃ واجب ہوتی تو ضرور بیان فرماتے •

فصل

زکوٰۃ مالک مال پر جب واجب ہوتی ہے کہ وہ مکلف ہو اسی لئے صبی و مجنون پر واجب نہین ہے اور نہ انکی اولیا پر اخراج زکوٰۃ کا انکے مال سے واجب ہے آیت قرآنی اسی پر دلیل ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا تطہیر و تزکیہ صبی و مجنون کے کچھ معنی نہین ہین بلکہ اموال عباد کے حرام ہین بنص کتاب و سنت حلال نہین ہوتے ہین مگر تراضی و طیبت نفس سے یا ورود شرع سے جیسے زکوٰۃ دیت ارش شفعہ و نحو ہا یہ مسئلہ اگرچہ

خلاف رائی اہل فقہ مصطلح ہے لکن حق یہی ہے جو اسجگہ لکھا گیا واللہ اعلم انواع زکوٰۃ چھ ہین
ایک زکوٰۃ چوپایہ جیسے شتر و گاو و گوسفند رہا اسپ و خر و دیگر حیوانات انمین زکوٰۃ نہین ہے
اسکی تفصیل اسجگہ ضرورت نہین دوسری قسم زکوٰۃ کی معشرات ہین کہ عشر پیداوار لیا جاتا ہے
جیسے گندم جو خرما و مویز تیسری زکوٰۃ زر و سیم چوتھی زکوٰۃ مال تجارت لکن یہ ثابت نہین ہے اگرچہ
فقہا نے واجب کہا ہے پانچوین زکوٰۃ فطر چھٹی زکوٰۃ رکاز یعنی دفین جاہلیت اسمین ایک
خمس واجب ہے بلا اعتبار حولان حول و نصاب **ف** سونے چاندی پر جب ایک سال
پورا گزر جاوے تو اوسپر ربع عشر واجب آتا ہے نصاب سونے کے بیس دینار اور نصاب چاندی
کے دو سو درہم ہین اس مقدار سے کم پر زکوٰۃ واجب نہین ہے زیور کی زکوٰۃ مین احادیث
متعارضہ آئی ہین اطلاق کنز کا زیور پر بعید ہے اگرچہ معنی کنز کے حاصل ہین اور نکلنا
اختلاف سے احوط ہے ہر سال زیور کا وزن کرکے ربع عشر نکالا جاوے اگر وزن بست دینار
و دو صد درہم سے کم ہو تو پھر اوسپر کچھ زکوٰۃ نہین ہے اسی طرح موتی و مشک و عنبر پر زکوٰۃ نہین ہے
اور نہ اموال تجارت پر کیونکہ کوئی دلیل اوسکے وجوب پر قائم نہین اور جو استدلال قائلین وجوب
کا مال تجارت پر ہے وہ مخدوش ہے قابل حجت کے نہین ہے بلکہ یہی حدیث ابوہریرہ رفعاً
لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ ولا فرسہ جو صحیح مین آئی ہے ظاہر اسکا عدم وجوب
زکوٰۃ ہے جمیع احوال مین کیونکہ سوداگری گھوڑے اور غلام کی مروج ہے اور یہ کہنا ابن منذر کا
کہ زکوٰۃ تجارت پر اجماع ہے صحیح نہین ہے سب سے پہلے مخالفت اس اجماع کی تو ظاہریہ ہی نے
کی ہے اور یہ ایک بڑا گروہ ذی علم اہل اسلام کا ہے اس گروہ مین بڑے بڑے عالم باللہ و عارف
باللہ گزرے ہین جیسے داؤد و ابن حزم و شیخ محی الدین بن عربی وغیرہم رضی اللہ عنہم اسی طرح
پر مستغلات مین زکوٰۃ نہین ہے جیسے گھر اور جانور کرایہ کے کیونکہ دلیل وجوب کی موجود
نہین ہے اور حدیث مذکور اسکو بھی شامل ہوسکتی ہے اگرچہ حاجت استدلال کی اس جگہ
نہین ہے کیونکہ قیام بمقام منع کافی ہے **ف** گندم و جو و ذرہ و تمر و زبیب مین عشر

پیداوار واجب ہے اور چاہے مین نصف عشر حدیث جابر مین فرمایا ہے کہ جسکو نہر و باران نے پانی دیا اوسمین دسوان حصہ ہے اور جسکو بیلون سے سینچا اوسمین نصف عشر ہے رواہ احمد ومسلم والنسائی ابوداود نے لفظ پہنچی زیادہ کیا ہے نصاب اسکے پانچ وسق ہین اس سے کم مقدار مین زکوٰۃ نہین آتی ہے ابن ماجہ واحمد کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ وسق ساٹھہ صاع کا ہوتا ہے ابوداود کا لفظ یہ ہے کہ ساٹھہ مختوم کو وسق کہتے ہین مین کہتا ہون کہ صاع چار مد کا ہوتا ہے مد بحساب آثار انگریزی جو فی الحال رائج ہے نیم پاؤ کم ایک سیر ہوتا ہے اس مقدار پر ساٹھہ صاع کی بحساب فی صاع سہ نیم آثار دو صد و ده آثار ہوئے یہ ایک وسق کا وزن ہے پانچ وسق کا وزن یکہزار و پنجاہ آثار ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ دانہ و تمر مین اندازہ پنج وسق کا اسلیے مقرر کیا ہے کہ اسقدر غلہ ایک گھر والے کو ایک سال تک کفایت کرتا ہے کیونکہ اقل بیت ایک میان ایک بی بی تیسرا خادم یا بچہ ہوتا ہے اور غالب قوت انسان کا ایک رطل یا ایک مد طعام ہوتا ہے سو جب ہر واحد انمین کا اس قدر کہائیگا تو اونکے لیے ایک سال کو یہ مقدار کفایت کریگا اور کچھہ واسطے سالن وغیرہ حوائج کے بچ جائیگا ان پانچ چیزون کے سوا جو اور چیزین ہین جیسے ساگ بہاجی وغیرہ اونپر کچھہ زکوٰۃ نہین ہے سفر السعادۃ مین کہا ہے حضرت کی عادت نہ تہی کہ گہوڑے و غلام و حجم خربزہ و فواکہ سے جو کہ وزن مین نہین آتے ہین اور اونکو ذخیرہ نہین کیا جاتا ہے زکوٰۃ لین مگر رطب و عنب کا انکی زکوٰۃ لیتے اور خشک و تر مین کچھہ فرق نکرتے انتہے لکن شہد مین ایک عشر لینا بدلیل حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ واجب ہے رواہ ابن ماجۃ پہر زکوٰۃ مین شتابی کرنا جائز ہے چاہے ایک دو سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے امام پر واجب ہے کہ ہر جگہہ کے تونگرون سے مال زکوٰۃ لیکر اوسی جگہہ کے فقیرون کو دے دلیل اسکی حدیث معاذ ہے جو اوپر گذر چکی دوسری دلیل حدیث ابی جحیفہ ہے کہ ہمارے یہان صدقہ لیکر حضرت کا آیا ہمارے اغنیا سے لیکر ہمارے فقرا کو دیگیا مین ایک یتیم بچہ تہا

مجکو بہی ایک شتر دیا اخرجہ الترمذی وحسنہ تیسری دلیل حدیث عمران بن حصین کی ہے اونکو صدقہ پر عامل کیا تہا وہ جب پہر کر آئے کہا مال کہان ہے کہا کیا مجھے مال کے لئے بہیجا تہا ہم جہان سے عہد حضرت صلعم مین لیکر جہان خرچ کرتے تہے وہان سے لیکر اب بہی ہمنے وہین رکہا اخرجہ ابوداؤد وابن ماجہ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ملک شہر کی زکوۃ دوسرے ملک شہر مین نہ بہیجے جس جگہہ کا مال ہے اوسی جگہہ کے اہل فقر پر تقسیم کرے یہی مذہب ہے حنفیہ کا بہی لکن بعض نے کہا ہے کہ جب اسجگہہ کے صرف سے فاضل ہو تو پہر اور جگہہ صرف کرنا جائز ہے واللہ اعلم پہر مالک مال نے زکوۃ سلطان کو دیدی گو وہ ستمگار تہا تو ذمہ مزکی کا پاک ہو گیا احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہین جمہور کا مذہب بہی یہی ہے کہ دینا زکوۃ کا بادشاہ کو یا اوسکے حکم سے اوسکے نائب کو کفایت کرتا ہے گو سلطان اوس مال کو غیر مصرف مین صرف کرے اور خواہ عادل ہو یا جائر ف زکوۃ دینے مین پانچ امر کا لحاظ کرنا چاہئے ایک یہ کہ نیت زکوۃ فرض کی کرے اور اگر کسی کو وکیل کرے تو وقت وکیل مقرر کرنیکے نیت کر لے یا وکیل کو اجازت دے کہ وہ وقت دینے کے نیت کر لے دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہو جائے تو زکوۃ نکالنے مین جلد ہی کرے بے عذر تاخیر کرنا ٹہیک نہین ہے زکوۃ فطر کو عید کے دن سے تاخیر نکرے اور رمضان مین تعجیل کرنا درست ہے نہ رمضان سے پہلے اور تعجیل مال کی سارے سال مین روا ہے اگر لینے والا درویش ہو تیسرے یہ کہ زکوۃ ہر جنس کی اوسی جنس سے دے اگر زر عوض سیم کے اور گندم عوض جو کے یا اور کوئی مال بقدر قیمت کے دیگا تو مذہب امام شافعی رح مین روا نہوگا چوتہے یہ کہ صدقہ اوس جگہہ پر دے جہان مال موجود ہو کیونکہ وہان کے درویش مال پر آنکہہ لگائے ہوتے ہین اور اگر دوسرے شہر مین دے تو بہی زکوۃ ادا ہو جاتی ہے پانچوین یہ کہ زکوۃ کو آٹہہ قسم پر تقسیم کرے جسقدر کہ میسر آوین چنانچہ ہر قسم مین سے تین شخص سے کم نہون اور سب چوبیس نفر ہون اگر ایک درہم زکوۃ ہو تو مذہب امام شافعی مین واجب ہے کہ ان سب کو دے

اور آٹھہ قسم پر قسمت کرے پھر ادسکو تین شخص یا زیادہ مین جسطرح چاہیے بانٹ دے کہ سب کا حصہ برابر ہو اسکے بعد غزالی نے کہا ہے کہ اس زمانے مین تین قسم کے لوگ کم ترمیسر آتے ہین ایک غازی دوسرے مولفہ تیسرے عامل زکوٰۃ باقی فقیر و مسکین و مکاتب و ابن السبیل و قرضدار ملتے ہین انمین سے ہر کسی کو زکوٰۃ پندرہ آدمی سے کم کو نہ دے مذہب شافعی کا اس مسئلہ مین مشکل ہے یعنی یہ کہ بدل نکرے دوسرے یہ کہ سب کو دے اکثر لوگ اس زمانے مین بابت ان دو مسئلون کے مذہب امام ابو حنیفہ کو اختیار کرتے ہین ہمکو امید ہے کہ ماخوذ نہون انتہےٰ

فصل

مصرف زکوٰۃ آٹھہ گروہ ہین بموجب نص قرآن انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ قسمت زکوٰۃ کا خود اللہ تعالیٰ متولی ہوا ہے اوسنے کسی اور کو اوسمین اختیار نہین دیا آٹھہ جزو مصرف کے مقرر فرمائے حدیث زیاد بن حارث صدائی مین آیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت سے کہا مجھے صدقہ دو فرمایا ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم فیہا ہو فجزأہا ثمانیۃ اصناف فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک رواہ ابو داؤد علماء کا اختلاف ہے کہ ان سب اجزاء کا استیعاب کرنا چاہیے یا جو ممکن ہو ایک قول یہ ہے کہ سب کو دینا چاہیے کوئی جزو باقی نرہے شافعی اور ایک جماعت اسی کی قائل ہے دوسرا قول یہ ہے کہ استیعاب کچھہ واجب نہین ہے بلکہ ایک قسم کو بھی دینا جائز ہے بلکہ اگر باقی اقسام موجود بھی ہین اور ایک ہی قسم کو دیا تو بھی درست ہے مالک اور ایک جماعت سلف وخلف اسیکی قائل ہے عمر و حذیفہ وابن عباس وابو العالیہ وسعید بن جبیر

وميمون بن مهران کا قول بہی یہی ہے ابن جریر نے کہا وہو قول عامة اہل العلم
اس بنیاد پر ذکر اصناف ہشتگانہ کا اسجگہ واسطے بیان مصرف کے ہے نہ واسطے وجوب
استیعاب کے دلوجوہ الحجاج والمواخذة مکان غیر ہذا واللہ اعلم بمراد اللہ
فقراء کو بقیہ انواع پر اسلیے مقدم کیا کہ یہ لوگ بہ نسبت غیر کے زیادہ تر محتاج ہوتے ہین
بسبب شدت فقر وفاقہ وحاجت کے بحسب شہرت ابو حنیفہ رح کے نزدیک مسکین فقیر سے
بہی بدتر حال والا ہے وہو کما قال احمد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے فقیر وہ
نہین ہے کہ جسکے پاس مال نہین ہے فقیر وہ ہے جو اخلق کسب ہو ابن علیہ نے کہا
اخلاق محارب کو کہتے ہین نزدیک ہمارے لکن جمہور برخلاف اسکے ہین ابن عباس ومجاہد
وحسن بصری وابن زید سے مروی ہے اور اسی کو ابن جریر اور غیر واحد نے اختیار کیا ہے
کہ فقیر وہ ہے جو پارسا ہو لوگون سے کچہہ نہ مانگے اور مسکین وہ ہے جو سوال کرے طواف
کرے لوگون کے پیچہے لگے قتادہ نے کہا فقیر وہ ہے جو دکہیا ہو مسکین وہ ہے جو
تندرست ہو ابراہیم نے کہا مراد اسجگہ فقراء مہاجرین ہین سفیان ثوری نے کہا یعنی
اعراب کو زکوٰۃ مین سے کچہہ نہ دیا جائے سعید بن جبیر وسعید بن عبد الرحمن سے بہی ایسا ہی
مروی ہے عکرمہ نے کہا تم فقراء مسلمین کو مساکین نہ کہو مساکین تو اہل کتاب ہین انتہی
کلام ابن کثیر رح **ف** غزالی نے کیمیاء سعادت مین کہا ہے کہ پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ ہے
جو کچہہ چیز نرکہتا ہو اور کچہہ کسب نکرتا ہو اگر ایک دن کا قوت اور بدن پر کپڑا رکہتا ہے
تو وہ فقیر نہین ہے ہان اگر آدہے دن کا قوت رکہتا ہے اور اوسکے پاس پیرہن ہے دستار
یا دستار ہے پیرہن ہی تو وہ درویش ہے اور اگر آلہ سے کسب کر سکتا ہے اور کوئی آلہ نہین ہے
تب بہی وہ درویش ہے اور اگر طالب علم ہے اور کسب مین مشغول ہونیسے علم سے باز رہتا ہے
تو بہی درویش ہے سو ایسی درویشی والے کم ملتے ہین مگر اطفال اسکی تدبیر یہ ہے کہ
ایسا درویش ڈہونڈے جو عیال دار ہو فقیر کو حصہ اون اطفال کا سپرد کر دے دوسری

نوع مسکین ہے سو جسکا خرچ مہم دخل سے زیادہ ہو گو وہ خانہ و جامہ رکھتا ہو تو وہ مسکین ہے لیکن جو کہ کفایت یک سالہ نہین رکھتا ہے اور کمائی اوسکو وفا نہین کرتی تو جائز ہے کہ اوسکو اتنا دین کہ ایک سال کو بس ہو اور اگر فرش و خنور خانہ رکھتا ہے اور کتاب بہی رکھتا ہے لیکن اوسکی طرف محتاج ہے تو بہی مسکین ہے اور اگر کچہہ حاجت سے زیادہ رکھتا ہے تو پہر مسکین نہین ہے تیسری نوع وہ لوگ ہین جو زکوۃ کو جمع کرتے ہین اور مستحقین کو سہجاتے ہین انکی مزدوری اسی مال زکوۃ سے دیوے نوع چوتہی مؤلفۃ القلوب ہین اگر ایک محتشم مسلمان ہو جائے تو اوسکو اسلئے مال دین کہ اورون کو بہی رغبت اسلام مین ہو نوع پنجم مکاتب ہے کہ کسی کا غلام ہو اپنی جان کو آقا سے کسی قدر مال کما کر دینے پر خرید لے اور قسط مقرر کرے چہٹی نوع وہ شخص ہے کہ قرضدار ہو لیکن یہ قرض بابت کسی معصیت کے نکیا ہو خواہ درویش ہو یا تونگر بلکہ وہ قرض کسی مصلحت کے لئے کیا ہو کہ فتنہ دب جائے ساتوین نوع غازی ہین کہ انکی کچہہ تنخواہ کچہری سے مقرر نہو اگرچہ تونگر ہون راہ کا ساز و برگ انکو مال زکوۃ سے دیا جائے آٹہوین قسم مسافر ہے جسکے پاس زاد راہ نہین ہے یا اپنے شہر سے سفر کو جاتا ہے اوسکو بقدر زاد و کرایہ کے زکوۃ مین سے دین **ف** جو شخص کہے کہ مین درویش یا مسکین ہون اوسکی بات قبول کرنا درست ہے جبکہ یہ معلوم نہو کہ وہ جہوٹ کہتا ہے لیکن مسافر و غازی اگر سفر و غزا کو نہ جائین تو زکوۃ کو اون سے واپس کر لے رہے باقی اقسام ششگانہ اونکا مستحق ہونا معتبر لوگون کے کہنے سے معلوم ہو سکتا ہے انتہی کلام الغزالی رحہ **ف** مسوی شرح موطا مین کہا ہے فقیر نزدیک ابوحنیفہ رحہ کے شخص ہے جو نصاب سے کم رکہتا ہے یا بقدر نصاب کے لیکن وہ نصاب بڑہتی نہین ہے حاجت مین مستغرق ہے مسکین وہ شخص ہے جو کچہہ بہی نہین رکہتا محتاج سوال کا واسطے قوت کے یا بدن چہپانے کے ہے اور عامل کو بقدر اوسکے عمل کے دین خواہ فقیر ہو یا غنی اہل علم اسی پر ہین مؤلفۃ القلوب دو طرح ہین ایک وہ جو مسلمان ہو گئے اور اونکی نیت

ضعیف ہے دوسرے وہ جنکو کوئی شرف حاصل ہے اونکے دینے مین توقع ہے اسلام غیر کی
ابو حنیفہ نے کہا سہم انکا بسبب غلبۂ اسلام کے ساقط ہے رقاب سے مراد مکاتب ہین
نزدیک شافعیہ و حنفیہ کے غارم نزدیک ابو حنیفہ کے وہ ہے جسپر قرض ہے اور مالک نصاب کا
فاضل دین سے نہین ہے یا اوسکا مال لوگون پر ہے لیکن لے نہین سکتا ہے سبیل اللہ
سے مراد غازی ہین جنکے لئے فئی نہین ہے ابو حنیفہ کے نزدیک انکا فقر شرط ہے اور
شافعی کے نزدیک باوجود غنا کے بہی اونکو دیا جا سکتا ہے ابن السبیل سے مراد غریب
منقطع عن المال ہے نزدیک ابو حنیفہ کے یا وہ جو سفر کو جانا چاہتا ہے یا سفر مین ہے
نزدیک شافعیہ کے پہران اقسام ہشتگانہ مین اسلام کا ہونا شرط ہے نزدیک اہل علم کے
اور نزدیک شافعی کے استیعاب انواع ہشتگانہ کا واجب ہے اگر عامل ہو ورنہ ہفت
قسم کا اور برابری کرنا درمیان اصناف کے نہ درمیان آحاد کے واجب ہے اور ابو حنیفہ
کے نزدیک صنف واحد و شخص واحد مین صرف کرنا بہی جائز ہے مالک نے کہا امر نزدیک
ہمارے تقسیم صدقات مین یہ ہے کہ یہ تقسیم نہو مگر بروجہ اجتہاد طرف سے والی کے جو نسے
صنف مین حاجت و عدد ہو اوسی کو والی اپنی رای کے موافق اختیار کرے اور قریب ہے
کہ بعد ایک سال دو سال کے یا سالہا سال کے پہر وہ ایک صنف سے طرف دوسرے
صنف کے نقل کرے و علی ہذا ادرکت من ارضی من اہل العلم انتہی شوکانی
نے فرمایا ہے کہ ائمہ تفسیر و حدیث و فقہ و کلام نے اصناف ہشتگانہ پر اور جو کچہ ہر صنف مین
معتبر ہے کلام طویل کیا ہے حق یہ ہے کہ معتبر صادق آنا وصف کا ہے شرعًا یا لغۃً سو جسپر
یہ بات صادق آ لے کہ وہ فقیر ہے وہ مصرف ہے زکوۃ کا اسی طرح حال سائر اوصاف کا
ہے اور جب واسطے وصف کے کوئی حقیقت شرعیہ نہو تو پہر رجوع کرنا طرف مدلول لغت کے
اور تفسیر کرنا اوسکا بطور لغت کے واجب ہے سو جو شروط و اعتبارات اہل علم نے ذکر کئے
ہین اگر وہ مدلول وصف مین لغۃً یا شرعًا داخل ہین یا کوئی دلیل اونپر دلالت کرتی ہے

تو وہ لائق اعتبار کے ہین ورنہ کسی ایک بات کا بھی اعتبار نہیں ہے۔ الغرض وقف مین کہتا ہون
یہ بات ان احادیث سے ثابت ہو سکتی ہے جو کہ متعلق انواع ہشتگانہ ہین اسلئے پہلے
انکو ذکر کیا جاتا ہے پھر لغت سے معنی ہر ایک لفظ کے لکھے جاینگے ایک نوع فقرا ہین ابن عمر
نے رفعًا کہا ہے لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی رواہ احمد و
ابو داؤد والترمذی ولاحمد ایضا والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ
مثلہ عبید اللہ بن عدی کہتے ہین کہ دو آدمیون نے اونسے کہا کہ ہم پاس حضرت کے صدقہ
کا سوال کرنے گئے تھے حضرت نے ہمکو نظر غور سے دیکھا مشٹنڈا پایا فرمایا ان شئتما
اعطیتکما ولا حظ فیھا لغنی ولا لقوی مکتسب رواہ احمد وابو داؤد
والنسائی باسناد جید قوی دوسری صنف مساکین ہین اس باب مین حدیث
ابو ہریرہ رفعًا یون آئی ہے لیس المسکین بھذا الطواف الذی یطوف علی الناس
فتردہ اللقمۃ واللقمتان والتمرۃ والتمرتان قالوا فما المسکین یا رسول اللہ
قال الذی لا یجد غنی یغنیہ ولا یفطن لہ فیتصدق علیہ ولا یسأل
الناس شیئا رواہ الشیخان صنف سوم عاملین ہین جو مال زکوٰۃ اوگہاتے ہین
وہ اس مال سے مستحق ایک قسط کے ہین لکن یہ جائز نہین ہے کہ وہ اقربا رسول خدا صلعم
سے ہون کہ جنپر صدقہ حرام ہے کیونکہ صحیح مین آیا ہے کہ عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث
اور فضل بن عباس نے حضرت کے پاس جاکر سوال کیا تہا کہ ہمکو عامل صدقہ مقرر کرو
فرمایا ان الصدقۃ لا تحل لمحمد ولا لآل محمد انما ھی اوساخ الناس صنف
چہارم مولفۃ القلوب ہین یہ کئی قسم ہین ایک وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ اسلام لاوین
جسطرح حضرت نے صفوان بن امیہ کو غنائم حنین سے دیا تہا حالانکہ وہ حنین مین بحالت
شرک حاضر ہوئے تھے صفوان کہتے ہین فلم یزل یعطینی حتی صار احب الناس
الی بعد ان کان ابغض الناس الی رواہ احمد ومسلم والترمذی دوسرے

وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ پکے مسلمان ہوجائین اونکے دل مسلمانی پر ثابت رہین
جسطرح کہ حضرت نے دن حنین کے ایک جماعت صنادید طلقا اور اشراف کو سو سو اونٹ
عطا کئے تھے اور فرمایا تھا انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ خشیتہ ان
یکبہ اللہ علی وجہہ فی نار جہنم صحیحین مین ابو سعید سے آیا ہے کہ علی بن ابیطالب
کچھ کچا سونا مع خاک کے یمن سے پاس حضرت کے بہیجا تھا حضرت نے چار شخصون
بین تقسیم کر دیا اقرع بن حابس عیینہ بن بدر علقمہ بن علاثہ زید الخیر اور فرمایا اتالفہم
یعنی مین انکی تالیف کرتا ہون تیسرے وہ جنکو اس لئے دیا جاتا ہے کہ اونکے نظر اء
یعنی ہمسر اسلام لے آئین چوتھے وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاس کے لوگو
سے صدقہ اوگہا کر لائین یا حوزۂ مسلمین سے اطراف بلاد کا ضرر دور کرین اسکی تفصیل
کتب فروع مین ہے رہی یہ بات کہ بعد حضرت کے اب بہی مولفہ کو دیا جائے یا نہین
اسمین خلاف ہے عمر و عامر شعبی اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ اب بعد حضرت کے ندیا جائے
اسلئے کہ اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت بخشی بلاد مین متمکن کر دیا اور رقاب عباد کو
اونکے لئے ذلیل فرما دیا اور دوسرون نے کہا نہین بلکہ دینا چاہئے اسلئے کہ حضرت نے بعد
فتح مکہ اور شکست ہوازن کے دیا تھا اور یہ ایک امر محتاج الیہ ہے انمین صرف کرنا چاہئے
صنف پنجم رقاب ہین حسن بصری و مقاتل بن حیان و عمر بن عبد العزیز و سعید بن جبیر و نخعی
و زہری و ابن زید نے کہا مراد اس سے مکاتبین ہین ابو موسی اشعری سے بہی اسکی
لگ بہگ روایت ہے یہی قول ہے شافعی و لیث کا ابن عباس و حسن نے کہا آزاد
کرنا گردن کا زکوۃ سے لا باس بہ ہے یہی مذہب ہے احمد و مالک و اسحق کا یعنی لفظ رقاب
عام ہے اس سے کہ مکاتب کو دے یا کوئی بردہ خرید کرکے آزاد کر دے ثواب مین اعتاق
و فک رقبہ کی بہت سی احادیث آئی ہین اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ثلاثۃ
حق علی اللہ عونہم الغازی فی سبیل اللہ والمکاتب والمدین یرید الاداء

رواہ احمد واهل السنن الا ابا داؤد صنف ششم غارمین ہین یہ کئی قسم ہین
ایک وہ جو متحمل حمالہ یعنی ضامن قرض ہے اور وہ قرض اسکے گلے لگا ہے اور یہ مال کی طرف سے
تنگدست ہو گیا ہے یا ادا قرض مین قرضدار ہو گیا ہے یا کسی معصیت مین لگ کر پھر اوس سے
توبہ کر لی ہے تو ایسون کو مال زکوۃ مین سے دینا چاہیے اصل اس باب مین حدیث قبیصہ
بن مخارق ہلالی ہے کہا مجہپر حمالہ تہا مینے حضرت سے سوال کیا فرمایا صدقہ آنے تک ٹہیر ہم
تجکو دلادینگے پہر فرمایا یا قبیصۃ ان المسئلۃ لا تحل الا لاحد ثلاثۃ رجل تحمل
حمالۃ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیبہا ثم یمسک ورجل اصابتہ جائحۃ
اجتاحت مالہ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش او قال سدادا
من عیش ورجل اصابتہ فاقۃ حتی یقوم ثلاثۃ من ذوی الحجا من قومہ
فیقولون لقد اصابت فلانا فاقۃ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من
عیش او قال سدادا من عیش فما سواهن من المسئلۃ سحت یاکلہا صاحبہا
سحتا رواہ مسلم صنف ہفتم سبیل اللہ ہے انمین ایک تو غازی ہین جنکا کچہہ حق
دیوان مین نہین ہے اور نزدیک امام احمد و حسن و اسحق کے حج بہی بدلیل حدیث داخل
سبیل اللہ ہے لکن یہ لفظ اپنے عموم سے شامل جملہ وجوہ خیرات و محاسن اسلام ہو سکتی ہے
اگرچہ تصریح اوسکی کسی جگہہ نہین دیکہی خصوصًا ایسے حال مین کہ اکثر اصناف میسر نہین آتے
یا زکوۃ ادنا و دیگر تحصیل زکوۃ کا فاضل بچتا ہے اس لفظ کی تحقیق کے لئے طرف تفاسیر کتاب اللہ
کے رجوع کرنا ضرور ہے صنف ہشتم ابن السبیل ہے جو کہ مسافر راہگذر ہوتا ہے اور اوسکے
پاس کچہہ نہین ہے جس سے کہ وہ اپنے سفر پر مدد لے اوسکو صدقات مین سے اتنا
دینا چاہیے کہ وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے اگرچہ وہان اوسکا مال ہو یہی حکم اوس شخص کا ہے
جو اپنے شہر سے سفر کرنا چاہتا ہے اور اوسکے پاس کچہہ نہین ہے تو اوسکو بقدر آمد و شد
کے مال زکوۃ مین سے دینا چاہیے دلیل اسپر ایک تو یہی آیت ہے دوسری دلیل حدیث

ابوسعید سے ہے کہ حضرت نے فرمایا لا تحل الصدقة لغنی الا لخمسة العامل علیہا او رجل اشتراہا بمالہ او غارم او غاز فی سبیل اللہ او مسکین تصدق علیہ منہا فاھدی لغنی رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ دوسرا لفظ ابوسعید خدری کا مرفوعا یون ہے لا تحل الصدقة لغنی الا فی سبیل اللہ وابن السبیل او جار فقیر فیھدی لک او یدعوک رواہ ابوداؤد ان احادیث مین تامل کرنیسے اور اونکے الفاظ مین غور فرمانیسے حقیقت شعبہ ہرایک نوع کی ان انواع ہشتگانہ سے ظاہر ہوتی ہے رہا بیان ان انواع کا از روی لغت کے سو صراح مین کہا ہے فقیر درویش کہ اندک چیزے دارد مسکین آنکہ ہیچ ندارد و یقال بخلافہ ایضًا پھر لفظ الف کے نیچے لکھا ہے تالیف سازواری دادن دو چیز را باہم ومنہ المولفۃ قلوبہم لفظ کتب کے تحت مین لکھا ہے مکاتبت بہای بندہ بروی بریدہ کردن مکاتب بندہ بہا بر خود بریدہ لفظ غرم مین لکھا ہے غریم ھو الذی لہ الدین والذی علیہ الدین لفظ غزو مین کہا ہے غزو با دشمن دین جنگ کردن وھو غاز وھم غزاۃ لفظ سبیل مین کہا ہے سبیل راہ وابن السبیل روندہ وآیندہ انتہٰی مافی الصراح ف بنی ہاشم اور اونکے موالی یعنی غلام وکنیز پر لینا زکوۃ کا حرام ہے بدلیل حدیث مرفوع ابوہریرہ انا لا ناکل الصدقۃ وفی لفظ انا لا تحل لنا الصدقۃ وھو فی الصحیحین وغیرھما ابورافع کا لفظ مرفوعًا یہ ہے ان الصدقۃ لا تحل لنا وان موالی القوم من انفسھم رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والترمذی وصححہ وابن حبان ابن خزیمۃ وصححاہ ابن قدامہ نے کہا ہے لا نعلم خلافا فی ان بنی ہاشم لا یحل لھم الصدقۃ المفروضۃ انتہٰی اور ابن رسلان نے شرح سنن مین اسپر اجماع کو حکایت کیا ہے اسی طرح بنی ہاشم کا دینا زکوۃ فرض دوسری بنی ہاشم کو بھی منع ہے وہ آل جنپر صدقہ حرام ہے اونمین اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ مراد بنی ہاشم ہین اور حکم انکے موالی کا وہی حکم انکا ہے اور جو اغنیاء و اقویاء مکتسبین ہین اونپر بھی زکوۃ لینا حرام ہے اسکی دلیل گزر چکی حجۃ بالغہ مین کہا ہے وہ تونگری جو مانع ہے سوال سے مقدار اوسکا

ایک اوقیہ یا پچاس درہم ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ جسکے پاس صبح وشام کا کھانا ہو وہ غنی
ہے سو یہ عبارتین کچھ متعارض نہین ہین اسلیے کہ مراتب آدمیون کے مدارج مختلفہ پر ہین
اور ہر شخص ایک طرح کا کسب رکھتا ہے جسکو چھوڑ نہین سکتا حرفہ والا مستعد رہے جبتک
کہ آلات حرفہ پائے کشتکار مستعد رہے جب تک کہ آلات زرع پائے تاجر مستعد رہے
جب تک کہ بضاعت ہاتھہ آئے اور جو جہاد پر ہو اوسکو صبح وشام کا رزق غنائم سے
دیا جائیگا جس طرح کہ صحابہ کا حال تھا اسلیے ضابطہ اس جگہہ یہی پچاس درہم ہین اور
جو شخص حال با احتساب ہے اور مثل انکے ہے اوسکے لیے ضابطہ وہی قوت صبح وشام کا
ہے انتہی **ف** صدقہ فطر ایک صاع ہے قوت معتاد سے طرف سے ہر فرد کے عبد وحر و
ذکر و انثی و صغیر و کبیر اس باب مین احادیث کثیرہ آئی ہین اور غلام کی طرف سے سید پر واجب
ہے اور صغیر کی طرف سے منفق پر و نحوہ اور نماز عید سے پہلے دیدے اور جسکے پاس ایک
رات دن کا قوت ہو نہ زیادہ اوس پر فطرہ نہین اور مصرف اس صدقہ کا وہی مصرف زکوۃ کا
ہے اسلیے کہ حضرت نے اسکا نام زکوۃ رکھا ہے اور فرمایا ہے من اداہا قبل الصلوۃ فہی
زکوۃ مقبولۃ اور ابن عمر نے کہا ہے ان رسول اللہ صلعم امر بزکوۃ الفطر
لکن فقیر کو مقدم کرے پہر جو بچے وہ سائر انواع مین صرف کرے مگر سفر السعادۃ مین
کہا ہے حضرت یہ صدقہ خاص فقرا کو دیتے تھے اصناف ہشتگانہ پر تقسیم نہ فرماتے اور نہ
اسکا حکم دیا ہے و بہ قال العلماء معہذا صرف کرنا اسکا اقسام ہشتگانہ پر جائز ہے اور
مساکین کو خاص کرے انتہی **ف** جس مال کی زکوۃ نہین دیجاتی ہے اوسکو کنز کہتے
ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی
سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم
وجنوبہم وظہورہم ہذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ابن عمر
نے کہا ہے الکنز ہو المال الذی لا تؤدی زکاتہ دوسرا لفظ اسکا یہ ہے ما ادّی

زکاته فلیس بکنز وان کان تحت سبع ارضین وما کان ظاهرا لا تؤدی زکاته فهو کنز اسی طرح ابن عباس وجابر وابو ہریرہ سے بہی موقوفاً ومرفوعاً مروی ہے عمر بن خطاب نے بہی مانند اسکے کہا ہے کہ ایما مال ادیت زکوته فلیس بکنز وان کان مدفونا فی الارض وایما مال لم تؤد زکاته فهو کنز یکوی به صاحبه وان کان علی وجه الارض بخاری مین ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ یہ حکم قبل نزول آیت زکوۃ کے تہا جب آیت زکوۃ کی اوتری تو اللہ نے زکوۃ کو طہرت اموال ٹہیرایا عمر بن عبد العزیز وعراک بن مالک نے کہا ہے اس آیت کو قوله تعالی خذ من اموالهم صدقة نے منسوخ کردیا ابو امامہ نے کہا حلیہ سیوف منجملہ کنز کے ہے مین تمسے وہی بات کہتا ہون جو مینے حضرت سے سنی ہے علی مرتضی نے فرمایا ہے اربعة آلاف فما دونها نفقة فما کان اکثر من ذلك فهو کنز ابن کثیر نے کہا هذا غریب وقد جاء فی مدح التقلل من الذهب والفضة وذم التکثر منهما احادیث کثیرة انتهی ؛

صفت زکوۃ

عادت حضرت کی زکوۃ وصدقات دینے مین مراعات فقرا کی مع مراعات اصحاب اموال کے تہی دونون جانب کو اقصی غایت تک ملحوظ رکہتے زکوۃ کو تین طرحکے مال مین جنکا دوران درمیان خلق کے اکثر رہتا ہے اور لوگون کو اوسکی حاجت ہوتی ہے واجب فرماتے ایک کشت ومیوہ دوم بہیمة الانعام جیسے شتر وگاو وگوسفند سوم زر وسیم کہ قوام معاش خلق کا اسی پر ہے زرع وثمار مین وقت درو کرنے اور پکنے کا مقرر رکہا اور یہ کمال عدل ہے اور موافق ہر شخص کے سعی کی تحصیل مال مین اور اوسکی سہولت ومشقت کی مقدار واجب مین تفاوت فرماتے اور جو مال بے مشقت وتکلف ہاتہ آتا ہے جیسے گنج اوسمین سال کا آنا معتبر نرکہا بلکہ جسوقت ہاتہ آئے تب ہی زکوۃ واجب دے

وہ ایک خمس ہے اور جو مال مشقت و کلفت سے ہاتھہ آتا ہے اوسمین ایک عشر واجب
کیا ہے جیسے پہل کہیتی کہ آب باران سے حاصل ہو اور جو مال محتاج زیادہ تکلف کا ہو
جیسے دولابی و چاہی یا خریداری آب سے یا مانند اوسکے اوسمین نصف عشر رکہا ہے
غرضکہ ہر نوع مال مین مطابق مصلحت حال کے ایک نصاب مقرر فرمائی ہے نقرہ مین
دوسو درہم اور زر سب مین بیس مثقال اور غلات و ثمار مین آٹہہ سو من شرعی کہ پانچ
اونٹ کا بار شتران عربی سے ہوتا ہے اور گوسفند مین چالیس گاؤ مین تیس شتر مین
پانچ پہر جسکو اہل زکوٰۃ جانتے اوسکو زکوٰۃ دیتے اور اگر کوئی زکوٰۃ مانگتا اور اوسکا حال
معلوم نہوتا تو اوسکو بہی دیتے اگر معلوم ہو جاتا کہ وہ غنی ہے تو فرما دیتے کہ غنی کا حصہ
اس زکوٰۃ مین نہین ہے اور نہ اوس شخص کا حصہ ہے جو کمائی کر سکتا ہے عادت شریف
یہ تہی کہ جس شہر یا گاؤن کی زکوٰۃ ہوتی اوسی جگہہ کے فقراء پر صرف کرتے اگر کچہہ بچ
جاتا مدینہ مین پاس حضرت کے لاتے یہان کے فقیرون کو دیتے جب کوئی پاس آپکے
زکوٰۃ لاتا اوسکو دعا دیتے اللہم بارک فیہ وفی اہلہ کبہی کہتے اللہم صل علیہ اور
متصدق کو اس سے منع فرماتے کہ وہ مال اپنے صدقہ کا خرید کرے اور شتران صدقہ کو
اپنے دست مبارک سے داغ دیتے غالباً یہ داغ کان پر دیا جاتا تہا اور کبہی واسطے مصالح
مسلمین کے مال صدقہ پر قرض لیتے اور وقت ضرورت کے زکوٰۃ دو سالہ پیشگی طلب
فرماتے زکوٰۃ فطر کے لئے کوچہ و بازار مین منادی بہیجتے کہ سن لو زکوٰۃ فطر ہر مسلمان مرد
و زن و آزاد و بندہ و خرد و بزرگ پر واجب ہے دو مد گندم یا ایک صاع طعام نسائی مین
آیا ہے جب علی خلیفہ ہوئے کہا اللہ نے تمپر وسعت کی ہے تم بہی وسعت کرو ایک
صاع گندم وغیرہ دیا کرو عادت نبوی یہ تہی کہ زکوٰۃ فطر نماز عید سے پہلے دیتے اور فرماتے
من اداہا بعد الصلوٰۃ فہی صدقۃ من الصدقات ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ
فطرہ بعد نماز کے کافی نہین ہوتا ہے بعض علماء اسکے قائل ہین کہ صرف کرنا فطرہ انواع

ثمانیہ مین جائز نہین ہے بلکہ خاص ہے ساتھہ مساکین کے اور صدقہ تطوع کو بہت دوست رکہتے اور اوسکے دینے سے ایسے خوش ہوتے جتنا کہ بخیل لینے سے خوش ہو اور جس قدر راہ حق مین صرف کرتے اوسکو بہت نہ جانتے اور کم بہی نہ سمجہتے اور جو کوئی آپ سے کچہہ مانگتا اگر وہ چیز حاضر ہوتی تو دیتے اندک یا بسیار اور داد و دہش آپکی ایسی تہی کہ گویا کچہہ خوف فقر کا نہ تہا اور جب محتاج کو دیکہتے اپنا کہانا پینا دیدیتے اور عطا و صدقہ مین تنوع فرماتے مال والے کا مال بہی دیتے اور قیمت بہی عطا کرتے کبہی قرض لیتے اور قرض سے زیادہ ادا فرماتے اور کبہی مال سے زیادہ قیمت دیتے اور کبہی ہدیہ لیتے اور دو چندسہ چند اوس سے دیتے غرضکہ جسطرح پہنچانا احسان و نفع کا خلق کو ممکن ہوتا وہ کرتے اور لوگون کو صدقہ دینے پر ترغیب دلاتے اور حالاً و قالاً لوگون کو طرف سخاوت و سماحت کے بلاتے یہانتک کہ بخیل بہی آپکا حال دیکہہ کر متاثر ہوتا اور بذل و کرم اختیار کرتا اور جب کوئی آپسے مخالطت و مصاحبت کرتا تو اپنے نفس کا مالک نرہتا یہانتک کہ احسان و داد و دہش کرنے لگتا اور ہمیشہ اس سبب سے منشرح القلب شادان نفس منبسط الخاطر طیب النفس رہتے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انتہی ما فی اسفر السعادۃ ملخصاً

فصل

جسطرح کہ نماز کے لئے ایک صورت و ایک حقیقت ہے اسی طرح زکوۃ کے لئے بہی ایک صورت و روح ہے جو شخص اوس سر و حقیقت کو نہین جانتا ہے اوسکی زکوۃ ایک صورت بے روح ہوتی ہے وہ سر تین چیزین ہین ایک یہ کہ خلق مامور ہے کہ اللہ پاک سے محبت رکہے اور کوئی مومن نہین ہے کہ وہ یہ دعوی نرکہتا ہو بلکہ خلق مامور ہے ساتہہ اسکے کہ کوئی چیز بہی اونکو اللہ سے زیادہ دوست ترنہو جسطرح قرآن مین فرمایا ہے قل ان کان اباءکم وابناءکم الآیہ اور ہر مومن کو یہ دعوی ہے کہ وہ اللہ کو سب چیزون سے زیادہ دوست

دکہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مین ایسا ہی ہون اسلئے حاجت نشان و برہان کی ہوئی
تا کہ ہر شخص دعوی بیحاصل پر دہوکا نہ کہائے سوال چونکہ محبوب انسان تہا اس لئے
اوس سے انسان کا امتحان لیا اور کہا اگر تو اپنے دعوی مین سچا ہے تو اسمین اپنے
محبوب کو فدا کر تا کہ تجکو درجہ اپنا اللہ کی دوستی مین معلوم ہو جائے اسپر لوگ تین طرح
ہوگئے ایک طبقہ صدیقین کا تہا کہ جو کچہہ اونکے پاس تہا سب فدا کردیا اور کہا کہ دوسو
درہم مین سے پانچ درہم دینا کام بخیلون کا ہے ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم سب دیدین
کچہہ نرکہین جسطرح کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تہا کہ سارا مال اپنا پاس حضرت کے
لے آئے پوچہا عیال کے لئے کیا چہوڑا کہا اللہ و رسول کو دوسرے گروہ نے آدہا
مال دیا جسطرح عمر رضی اللہ عنہ نصف مال لائے پوچہا عیال کے لئے کیا رکہا کہا
اسی قدر فرمایا بینکما ما بین کلمتیکما تفاوت تمہارے درجہ کا موافق تفاوت کلام
کے ہے طبقہ دوم وہ نیک لوگ ہین جنہون نے اپنا مال ایک بار خرچ نکیا اور اسکی طاقت
نرکہتے تہے لکن انتظار حاجات فقرا و وجوہ خیرات کا کرتے تہے اور خود برابر درویشون
کے رہتے تہے اور قدر زکوٰۃ پر قصر نکرتے تہے مگر جو درویش انکے پاس آتے اونکو
برابر اپنے عیال کے رکہتے تہے تیسرا طبقہ وہ ہے جسکو اس سے زیادہ طاقت نہین ہے
کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم دے اسنے مقدار فرض پر اکتفا کیا اور حکم شرع کو
خوشدلی اور شتابی سے مانا اور کچہہ احسان درویشون پر نرکہا یہ پچہلا درجہ ہے ایسا شخص
دوستی خدا سے بے نصیب ہے اسکی دوستی ساتہہ خدا کے سخت ضعیف ہے اور یہ شخص
زمرۂ دوستون مین بخیل ہے دوسرا بہید پاک کرنا دل کا ہے پلیدی بخل سے کیونکہ بخل
دل مین بمنزلہ نجاست کے ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے بندہ لائق قرب حضرت حق کے
نہین ہوتا جسطرح کہ نجاست ظاہر کے سبب ناشایستگی قالب کی ہوتی ہے حضور نماز
سے سو دل بخل کی پلیدی سے پاک نہین ہوتا ہے مگر اسی طرح کہ مال کو نکالے و لہذا

زکوٰۃ پلیدی بخل کو دور کرتی ہے اور مثل پانی کے نجاست کو دھو دیتی ہے اسی لئے صدقہ
و زکوٰۃ حضرت پر اور اہل بیت حضرت پر حرام ہے کہ آپکے منصب کو چرک مال مردم سے
بچانا چاہیے تیسرا بھید شکر نعمت ہے کیونکہ مال ایک نعمت ہے حق مین مومن کے
اور سبب ہے راحت کا دنیا و آخرت مین سو جسطرح نماز روزہ حج شکر ہے نعمت بدن
کا اسی طرح زکوٰۃ شکر ہے نعمت مال کا تاکہ جب آپکو بسبب اِس نعمت کے بے نیاز دیکھے
اور ایک دوسرے مسلمان کو جو اسیکی طرح ہے درماندہ پالے تو اپنے جی سے کہے
کہ یہ بھی بندہ خدا ہے مثل میرے مین اس امر کے شکر مین کہ مجکو اللہ نے بے نیاز
کیا اور اسکو میرا نیازمند ٹھیرایا مین اسکے ساتھ کچھ رفق و مدارات کرون کہین ایسا نہو
کہ یہ آزمایش ہو اور اگر مین تقصیر کرون تو مجکو بھی اسیکی طرح کا کردے اور اوسکو میری طرح
کا کردے اسلئے ان اسرار زکوٰۃ کا جاننا ضرور ہے تاکہ عبادت ایک صورت بے معنی نہو
ف جو شخص یہ چاہے کہ اوسکی عبادت زندہ ہو اور بے روح نہو اور ثواب اوسکا
دوچند ہو اوسکو لازم ہے کہ سات وظیفے نگاہ رکھے ایک یہ کہ زکوٰۃ دینے مین شتابی
کرے اور پہلے اس سے کہ واجب ہو اندر تمام سال کے دے ڈالے اسمین تین فائدے
ہین ایک یہ کہ اثر رغبت عبادت کا اوسپر ظاہر ہوگا کیونکہ دینا بعد واجب ہونے کے
خود ضرور ہوتا ہے اگر نہ دیگا معاقب ہوگا تو اوسوقت کا دینا ڈر سے ہوا نہ دوستی سے
تو یہ بندہ ایسا ہوا کہ جو کچھ کرتا ہے بیم سے کرتا ہے نہ دوستی و شفقت کی راہ سے دوسرے
یہ کہ دل مین درویشون کی خوشی پہنچائے تاکہ وہ اخلاص سے دعا کرین اور اسکو بھی
کوئی خوشی ناگہان حاصل ہو اور دعا فقرا کی ایک حصار ہوتا ہے جملہ آفات سے
تیسرے یہ کہ عوائق روزگار سے ایمن ہو کیونکہ تاخیر مین بہت سی آفتین ہوتی ہین شاید
کوئی عائق آپڑے اور اس خیر سے محروم رہجائے اسلئے جب دل مین کسی شئی کی رغبت آئے
تو اوسکو غنیمت جانے کہ وہ نظر رحمت سے قریب ہے کہین شیطان حملہ آور نہو فات

قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن ایک بزرگ غسلخانہ مین تھے اونکے
جی مین آیا کہ پیراہن ایک درویش کو دینا چاہئے مرید کو پکارا اور پیراہن اوتار کر اوسکو دیا
اوسنے کہا ای شیخ تمنے اتنا صبر کیا ہوتا کہ نہا کر باہر آتے کہا مین ڈرا کہ مبین دوسرا خطرہ
آکر مجکو اس کام سے باز نرکہے دوسرا لطیفہ یہ ہے کہ جب زکوٰۃ دینا چاہے تو ماہ محرم مین دے
یہ مہینا حرمت والا ہے اور اول سال ہے یا رمضان مین دے کیونکہ وقت جسقدر شریف
ہوگا اوسی قدر ثواب مضاعف ہوگا حضرت بڑے سخی تھے مگر رمضان مین سب
ایام سے زیادہ تر سخی ہوجاتے تھے کچھہ اپنے پاس نرکہتے سب دے ڈالتے تیسرا لطیفہ
یہ ہے کہ زکوٰۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور رہے اور اخلاص سے نزدیک ہو
حدیث مین آیا ہے کہ صدقہ پوشیدہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے قیامت مین سات
گروہ سایہ عرش کے نیچے ہونگے اونمین ایک وہ شخص بھی ہوگا جسنے داہنے ہاتھہ سے
صدقہ دیا اور بائین ہاتھہ نے نہ جانا اسکا درجہ برابر درجہ امام عادل کے ٹھیرا کہ وہ بھی
زیر سایہ عرش ہوگا اسی وجہ سے سلف اخفار صدقہ مین اتنا مبالغہ کرتے تھے کہ نابینا
طلب کرتے اور اوسکے ہاتھہ مین رکھہ دیتے اور بات نکرتے کہ وہ پہچانے کہ کون ہے اور
کسنے دیا اور کوئی کسی درویش خفتہ کے کپڑے مین باندہ دیتا اور بات نکرتا کہ کہین جاگ
نہ اوٹھے اور کوئی کسی کو وکیل کی معرفت دیتا یہ سب کام اسلئے کرتے تھے کہ درویش بھی
نجانے غرضکہ چھپانا صدقہ کا دوسرون سے ایک امر ضروری و مہم سمجھتے تھے کیونکہ برملا دینے
مین اندیشہ ریا کے آنیکا باطن مین ہوتا ہے اگر باطن مین بخل نرہا تو ریا آئی اور یہ صفات
مہلکہ مہلکات سے ہین لکن بخل بچھو کی طرح ہے اور ریا سانپ کی طرح یہ قوی تر ہے مثل جیسا
یہ بچھو کو قوت سانپ کی دیگا تو سانپ کو اور بھی زیادہ طاقت حاصل ہوجائیگی تو اب
وہ ایک تہلکہ سے چھوٹ کر اوس سے سخت تر تہلکہ مین جا پڑیگا پھر جب گور مین جائیگا
تو زخم ان صفات کا دل پر مثل زخم مار و کژدم کے پائیگا اسلئے برملا دینے کا ضرر نفع سے

بڑہکر ہے احیاء الاحیاء مین صدقہ اخفا مین پانچ معنی ذکر کرکے لکہا ہے فینبغی ان براعی هذه الدقائق فان اعمال الجوارح مع اهمالها ضحكة الشيطان لكثرة التعب و قلة النفع ومثل هذا العالم هو ما قيل فيه ان تعلم مسئلة واحدة افضل من عبادة سنة وعلى الجملة الاخذ فى الملاء والرد فى السر اسلم المسالك فلا يدفع بالتزويقات الا ان يكمل المعرفة بحيث يستوى عنده السر والعلانية وهو الكبريت الاحمر يسمع ولا يرى انتهى چوتہا وظیفہ یہ ہے کہ ریا سے ایمن ہو اور اپنے دل کو نمود سے پاک کرے اور جانے کہ اگر مین بر ملا دونگا تو اور لوگ بہی میری پیروی کرینگے اور اونکی رغبت صدقہ و زکوۃ دینے مین زیادہ ہوگی تو ایسے شخص کے لئے بر ملا دینا افضل ہے یہ حالت اوس شخص کی ہوتی ہے جسکے نزدیک مدح و ذم ایک حکم رکہتی ہے اور وہ سب کا مومنین اللہ کے عام پر کفایت کرتا ہے پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ صدقہ کو منت و وحشت سے حبط نکرے قال تعالى لاتبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى اذی کے معنی ہین درویش کو آزردہ کرنا جیسے ترش روئی سے پیش آنا یا پیشانی پر بل ڈالنا اور سخت بات کہنا اور اوسکو بسبب درویشی و سوال کے خوار رکہنا اور چشم حقارت سے دیکہنا اور یہ حرکت دو طرح سے جہل و حماقت ہے ایک یہ کہ اسپر مال کا ہاتھہ سے دینا دشوار تہا اسلئے تنگدل ہو کر بات زجر سے کرتا ہے سو جس شخص پر یہ بات دشوار ہے کہ ایک درم دے اور ہزار درم لے وہ جاہل ہے کیونکہ وہ اس زکوۃ دینے سے فردوس اعلی اور اللہ کی رضامندی حاصل کریگا اور اپنی جان کو دوزخ سے خرید لیگا تو اب اوسپر صدقہ دینا کیون دشوار و ناگوار ہے اگر اسکے انجام پر ایمان رکہتا ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ مجھکو درویش پر شرف حاصل ہے بسبب تونگری کے اور یہ نہین جانتا کہ جو شخص پانسو برس پہلے اس سے بہشت مین جائیگا وہ اس سے شریف تر ہے اور اوسکا درجہ اس سے بہت بلند ہے اور اللہ کے نزدیک شرف و فخر درویشی کا ہے نہ تونگری و آسودگی کا نشان اس شرف کا اس جہان مین یہ ہے

اور تونگر کو مشغلہ دنیا و مال و رنج دنیا مین مشغول کیا ہے حالانکہ نصیب اوسکا قدر حاجت
زیادہ نہین ہے اور اوسپر یہ بات واجب کی گئی ہے کہ وہ بقدر حاجت کے درویش کو
دیوے پس حقیقت مین تونگر اس جہان مین سخرۂ درویش ہے اور اوس جہان مین پانسو
برس تک منتظر مغفرت کا رہیگا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ چوتہا وظیفہ یہ ہے
کہ منت نرکہے کیونکہ اصل منت کی جہل ہے اور یہ ایک صفت ہے دل کی یہ منت
رکہنا یون ہوتا ہے کہ اس طرح جانے کہ مینے درویش کے ساتہہ نکوئی کی ہے اور ایک
نعمت اپنے پاس سے اوسکو دی ہے اسلیے کہ وہ درویش اسکا زیردست ہے سوجب
اسطرح جانیگا تو نشان اس پندار کا یہ ہے کہ اس امر کا متوقع ہوگا کہ درویش اوسکی خدمت
زیادہ کرے اور اوسکے کاروبار مین لگا رہے اور ابتدا السلام کرے اور مجمع مین زیادہ
عزت سے پیش آئے اور اگر اوس سے کوئی تقصیر اسکے حق مین ہوجائے تو پہلے حال سے
بہی زیادہ متعجب ہوا اور کہنے لگے کہ مینے اوسکے ساتہہ ایسا اور ویسا احسان کیا ہے
یہ سب جہل ہے بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ درویش نے اوسکے ساتہہ دوستی کی اور احسان
کیا کہ صدقہ اوس سے قبول کرلیا تا کہ وہ آتش دوزخ سے رہا ہوا اور دل اوسکا پلیدی بخل
سے پاک ہوا اگر کوئی حجام مفت مین اسکی حجامت کرتا تو اسپر احسان رکہتا کہ مینے وہ خون
جو سبب تیرے ہلاک کا تہا کہینچ لیا سو اسی طرح بخل باطن مین اور مال زکوٰۃ کا ہاتہہ مین
سبب اسکے ہلاک و پلیدی کا ہے اب جو یہ طہارت اسکو حاصل ہوئی اور نجات ملی تو چاہیے
کہ یہ اوس درویش کا احسانمند و منت پذیر ہو حضرت نے فرمایا ہے صدقہ پہلے دست
حق مین پڑتا ہے پہر ہاتہہ مین درویش کے تو گویا یہ شخص اللہ ہی کو دیتا ہے
لیکن لینے مین نائب حق ہے تو اب درویش کا ممنون ہو نہ یہ کہ درویش پر منت
رکہے اور جب تینون اسرار زکوٰۃ کے سوچیگا تو جان سکتا ہے کہ یہ منت رکہنا محض جہل
ہے سلف منت ہی سے بچنے کے لیے یہانتک مبالغہ کرتے تہے کہ سامنے درویش کے

متواضع وار کھڑے ہو کر سوال کرتے کہ ہم سے اس مال کو قبول فرماؤ اور بعض ہاتھ سامنے
کر دیتے تاکہ خود درویش اپنے ہاتھ سے اوٹھا لے اور درویش کا ہاتھ نیچا نہو کہ الید العلیا
خیر من الید السفلی اوسی کو سزاوار ہے جو منت رکھے عائشہ وام سلمہ جب کسی درویش
کو کچھ بھیجتین تو کہدیتین کہ یاد رکھنا کہ وہ کیا دعا دیتا ہے کہ اوسکی ہر دعا کا بدلا دعا سے
کرین تاکہ صدقہ خالص رہے اوسکی مکافات نہو بلکہ لالچ دعا کا بھی نہین کرتی تھین
اس گمان پر کہ کہین احسان کرنا نہ سمجھے کیونکہ محسن حقیقت مین درویش ہے جسنے یہہ
ذمہ داری تیری طرف سے کر لی ہے ساتوان وظیفہ یہ ہے کہ جو مال نیکوتر و بہتر و حلال تر ہو
وہ دیوے کیونکہ جس مال مین کچھ شبہ ہوتا ہے وہ لائق قربت کے نہین ٹہیرتا اللہ تعالی
پاک ہے سوا پاک کے قبول نہین کرتا **قال تعالی** ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ یعنی اگر وہ چیز تمکو دین تو تم کراہت سے لو پھر اللہ کے
حصہ مین وہ چیز کیون خرچ کرتے ہو اگر کوئی شخص سامنے اپنے مہمان کے وہ چیز رکھے جو گھر
مین سب سے بدتر ہو تو بیشک مہمان کا استخفاف کریگا پھر یہ بات کس طرح روا ہو سکتی ہے
کہ بدترین اشیا اللہ کو دے اور اوسکے بہترین بندون کو چھوڑ دے دلیل بدتر دینے پر یہ ہے
کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو کوئی صدقہ دل کی خوشی سے نہ دے تو اسبات کا ڈر ہے کہ وہ قبول نہو
حضرت نے فرمایا ہے ایک درہم صدقہ کا ہزار درہم پر صدقہ کے سبقت لیجاتا ہے یہ وہ
صدقہ ہوتا ہے جو دل کی خوشی سے دے اور بہتر سے بہتر دے **ف** جس درویش مسلمان
کو صدقہ دیا گیا فرض گردن سے اوتر گیا لکن تاجر آخرت کو چاہیے کہ زیادتی ربح سے ہاتھ
نہ کھینچے صدقہ اپنی جگہہ پر دیا جاتا ہے تو اوسکا ثواب مضاعف ہوتا ہے اسلئے پانچ قسم
کے لوگ طلب کرے اول وہ جو پارسا و پرہیزگار ہون حضرت نے فرمایا ہی نہ کھائے طعام
تیرا مگر متقی اور نہ کھائے تو مگر طعام متقی کا یہ اسلئے کہ اہل تقوی جو کچھ لیتے ہین اوس سے
اللہ کی طاعت پر استعانت کرتے ہین اور یہ شخص اونکی طاعت مین شریک ہوتا ہے کیونکہ

دست اونکی اعانت کی ایک شخص تونگر تہا وہ سوا صوفیہ کے کسی کو صدقہ نہ دیتا کہتا یہ وہ قوم ہے جنکے سواحق کے کچھ ہمت نہین ہے انکو اگر کوئی حاجت ہوگی تو انکی فکر پراگندہ ہوجائیگی اور مین ایسے ایک دلکو حضرت حق مین لیجانا دوست تر رکہتا ہون اس بات سے کہ سو دل ایسے لیجاؤن جنکی ہمت دنیا ہو اس بات کو کسی نے جنید رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا فرمایا یہ کلام کسی ولی اللہ کا ہے اور مینے مدت سے ایسی عمدہ بات نہ سنی تہی وہ شخص بقال تہا مفلس ہوگیا اسلئے کہ درویش جو کچھ اوس سے خرید کرتے یہ اونسے قیمت نہ لیتا جنید رح نے اوسکو کچھ مال اپنے پاس سے دیا تاکہ تجارت کرے اور کہا تجھسے شخص کو تجارت کرنا زیان نہین کرتا دوسرے یہ کہ اہل علم سے ہو کیونکہ جب اوسکو صدقہ ملیگا تو اوسکو علم پڑہنے کی فرصت حاصل ہوگی اور یہ شخص ثواب مین اوسکے علم کے شریک رہیگا علم اشرف عبادات ہے اگر نیت صحیح ہو احیاء الاحیاء مین کہا ہے کان ابن المبارک یخصص بمعروفہ اھل العلم فقیل لہ فی ذلک فقال انی لا اعرف بعد مقام النبوۃ افضل من مقام العلماء فاذا اشتغل قلب احدھم بحاجتہ لم یتفرغ للعلم فتفریغہم افضل انتھی لکن مراد اس سے علماء آخرت ہین نہ علماء دنیا جنکو فقہاء کہتے ہین تیسرے وہ شخص جو اپنی درویشی کو مخفی رکہتا ہے اور تجمل کے ساتھہ بسر کرتا ہے یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف اس قوم نے پردہ تجمل کا اپنے منہہ پر ڈالا ہے سو ایسے کو دے نہ اوسکو جو سوال کرنیسے کچھہ باک نہین رکہتا چوتہے وہ شخص جو عیال دار ہو یا بیمار کہ جسقدر حاجت و رنج کسی کا زیادہ ہوگا اوتنا ہی راحت پہنچانے کا ثواب زیادہ ملیگا پانچوین وہ شخص کہ رشتہ دار ہو کہ اسمین صدقہ و صلہ رحم دونون ہین اسی طرح جو شخص اس سے اللہ کے لئے برادری رکہتا ہے وہ بہی درجہ اقارب مین ہے اور اگر کوئی ایسا شخص ملجائے کہ جسمین یہ سب صفات یا اکثر صفات ہون تو وہ سب سے اولی تر ہے غرضکہ ایسے لوگون کو صدقہ دیگا تو اونکی ہمت و فکرت و دعا اسکے لئے ایک حصن حصین ہوگی اور یہ فائدہ

محمد اس سے رہا کہ بخل دور ہوا اور شکر نعمت کا بجالایا ہان مال زکوٰۃ کا علویہ و کنار کو نہ دے اسلئے کہ یہ مال لوگون کا میل کچیل ہے اور علوی کا لینا پایا کا فر کا ایسے مال کو محل دریغ ف جو شخص زکوٰۃ کا مال لے اوسکو چاہئے کہ پانچ امر کا لحاظ رکہے ایک یہ جانے کہ اللہ نے بندون کو محتاج مال کا پیدا کیا ہے اسی سبب سے ہاتھ مین بندون کے بہت سا مال رکہا ہے لکن جن لوگون کے حال پر عنایت زائد تہی اونکو مشغلۂ دنیا و مال سے محفوظ فرمایا اور بار و رنج کسب و حفظ دنیا کا تونگرون پر رکہا ہے اور اونکو حکم دیا کہ جو ہمارے عزیز بندے ہین تم اونکو بقدر حاجت کے دیتے رہا کرو تا کہ وہ عزیز بار دنیا سے سبکسار رہکر طاعت خدا مین ایک ہمت ہون سو جب وہ بسبب حاجت کے پراگندہ ہمت ہوتے ہین تو ہاتھ سے تونگرون کے اونکو بقدر حاجت کے ملتا ہے تا کہ انکی دعا و ہمت اونکے لئے کفارہ ہو اسلئے درویش جو کچہہ لے تو وہ اس نیت سے لے کہ اپنی کفایت مین صرف کر کے واسطے طاعت کے فارغ البال خاطر جمع ہو اور اس نعمت کی قدر پہچانے کہ تونگر کو اوسکے لئے مسخر کر دیا ہے وہ اسکا بیگاری ہے اور یہ عبادت مین مشغول رہے یہ ویسی بات ہے کہ دنیا کے بادشاہ جن غلامان خاص کا خدمت سے غائب ہونا نہین چاہتے ہین اونکو نہین چہوڑتے کہ وہ کسب دنیا مین مشغول ہون لکن روستائیون اور بازاریون کو جو لائق اونکی خدمت کے نہین ہین مسخر انکا کر دیتے ہین اور اونسے جزیہ و خراج لیکر جاگی غلامان خاص مقرر کرتے ہین سو جسطرح مقصود بادشاہ کا ان سب سے استخدام خواص ہوتا ہے اسی طرح ارادۂ حقتعالیٰ کا ساری خلق سے عبادت حضرت حق ہے ولہذا فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون غرضکہ درویش جو کچہہ لے اسی نیت سے لے ایسا کام اوسی شخص سے بنتا ہے جسکا قصد یہ ہوتا ہے کہ دین کے لئے فراغت ملے دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو کچہہ لے یہ سمجہے کہ اللہ نے دیا ہے اور اوسی کی طرف سے ملا ہے تونگر کو مسخر جانے کہ اللہ نے اوسکو دینے کے لئے اپنی طرف سے گماشتہ مقرر کیا ہے کہ وہ اللہ کا مال اسکو دے اور اسکا

ایمان اوس سے یہ مال دلواتا ہے کیونکہ نجات وسعادت اوسی وابستہ ساتھ اسی صدقہ کے ہے اگر یہ ایمان نہوتا تو ایک درم بھی نہ کسیکو نہ دیتا پس سارا احسان انکا ہے کہ اونسے یہ موتی ایمان اوسپر نثار کردیا ہے پہر جب یہ جان لیا کہ تو نگر فقط ایک مسخر اور واسطہ ہے تو انکا شکر اور اوسکا شکر بجالائے کیونکہ حدیث مین آیا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ تعالیٰ اگرچہ خالق ہے اعمال جملہ عباد کا لکن اوسنے عباد پر ثنا کی ہے اور اونکا شکر ادا فرمایا ہے اور کہا نعم العبد انہ اواب اور فرمایا انہ کان صدیقا نبیا یہ اسلیئے کہ جسکو واسطہ خیر کا بنایا ہے اوسکو عزیز کہا ہے سو اللہ کے عزیزون کی قدر پہچاننا چاہیئے یہی معنی ہین شکر کے کہ دینے والے کو دعا دے اور کہے طہر اللّٰہ قلبک فی قلوب الابرار وزکی عملک فی عمل الاخیار وصلی علی روحک فی ارواح الشہداء حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی تمہارے ساتھہ نیکی کرے تم اوسکا بدلا کرو اگر نہ کرسکو تو اتنی دعا دو کہ جان لو کہ تمنے بدلا کردیا اور تمام شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ رکھے اور اندک صدقہ کو اندک وحقیر نہ جانے جسطرح کہ دینے والے کے لیئے یہ شرط ہے کہ وہ گو بہت کچھہ دے لکن حقیر جانے اور چشم تعظیم سے نہ دیکھے تیسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو صدقہ حلال نہو اوسکو نہ لے اور ظالم کا مال اور سود خوار کا مال نہ لے چوتھا وظیفہ یہ ہے کہ اوسی قدر لے جسکی احتیاج رکھتا ہے اور اگر واسطے سفر کے لیتا ہے تو اوتنا لے جو زاد وکرایہ کو بس ہو نہ زیادہ اور اگر قرضدار ہے تو مقدار قرض سے زیادہ نہ لے اور اگر کفایت عیال مین دس درہم درکار ہین تو گیارہ درہم نہ لے کہ وہ ایک درہم حرام ہوگا اور اگر گہر مین کچھہ قماش وچیز ولباس زائد موجود ہو تو پہر زکوۃ نہ لے پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ زکوۃ دینے والا اگر عالم نہو تو دریافت کرلے کہ تو یہ مال سہم مساکین سے مجکو دیتا ہے یا سہم قرضدار سے اسلیئے کہ مذہب امام شافعی رح مین ساری زکوۃ ایک صنف کو دینا نہ چاہیئے احیاء الاحیاء مین کہا ہے والمحتاج فی تقدیر حاجتہ مقامات فی التضییق والیہ میل الورع وفی التوسع والیہ میل المتساھل واذا تحقق حاجتہ

فلایلحذن مالاکثیرابل قوت سنۃ لانہ صلعم ادخر لنیالہ قوت سنۃ ولان
اسباب الدخل یتکرر بتکرر السنۃ ولو اقتصر علی قوت شہر او یوم کان اقرب
الی التقوی والمعتدل کفایۃ سنۃ فما وراءہ خطر وما دونہ تضییق ولا یترخص
القابض تملا بظاہر الفتوی نفیہ قیود وتخمینات واقتحام شبہات انتہی
ف صدقہ دینے کا بڑا اجر ہے حضرت نے فرمایا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ اور فرمایا
الصدقۃ تطفی غضب الرب اور اگر کچھ نہ دیسکے تو کوئی اچھی بات ہی سائل سے کہدے
قیامت مین ہر شخص سایہ مین اپنے صدقہ کے ہوگا یہانتک کہ خلق کا فیصلہ ہو اور اللہ صدقہ
کو لیکر اپنے ہاتھہ مین پالتا ہے جسطرح کہ کوئی شخص بچا اپنے اسپ کا پرورش کرتا ہے یہانتک
کہ ایک خرما برابر کوہ احد کے ہوجاتا ہے فرمایا صدقہ ستر دروازے شر کے بند کرتا ہے کسینے
پوچہا کون صدقہ بہتر ہے فرمایا وہ صدقہ جو تو حالت تندرستی وبخل مین دے اور مفلسی سے
نہ ڈرے نہ وہ صدقہ کہ جب جان حلق مین آگئی اوسوقت کہا کہ یہ فلان فلان کا ہے کہ وہ تو
خود ہی اوسکا ہوچکا خواہ تو کہے یا نہ کہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
سائل کو اپنے در سے محروم پہیر دیتا ہے سات دن تک اوسکے گہر مین فرشتے نہین جاتے
حضرت صلعم دو کام کسی کو سپرد نکرتے خود کرتے ایک تو صدقہ اپنے ہاتھہ سے درویش کو
دیتے دوسرے پانی طہارت کا رات کو خود رکہتے اور فرماتے جو کوئی کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا
ہے جب تک کوئی لتہ اوس کپڑے کا اوس مسلمان کے تن پر باقی رہتا ہے وہ شخص اللہ کے
حفظ مین ہوتا ہے عائشہ صدیقہ نے پچاس ہزار درہم صدقہ مین دئے اور خود پیوندار کپڑا
پہنے ہوئے تہین اپنا پیراہن تک دوخت نکیا **حکایت** ابن مسعود نے لکہا ہے ایک شخص نے ستر
برس تک عبادت کی تہی اتفاقاً اوس سے ایک بڑا گناہ ہوگیا اوسکی ساری عبادت حبط ہوگئی
ایک درویش پر اوسکا گزر ہوا اسنے اوس فقیر کو ایک روٹی دی اللہ نے وہ گناہ اوسکا
بخشدیا اور وہ عمل ستر برس کا واپس فرمایا وللہ الحمد لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تہا کہ

جب تجھسے کوئی گناہ ہوجائے تو تو صدقہ دے ابن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ مین شکر بہت دیتے
اور کہتے اللہ نے فرمایا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اللہ جانتا ہے کہ مین
شکر کو بہت دوست رکھتا ہون شعبی نے کہا جو شخص آپ کو ثواب صدقہ کا محتاج زیادہ تر
درویش سے جو کہ محتاج اوس صدقہ کا ہے نجانے اوسکا صدقہ قبول نہین ہوتا ہے حسن
بصری نے پاس ایک نخاس کے ایک کنیز دیکھی وہ اچھی صورت کی تھی اوس سے کہا
تو اسکو دو درم پر فروخت کریگا اوسنے کہا نہین فرمایا جا اللہ تعالی حور عین کو دو دانہ پر فروخت
کرتا ہے جو کہ اس کنیز سے کہین زیادہ ترخوب ہے یعنی صدقہ دینے پر وللہ الحمد والمنۃ

باب چوتھا بیانمین حج کے

ارکان مسلمانی مین حج ایک رکن ہے اور یہ عبادت تمام عمر مین ایک بار فرض ہے اور بعد ہر
پنج سال کے مستحب اسکی فرضیت ویسی ہی ہے جیسی کہ فرضیت نماز و روزہ و زکوۃ
کی ہے بلا تفاوت یہی چارون چیزین مع کلمہ شہادت کے بنیاد دین اسلام کی بنص
حدیث خیر الانام صلعم اس باب مین کئی فصلین ہین ؛

فصل ترغیب و ترہیب حج مین

قال تعالی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من
کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم قیل ھی التجارۃ فی الموسم والاجر فی الاخرۃ
بعض سلف نے جب اس آیت کو سنا تو کہا غفر لھم ورب الکعبۃ حدیث ابو ہریرہ میں
آیا ہے کہ حضرت سے پوچھا کون عمل افضل ہے فرمایا ایمان لانا اللہ و رسول پر کہا پھر کون فرمایا
جہاد راہ خدا مین کہا پھر کون فرمایا حج مبرور رواہ الشیخان مبرور سے مراد وہ حج ہے
جسمین کوئی معصیت واقع نہو اور جابر نے رفعا کہا ہے بر حج کا کھانا کھلانا اور اچھی

بات کہنا اور سلام کا پھیلانا ہے دوسرا لفظ ابو ہریرہ کا مسموعًا مرفوعًا یہ ہے من حج فلم
یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ رواہ الشیخان یعنی جس
حج مین بیحیائی وفسق کا کام نہین ہوتا ہے تو حاجی اپنے گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے
جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو اس حدیث سے مغفرت جملہ گناہون کی نکلتی ہے
لکن علما نے حقوق عباد کو اس سے مستثنے کیا ہے بدلیل دیگر احادیث معہذا اللہ کا
فضل وسیع اور اوسکا کرم بے پایان ہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا
العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ رواہ الشیخان
عمرو بن عاص سے فرمایا تھا اما علمت ان الحج یہدم ما کان قبلہ رواہ ابن خزیمۃ
ومسلم بطولہ حدیث حسین بن علی مین حج کو واسطے ضعیف کے بمنزلہ جہاد کے رکہا ہے
ایک شخص نے کہا تھا انی جبان وانی ضعیف فقال ہلم الی جہاد لا شوکۃ
فیہ الحج رواہ الطبرانی جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے الحجاج والعمار وفد اللہ دعاہم
فاجابوہ وسألوہ فاعطاہم رواہ البزار ورواتہ ثقات اور حدیث ابو ہریرہ مین
مین کہا ہے اللہم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ رواہ ابن خزیمۃ دوسرا لفظ ابو ہریرہ
کا مرفوعًا یہ ہے من خرج حاجا فمات کتب اللہ لہ اجر الحاج الی یوم القیامۃ و
من خرج معتمرا کتب اللہ لہ اجر المعتمر الی یوم القیامۃ رواہ ابو یعلی وفی
حدیث مسند من طریق اہل البیت اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفۃ فظن
ان اللہ لم یغفر لہ **ف** علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعًا کہا ہے من ملک زادًا وراحلۃ
تبلغہ الی بیت اللہ الحرام فلم یحج فلا علیہ ان یموت ان شاء یہودیا وان شاء
نصرانیا وذلک ان اللہ تعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا رواہ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ تارک حج کا باوجود ملکیت
زاد وراحلہ کے کافر ہوجاتا ہے اور کیسا کافر جیسے یہودی یا نصرانی عیاذا باللہ تارک نماز کی

تشبیہ شرک سے آئی ہے اور تارک حج کی اہل کتاب سے دی ہے یہ اسلئے کہ اہل کتاب نماز پڑھتے مین حج نہین کرتے اور مشرکین عرب حج کرتے تھے نماز نہین پڑھتے تھے غرضکہ ترک کرنا کسی رکن کا ارکان اسلام سے مشابہ خروج کے ہے ملت سے ابو سعید خدری کا لفظ مرفوعا یہ ہے یقول اللہ عز وجل ان عبدا اصححت له جسمه ووسعت علیه فی المعیشة تمضی علیه خمسة اعوام لا یفد الی لمحروم رواه ابن حبان والبیہقی یہ حدیث قدسی ہے اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ بندہ تندرست وآسودہ حال اگر پانچ برس تک مکہ مین نہین جاتا ہے تو سمجھو کہ وہ خیر سے محروم ہے علی ابن المنذر کہتے ہین ہمسے بعض اصحاب ہمارے نے کہا حسن بن حی کو یہ حدیث بہت پسند آتی تھی اور وہ اس حدیث کو اخذ کرتے تھے اور واسطے مرد آسودہ وتندرست کے یہ بات دوست رکھتے تھے کہ پانچ برس تک وہ حج ترک نکرے یعنی بعد تین چار برس کے ضرور حج کے واسطے جایا کرے اگرچہ یہ حج تطوع ہوتا ہے

دوبارہ حرم طلبم طوف کعبہ ای نوریس بتان ہند تسلی نمی دہند آزاد	۵	ضداد ہد بہ پرو بال من ہوای دگر دوبارہ رو بسوئی آہوان بطحا کن		

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع مین ہمسے کہا تھا هذه الحجة ثم الجلوس علی الحصر فی البیوت رواه ابو یعلی یعنی یہ تھا را حج ہو گیا فرض ساقط ہوا اب تم گھرون کے اندر بوریون پر بیٹھو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ جو حدیث سابق مین حکم بار بار حج کرنے کا دیا ہے وہ حق مین مردون کے ہے رہین عورتین سو اونکے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ ایکبار حج فرض ادا کر کے خانہ نشین گوشہ گزین رہین مکرر سفر کر کے واسطے حج کے گھر سے باہر نہ نکلین اونکے لئے یہی عزلت بہتر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اوس عہد مین نشست مستورات کی اندر گھرون کے بوریے پر ہوتی تھی زمین پر بیٹھتی تھین سو زنان اہل صلاح کو اب بھی اسیطرح کرنا چاہیے تکلف خانہ داری وفرش وبساط کا واسطے اہل دنیا کے ہے نہ واسطے ایمان والون کے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے ان البذاذة من الایمان

یعنی خاکساری کی چال اور وضع غریبانہ ایمان کی نشانی ہے **حکایت** علی بن موفق
ایک بزرگ تھے وہ کہتے ہین ایک سال مین حج کو گیا شب عرفہ مین مینے دو فرشتونکو خواب
مین دیکہا کہ جامہ سبز پہنے ہوئے آسمان سے اوترے ایک نے دوسرے سے کہا تو جانتا ہے
کہ امسال حاجی کتنے تھے کہا نہین کہا چہ لاکہہ تھے تجہے معلوم ہے کہ کتنے لوگون کا حج
قبول ہوا کہا نہین کہا امسال چہہ شخصون کا حج قبول ہوا پس بس مین اسبات کے ہَول
سے جاگ پڑا اور سخت اندوہ ناک ہوا اور مینے اپنے جی مین کہا کہ مین تو کسیطرح بہی ان چہہ
شخصون مین سے نہین ہون اسی اندیشہ واندوہ مین مشعر الحرام مین پہنچا وہان سو گیا خواب
مین اونہین دو فرشتون کو پہر دیکہا کہ وہی ذکر کرتے تھے اونمین سے ایک نے کہا تو جانتا ہے
کہ آجکی رات اللہ تعالی نے کیا حکم دیا کہا نہین کہا ہر ایک کو اون چہہ شخصون سے ایک ایک
لاکہہ بخشے اور اون سبکی طرح اونکو کر دیا مین خواب سے جاگا اور نہایت خوش تہا اللہ کا شکر ادا کیا
ف فتنۂ اعظم ومصیبت اجل جو کثیر الوجود ہے وہ حج مین یہ ہے کہ اکثر لوگ اس سفر
مبارک مین نماز نہین پڑہتے اور اگر پڑہتے ہین تو وقت پر ادا نہین کرتے اور یہ کفر ہے
دلیلاً اور حرام ہے اجماعاً جسکو یہ بات ثابت ہوگئی کہ اوسکا حصہ حج مین یہی ہے مرد ہو یا عورت
تو پہر اوسپر حج کرنا حرام ہے ابن الحاج نے مدخل مین کہا ہے ہمارے علما کہتے ہین جس
مکلف کو یہ بات معلوم ہو کہ اوس سے ایک نماز بہی سفر حج مین فوت ہو جائیگی تو حج کرنا
اوس سے ساقط ہے کسی نے امام مالک سے پوچہا تہا ایک شخص دریا پر سوار ہوتا ہے
وہ جگہہ سجدہ کی نہین پاتا مگر پشت برادر پر اوسکو حج کرنا جائز ہے کہا رحمہ اللہ یرا کب
حیث لا یصلی ویل لمن ترک الصلوٰۃ ویل لہ انتہی رہین عورتین سو اون مین
ایسی کم ہین جو وقت پر نماز پڑہین بلکہ اکثر تو نماز ہی نہین پڑہتین انا للہ **ف** بعض علما نے
مکہ مین رہنے کو مکروہ کہا ہے کئی وجہ سے ایک یہ کہ دل سے کہین حرمت مکہ کی ساقط نہو جائے
ولہذا عمر رضی اللہ عنہ بعد حج لوگون کو طرف اونکے بلاد کے مار کر نکال دیتے تھے دوسرے یہ کہ

دہ بار شوق آنیکا باقی رہے قال بعضہم لان تکون فی بلد و انت مشتاق الی الکعبة خیر من ان تکون فیھا و قلبك فی بلد آخر یعنی بانتہوائی جمیعہم آرزو ست بہتر ہے کہ وہاں خوف رکوب خطایا و ذنوب کا ہے یہ بڑا خطر ہے ابن مسعود نے کہا ہے ما من بلد یؤخذ فیه العبد بالھمة قبل العمل الا مکة قال تعالیٰ و من یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم ای علی مجرد الارادة اور بعض نے کہا ہے السیئات تضاعف فیھا کما تضاعف الحسنات لکن تحقیق یہ ہے کہ صغیرہ وہاں بمنزلہ کبیرہ کے ہو جاتے فقط ہاں جو کوئی حق وہاں کا پورا کرے تو مقام بہرحال افضل ہے اسلئے کہ مجرد نظر کرنا طرف کعبہ کے عبادت ہے اور ایک نیکی برابر لاکھہ نیکی کے ہوتی ہے پھر بعد مکہ کے کوئی موضع مدینہ سے زیادہ اشرف و افضل نہیں ہے وہاں بھی تضاعف حسنات کا ہوتا ہے ایک نماز مسجد نبوی میں برابر ہزار نماز کے بلکہ برابر پچاس ہزار نماز کے ہوتی ہے +

فصل

وجوب حج کا ہر مکلف مستطیع پر بنص قرآن ہے و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا امت کا بھی اسی پر اجماع ہے کہ حج فریضہ محکمہ ہے منکر اوسکا کافر ہے مکلف قادر کو جب زاد و راحلہ و امن طریق میسر آیا تو اب حج کرنا اوسپر فرض ہوگیا فوراً بدلیل حدیث ابن عباس رفعا تعجلوا الحج فان احدکم لا یدری ما یعرض له اخرجه احمد عمر بن خطاب نے فرمایا ہے لقد هممت ان ابعث رجالا الی هذه الامصار فینظروا کل من کان له جدة و لم یحج فیضربوا علیهم الجزیة ما هم بمسلمین رواه سعید بن منصور مالک و ابو حنیفه و احمد و بعض اصحاب شافعی کا قول یہی ہے کہ حج علی الفور ہے شافعی و اوزاعی و ابو یوسف و محمد کہتے ہیں کہ علی التراخی ہے راجح یہی ہے کہ علی الفور ہے واللہ اعلم بہرحال جو مسلمان وقت پر حج کریگا اوسکا حج درست ہوگا وقت حج کا شوال ذیقعدہ

نودن ذیحجہ کے ہین صبح روز عید تک احرام باندہنا حج کا اس مدت مین درست ہے اس سے
پہلے اگر احرام حج کا کیا ہے تو وہ عمرہ ہوگا نہ حج کو دک ممیز کا حج درست ہے غرضکہ شرط درستی
حج کی وقت حج ہے اور شرط ادای فریضہ حج کی یہی ہے کہ مسلمان عاقل بالغ ہو اور شرط
نیابت حج کی یہ ہے کہ قریب طرف قریب کے حج کرے نہ غریب طرف قریب کے اور شرط وجوب حج کی
استطاعت ہے یہ دو طرح پر ہوتی ہے ایک یہ کہ توانا ہو اپنے تن سے حج کرے اسکے لئے
تین چیزین درکار ہین ایک تندرستی دوسرے امن راہ اگر راہ مین دریای خطرناک یا البسا
دشمن ہو جو مال یا جان برباد کرے تو پہر وجوب نہین ہے تیسرے اتنا مال ہو کہ آمد و شد
کو بس ہو اور عیال کو واپس آنے تک کا نفقہ دیجا سکے اور کسی کا قرض نرکہے اور کرایہ
کی سواری کر سکے پیادہ جانا لازم نہین ہے جب استطاعت حاصل ہو تو اب جلدی کرے
دیر نہ لگائے گو جائز ہے پہر اگر اتنی تاخیر کی کہ مر گیا اور حج نہ کیا تو سخت عاصی ہوا اوسکے
ترکہ سے کوئی رشتہ دار نیابتہً حج بجالائے گو اوسنے وصیت نہ کی ہو کیونکہ یہ قرض اوسکی
گردن پر قرض ہے ف نوع حج کا معین کرنا واجب ہے نیت ایک نوع خاص کی
کرلے تمتع یا قران یا افراد تمتع یہ ہے کہ آفاقی حج کے مہینون مین عمرہ کا احرام کرکے
مکہ مین داخل ہو کر عمرہ بجالا کر احرام سے باہر آئے پہر حج کرنے تک حلال رہے اور جو
ہدی میسر ہو وہ ذبح کرے قران یہ ہے کہ آفاقی حج و عمرہ کا معاً احرام باندہ کر مکہ مین
آکر حج سے فارغ ہونے تک محرم بنا رہے اوسکو ایک طواف ایک سعی کافی ہے جو ہدی
میسر آئے اوسکو ذبح کرے وقت واپسی کے طواف وداع بجالائے افراد یہ ہے کہ نرے
حج یا نرے عمرہ کا احرام کرے حاضر مکہ خود مکہ سے احرام باندہے ان اقسام سہ گانہ مین
تمتع افضل ہے اگرچہ مسئلہ مین نزاع طویل ہے حضرت کا حج قران تہا مگر امر تمتع کا فرمایا ہے
قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے احرام میقات معروف سے کرے اہل ہند کا میقات یلملم ہے اور
جو اندر میقات کے ہو وہ اپنے گہر سے اہلال کرے مکہ والے مکہ سے احرام باندہین ف محرم کو

پہنا قمیص و عمامہ و کلاہ و سراویل و برانس [illegible]
نہو تو موزہ کو ٹخنے سے نیچے قطع کرے عورت نقاب [illegible]
ورس و زعفران اور ابتدا احرام مین خوشبو ملے اگر [illegible]
خوشبو باقی ہے تو کچھہ مضائقہ نہین ہے [illegible]
مگر عذر سے اور فدیہ دے یعنی تین روزے رکھے یا چھ مسکینون کو نصف نصف
صاع طعام کھلائے حج مین رفث و فسق و جدال [illegible] قتال ممنوع ہے [illegible]
حلال کو بھی حلال نہین ہین لکن ہمراہ احرام کے [illegible] و اشنع ہین [illegible]
مراد رفث سے جماع و فحشا اور گفتگوی متعلق جماع ہے ساتھہ بی بی کے فسق سے مراد
ہر معصیت ہے جدال سے مراد لڑنا جھگڑنا غصہ کرنا ہے محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ دوسرے
کا نکاح کرائے نہ منگنی کرے اور نہ کسی طرح کا شکار کھیلے اور اگر قتل صید کریگا تو اوسپر
جزا برابر مقتول کے بموجب تشخیص دو مرد عادل کے لازم آئیگی اور جسکو غیر محرم نے
صید کیا ہے اوسکو محرم نہ کھائے مگر اوس صورت مین کہ حلال نے اسکے لئے صید کیا ہو
اور نہ کوئی درخت حرم کا اوکھیڑے مگر اذخر کہ یہ گھاس گھرون اور لوہارون کے کام مین
آتی ہے ہان محرم کو قتل کرنا پانچ فاسقون کا جائز ہے کوا چیل بچھو چوہا کتا کٹکھنا
مسلم مین ابن عمر سے ذکر سانپ کا بھی آیا ہے انکے مار ڈالنے مین کوئی فدیہ وغیرہ
لازم نہین آتا ہے مدینہ منورہ کے صید و شجر کا وہی حکم ہے جو حرم مکہ کا ہے اتنی بات
ہے کہ جو حرم مدینہ کا درخت کاٹے یا اوسکے پتے جھاڑے اوسکا سلب واسطے واجد کے
حلال ہے یعنی جو کچھہ اوسوقت اوسکے پاس ہو وہ چھین لے وج ایک وادی ہے طائف مین
کا درخت اور وہ خود بھی حرم ہے بدلیل حدیث مرفوع ابن زبیر ان صید وج
و عضاهه حرم محرم لله عز وجل رواه احمد وابوداود والبخاری فی تاریخه
المنذری و صححه الشافعی یہی حق ہے اور جسنے اس حدیث مین قدح کی ہے

وہ کوئی دلیل صالح قدح نہین لایا **ف** حاجی جب مکہ مین پہنچے طواف کرے سات چکر لگائے
تین شوط مین تیز چلے باقی مین حسب معمول حجر اسود کو بوسہ دے اور ہاتھ لگائے یا چوب سرکج
سے چھو کر اس لکڑی کو چومے اور رکن یمانی کا استلام کرے قارن کو ایک طواف ایک سعی
کافی ہے وقت طواف کے باوضو ساتر عورت ہو حیض والی سوای طواف کے سب کام مثل
حاجی کے وقت طواف کے ذکر ماثور کرنا مندوب ہے حضرت ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ
الخ پڑہتے رواہ احمد وابو داؤد والنسائی وصححہ ابن حبان والحاکم عن عبد اللہ
بن السائب رضی اللہ عنہ کیونکہ یہ دعا قرآن مین اتری ہے اور قصیر اللفظ ہے اس
فرصت کم کے مناسب حال بہی ہے یا تسبیح کرے رواہ ابن ماجۃ یعنی سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہے جب طواف کر چکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
مین پڑہکر رکن کے پاس آکر استلام کرے ان دو رکعت مین سورۂ کافرون وسورۂ اخلاص
پڑہے رکن سے مراد حجر اسود ہے **ف** درمیان صفا ومروہ کے سات پہیرے کرے دعاے
ماثور پڑہے یہ تیسرا نسک ہے حضرت نے صفا پر چڑہکر خانہ کعبہ کی طرف منہہ کرکے کہا تہا
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر
یہ سعی سوار و پیادہ دونون طرح پر درست ہے افضل یہ ہے کہ پیادہ ہو پہر اگر حاجی متمتع
تہا تو اب بعد اس سعی کے حلال ہو گیا جب دن ترویہ کا آئے یعنی ہشتم ذیحجہ تب اہلال حج
کا کرے اور صبح عرفہ کو عرفہ مین تلبیہ و تکبیر کہتا ہوا پہنچے ظہر وعصر کو جمع کرے اور خطبہ سنے
پہر بعد مغرب کے عرفہ سے چلکر مزدلفہ مین پہنچکر مغرب وعشا کو جمع کرے اور رات بسر کرکے
اول وقت نماز صبح پڑہ کر مشعر الحرام مین آئے وہان اللہ کا ذکر کرے اور ذرا ٹہیرے
کہ سورج نکل آئے یہ چوتہا نسک ہے پہر وہان سے چلکر بطن محسر مین آئے اصحاب فیل
اسی جگہہ ہلاک ہوئے تہے یہ جگہہ برزخ ہے درمیان مزدلفہ ومنی کے نہ اسمین ہے نہ
اسمین بیان اللہ کے غضب سے ہراسان ہو پہر طریق وسطےٰ سے چلکر جمرۂ عقبہ کو جو نزدیک

حدیث کے ہے سات کنکریان مارے ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کے یہ کنکری برابر دانہ نخود یا باقلا کے ہو اور یہ رمی نکرے مگر بعد سورج نکلنے کے ہان عورتین اور بچے اگر پہلے اس سے رمی کرین تو اونکو جائز ہے پھر حلق یا قصر موی سر کرے یہ پانچوان نسک ہوا اب اسکو ہر چیز حلال ہو گئی مگر عورت اور جسنے حلق یا ذبح یا افاضہ طرف خانہ کعبہ کے رمی سے پہلے کیا تو کچھ حرج نہین ہے پھر منی مین آکر شبہای تشریق بسر کرے یہ چھٹا نسک ہے اور ہر دن ایام تشریق مین تینون جمرات کو رمی کیا کرے سات سات حصاۃ سے پہلے جمرہ دنیا کو پھر وسطی کو پھر عقبہ کو اور جو شخص لوگون کو لیکے حج کرے اوسکو مستحب ہے کہ اونکو خطبہ سنائے دن نحر کے وسط ایام تشریق مین اور حاجی دن نحر کے طواف افاضہ کرے اسکو طواف الزیارۃ بھی کہتے ہین اور جب جملہ اعمال حج سے فارغ ہو تو طواف وداع بجا لائے

ف افضل ہدی شتر ہے پھر گوسفند شتر وگاو سات شخصون کی طرف سے کفایت کرتا ہے اور ہدی والے کو ہدی کا گوشت کہانا درست ہے اور اشعار و تقلید کرنا ہدی کا مستحب ہے اشعار یہ ہے کہ کوہان شتر مین زخم لگائے جس سے کچھ خون نکلے تقلید یہ ہے کہ اوسکے گلے مین کچھ ڈال دے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے اور جس شخص نے ہدی روانہ مکہ معظمہ کی اوسپر کوئی شئے جو محرم پر حرام ہوتی ہے حرام نہین ہوتی ہے جو قربانی مکہ مین بتقریب حج و عمرہ کیجاتی ہے اوسکو ہدی کہتے ہین اور جو جانور دوسرے شہرون مین دن عید الاضحی کے ذبح کرتے ہین اوسکو اضحیہ کہتے ہین اضحیہ ہر گھر والے کے لئے مشروع ہے اور اقل اضاحی ایک گوسفند ہے اور یہی بڑا افضل اضحیہ ہے وقت اضحیہ کا بعد نماز عید النحر کے ہوتا ہے آخر ایام تشریق تک پھر جو جانور فربہ اندام تر ہو اوسکا قربانی کرنا افضل تر ہے اسکے احکام باب الاضحیہ مین لکھے جاتے ہین اسجگہ ضرورت زیادہ تفصیل کی نہین ہے ف نزدیک عمرہ کے لئے میقات سے احرام باندھے اور جو شخص مکہ مین ہو وہ حرم سے طرف حل کے نکلے اور نزدیک بعض

علما کے حق مین جانا ضرور نہین ہے مکہ کے اندر ہی محرم ہوکر اعمال عمرہ کے بجالائے یعنی طواف وسعی کرکے حلق یا قصر کرے عمرہ سال تمام مین مشروع ہے اسکے لئے کوئی مہینا خاص مقرر نہین ہے ہمنے تفصیل ان احکام کی رسالہ رحلۃ الصدیق و رسالہ الفتاح المیسر اور رسالہ طراز النمرہ مین لکھی ہے ف بعد حج کے بہ نیت مسجد نبوی قصد مدینہ منورہ کا کرے راہ مین درود کثرت سے پڑہے جب آنکہہ در و دیوار مدینہ پر پڑے کہے اللہم ھذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب پہر غسل کرکے مدینہ مین آئے اور عطر ملے اور سفید پاک کپڑے پہنے اور بہت خاکساری و توقیر سے داخل مدینہ ہو اور کہے رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا اور منبر کے نیچے دو رکعت نماز پڑہے حدیث مین آیا ہے مابین منبری وقبری روضۃ من ریاض الجنۃ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم عمود برابر دوش کے ہو کہ موقف حضرت یہی تہا پہر قصد زیارت کا کرے ف

	ز بعد کعبہ نظیری زیارت ماکن	کہ دلبری نمکین است در مدینۂ ما

پشت بقبلہ کرنا اور ہاتہہ سے دیوار کو روضہ مطہرہ کی چہونا اور بوسہ دینا سنت نہین ہے بلکہ منع ہے دور کہڑا ہونا نزدیک تر بحرمت و ادب ہے اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ یا سید المرسلین یا خاتم النبیین وغیرہ الفاظ مدح وثنا اور اگر کسینے وصیت سلام کے پہنچانے کی کی ہو تو یون کہے السلام علیک یا رسول اللہ من فلان ابن فلان پہر شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام کرے پہر گورستان بقیع مین جا کے اور بزرگان صحابہ کی زیارت کرے جب مدینہ سے پہرے زیارت وداع کرے رحلۃ الصدیق الی البیت العتیق مین آداب زیارت کے مرقوم ہین ف ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ھذا متفق علیہ اس حدیث مین نفی ہے فضیلت شد رحل

کی طرف ان تین مسجدون کے بر نفی بمعنی نہی ہے یعنی سوا ان مسجدون کے سفر کرنا واسطے
حصول ثواب عبادت کے بیجا ہے مگر وہ سفر جو شرع مین آیا ہے جیسے طلب علم یا تجارت
وغیرہ بہانہ سفر زیارت قبور انبیاء و صلحا و اولیاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بیچ اس
حدیث کے لکھا ہے کان اهل الجاهلیة یقصدون مواضع معظمة بزعمهم
یزورونها ویتبرکون بها وفیه من التحریف والفساد ما لا یخفی فسد النبی
صلعم لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر و لئلا یصیر ذریعة لعبادة غیر الله
والحق عندی ان القبر ومحل عبادة ولی من اولیاء الله والطور کل ذلک
سواء فی النهی والله اعلم انتهی کلام الحجة البالغة بہرحال نماز پڑھنے کا اجر
مسجد نبوی مین بہت ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے صلوة فی مسجدی افضل
من الف صلوة فیما سواه الا المسجد الحرام وصلوة فی المسجد الحرام افضل
من مائة الف صلوة فیما سواه رواه احمد وابن ماجة باسناد صحیح
یعنی مسجد مکہ مین ایک نماز برابر لاکھہ نماز کے ہے اور مسجد مدینہ مین برابر ایک ہزار نماز
کے ابو ہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے صلوة فی مسجدی خیر من الف صلوة فیما
سواه الا المسجد الحرام رواه البخاری واللفظ له ومسلم انس مرفوعا کہتے ہین
من صلی فی مسجدی اربعین صلوة لا تفوته صلوة کتب له براءة من النار
وبراءة من العذاب وبرئ من النفاق رواه احمد یعنی چالیس نمازین بلا فوت
حضرت کی مسجد مین پڑہنا موجب برات کا ہے نار و عذاب و نفاق سے دوسرا لفظ انس
کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا نماز آدمی کی اوسکے گھر مین ایک نماز ہے اور نماز مسجد قبایل
مین پچیس نمازین ہین اور مسجد جامع مین پانسو نمازین اور مسجد اقصی مین پچاس ہزار
نمازین اور میری مسجد مین پچاس ہزار نمازین اور نماز مسجد الحرام مین لاکھہ نمازین رواه
ابن ماجة حدیث سہل بن حنیف مین فرمایا ہے من تطهر فی بیته ثم اتی مسجد قبا

نصلی فیہ کان کاجر عمرۃ رواہ النسائی وابن ماجۃ واللفظ لہ اسید بن انصاری کی
کا لفظ مرفوع یہ ہے صلوٰۃ فی مسجد قبا کعمرۃ رواہ الترمذی سہل کہتے تھے
لان اصلی فی مسجد قبا احب الی من ان اصلی فی بیت المقدس رواہ الحاکم
ابن عمر نے مسموعًا مرفوعًا کہا ہے من صلی فیہ کان کعدل عمرۃ رواہ ابن حبان
یعنی مسجد قبا مین گہر سے وضو کرکے جانا اور وہان نماز پڑہنا اجر مین برابر عمرہ کے ہے صحیحین
مین ابن عمر سے آیا ہے کہ حضرت قبا کی زیارت کرتے وہان سوار و پیادہ جاتے اور دو
رکعت نماز پڑہتے انتہےٰ پس جو شخص مدینہ منورہ مین ہو اوسکو چاہیئے کہ اس فضیلت
سے غفلت نکرے ف حدیث سعد مین فرمایا ہے المدینۃ خیر لھم لو کانوا
یعلمون لا یدعھا احد رغبۃ عنھا الا ابدل اللہ تعالی فیھا من ھو خیر
منہ ولا یثبت احد علی لاوائھا وجھدھا الا کنت لہ شفیعا وشھیدا
یوم القیامۃ رواہ مسلم اسمین فضیلت ہے اوس شخص کی جو مدینہ کی تکالیف وفاقہ
کشی و مشقت و محنت پر صبر کرے حضرت ایسے شخص کے لیئے دن قیامت کو شفیع و
شہید ہونگے ابن عمر نے مرفوعًا کہا ہے من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت
بھا فانی اشفع لمن یموت بھا رواہ الترمذی وابن حبان یعنی جو کوئی مدینہ
مین جاکر مرسکے وہ وہان جاکر مرے کہ حضرت اوسکے شفیع ہونگے زہے نصیب ہاطب
کا لفظ یہ ہے من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات باحد
الحرمین بعث من الآمنین یوم القیامۃ رواہ البیہقی یہ حدیث اوس شخص
کو شامل ہے جسنے منجملہ اہل مدینہ کے حضرت کی زیارت کی اور اوس شخص کو بہی جو بہ نیت
مسجد نبوی مسافر ہوکر مدینہ مین پہنچا اور مشرف بزیارت ہوا یہ بہی معلوم ہوا کہ مرنا مکہ
و مدینہ مین موجب امن و امان کا ہے عذاب سے دن قیامت کے اللھم ارزقنا شھادۃ
فی سبیلک واجعل موتنا فی بلد رسولک حضرت نے حق مین ثمر و صاع و مُد

مدینہ کے واسطے برکت کی ہے رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ اور مدینہ کو قبۃ الاسلام و
دار الایمان و ارض ہجرت و مثوی حلال و حرام فرمایا ہے رواہ الطبرانی عن ابی ہریرۃ
اور حدیث سعد مین فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ ان غبارہا شفاء من کل داء
راوی نے کہا مین خیال کرتا ہون کہ ذکر جذام و برص کا بہی فرمایا رواہ رزین ؛

فصل

جماہیر علما اسپر ہین کہ حضرت نے بعد ہجرت کے فقط ایک حج کیا تہا جسکو حجۃ الوداع کہتے
ہین یہ حج بلا خلاف سال دہم مین تہا اور پہلے ہجرت سے دو حج کئے تہے یہ بات جامع ترمذی
مین مذکور ہے مگر صاحب محلی نے کہا ہے کہ ہجرت سے پہلے زیادہ تین چار حج سے کئے تہے
لکن گنتی اونکی محفوظ نہین ہے فرضیت حج کی سال نہم ہجرت مین ہوئی تہی اوسی سال
سے طیاری اسباب سفر حج کی کرنا شروع کر دی تہی جب عزم حج کیا تو صحابہ کو خبردار کر دیا سب
لئے طیاری حج کی کی اور یہ خبر دیہات و قصبات اطراف مدینہ مین پہنچی سارے
مسلمان دیہات کے مدینہ مین آئے اور راہ مین ہر طرف سے طوائف مردم آکر لاحق ہوئے
حاجی حصر و حساب سے باہر تہے حضرت نے دن پنجشنبہ یا شنبہ کو چوتہی ذیقعدہ نماز ظہر
جماعت سے مدینہ مین پڑہی اور سفر کیا اس سے پہلے خطبہ مین لوگون کو شرائط و ارکان و آداب
حج کے تعلیم فرما دئے تہے یہ خطبہ دن جمعہ کے پڑہا تہا اس سے یہی نکلتا ہے کہ دن شنبہ
کے سفر کیا لکن احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ سفر کرنا دن پنجشنبہ کے دوست رکہتے تہے
صحیح بخاری مین ہے ماکان رسول اللہ صلعم یخرج فی سفر اذا خرج الا یوم
الخمیس بعد نماز ظہر کے سر مبارک مین شانہ کیا اور روغن ملا اور ازار پہنی اور درمیان
ظہر و عصر کے باہر نکلے اور ذو الحلیفہ مین آکر ٹہیرے نماز عصر کو قصر کیا اور رات کو وہان
رہے نماز مغرب و عشا و صبح و ظہر اوسی جگہہ پڑہی یہ سب پانچ نمازین ہوئین اس سفر

مین سب امہات المومنین ہمراہ تہین ادس رات سب پر گشت کیا اور واسطے نماز صبح کے نہائے پہر وقت ظہر کے دوسرا غسل احرام کے لئے کیا اور خطمی واشنان خرچ مین لائے عائشہ خوشبو لیکر آئین وہ ایک طیب مرکب تہی چند بوی خوش سے جیسے عطر مجموعہ اوسمین مشک بہی تہا تن وسر مبارک مین اوسکو ملا چنانچہ اثر مشک کا فرق ومحاسن مبارک پر نظر آتا تہا پہر ازار وچادر احرام کو پہنا اور نماز ظہر قصر سے پڑہی اور اوسی جگہہ احرام باندہا یہ بات منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے گردن مین بدنہ کے دو نعل لٹکائی ہون اور جانب راست کوہان کو پہاڑا ہو اور اوسکا خون صاف کیا ہو احرام مین اختلاف ہے کہ تلبیہ کس طرح پر کہا اکثر احادیث مین اسیکی تصریح ہے کہ احرام حج وعمرہ دونون کا باندہا اسی کو قران کہتے ہین اور فرمایا اتانی آت من ربی عز وجل فقال صل فی ھذا الوادی المبارک وقل عمرۃ فی حجۃ اس بارہ مین بیس حدیث صحیح صریح سے زیادہ آئی ہین اسی طرح بہت سی حدیثین صحیح یون ہین کہ احرام افراد کا تہا چنانچہ مسلم مین ہے اھل بالحج مفردا ابن عمر سے آیا ہے اھللنا مع رسول اللہ صلعم بالحج مفردا رواہ مسلم اسی طرح احادیث صحیحہ تمتع مین بہی آئی ہین طریق توفیق کا ان احادیث مین یون ہے کہ پہلے احرام نرے حج کا کیا پہر عمرہ کو حج مین داخل کیا قارن ہوئے اور فرمایا دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ اور مراد قائل تمتع کی تمتع لغوی ہے بمعنی انتفاع والتذاذ اسمین شک نہین ہے کہ قران مین انتفاع والتذاذ حاصل ہے کیونکہ دو نسک سے ایک نسک پر اکتفا کیا جاتا ہے اور افراد مین حج وعمرہ الگ الگ ہوتا ہے صحابہ تین طرح پر تہے بعض نے احرام حج وعمرہ کا باندہا تہا یا نرے حج کا اونکے ساتہہ ہدی تہے اور احرام حج مفرد کا تہا یہ اوس احرام پر باقی رہے دن نحر کے احرام کہولا بعض کے ساتہہ ہدی نہ تہے اونہون نے احرام حج کا باندہا تہا حضرتؐ نے اونسے فرمایا تہا کہ تم حج کو عمرہ کرڈالو یعنی حج کے احرام کو عمرہ کے احرام سے بدل لو اور اعمال

عمرہ کو روز عرفہ سے پہلے پورا کرلو پہر مکہ سے احرام حج کا باندہ کر عرفات کو جاؤ بعض ایسے تہے کہ اونکے
ساتہہ ہدی نہ تہے اور اونہون نے احرام حج کا باندہا تہا حضرت نے اونسے فرمایا تہا کہ احرام
کو عمرہ سے بدل لو یہی معنی ہین فسخ حج کے ساتہہ عمرہ کے بہرحال جب حضرت نے نماز ظہر
پڑہکر احرام باندہا تو لبیک کہکر ناقہ پر سوار ہوئے جب ناقہ اوٹہا تو پہر تلبیہ کیا پہر جب پشت
سواری پر برابر بیٹہے تب پہر تلبیہ کہا کبہی یون کہتے لبیک بحج وعمرۃ اور کبہی یون
فرماتے لبیک بحج الفاظ لبیک کے یہ تہے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک
لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک آواز اتنی بلند کرتے کہ صحابہ
سنتے اور فرماتے پکار کر کہو حضرت کی سواری ایک شتر تہا جسپر نہ پالان تہا نہ شغدف نہ
محارہ نہ محمل نہ ہودج نہ محفہ ہمیشہ اسی قاعدہ پر تلبیہ کہتے اور صحابہ کی عادت تلبیہ مین کم
وبیش تہی حضرت کسی پر انکار نہ فرماتے مدت احرام مین موی سر کو خطمی وغسل سے جمع
کرلیا تہا بکسر غین معجمہ یہ ایک دوا ہے جس سے بال یکجا کئے جاتے ہین بعض نے اسکو
عسل یعنی شہد روایت کیا ہے تاکہ موی سر گرد سے محفوظ رہین جب رَوحا مین جو ۳۶
میل مدینہ منورہ سے ہے پہنچے ایک حمار وحشی کو زخمی دیکہکر فرمایا اسکو چہوڑ دو اس کا
زخمی کرنیوالا آتا ہوگا چنانچہ وہ اوسی وقت آگیا اوسنے کہا ای رسول خدا آپ اسکو لین
جو چاہین سو کرین مینے اسکو شکار کیا ہے ابوبکر سے فرمایا اسکو رفقا پر تقسیم کردو جب
منزل اُثایہ مین پہنچے یہ ایک جگہہ ہے درمیان رُوَیثہ وعَرج کے تو ایک ہرن کو نیچے سایہ
درخت کے سوتا پایا ایک شخص کو مقرر کیا کہ اوسکے پاس جاکہڑا ہو کوئی محرم اوسکو نہ چہیڑے
جب عَرج مین پہنچے غلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیچہے رہگیا تہا اور جو اونٹ پر تل کا تہا جسپر
سامان ابوبکر وحضرت کا بار تہا وہ کہو گیا یہ زاملہ اوسی غلام کے سپرد تہا ابوبکر نے کہا اونٹ
کدہر ہے اوسنے کہا گم ہوگیا یہ اوٹہکر بطور تادیب اوسکو مارنے لگے اور کہا کہ ایک شتر کی
خبرگیری مین دیا تہا تو نے اوسکو بہی گم کردیا حضرت تبسم فرماتے اور کہتے انظروا الی

هذا المحرم مایصنعم اس سے زیادہ کچھہ نہ فرمایا مقام ابوا مین پہنچے صعب بن جثامہ
نے ایک حمار وحشی ہدیہ مین بھیجا وہ زندہ تہا قبول نکیا جب دیکہا کہ اونکو برا لگا تو فرمایا
کہ ہمنے تمہارا ہدیہ رد نہین کیا مگر ہم محرم ہین جب وادی عسفان مین آئے فرمایا ای ابوبکر
تو جانتا ہے کہ یہ کون وادی ہے یہ وادی عسفان ہے ہود وصالح علیہ السلام کا گزر
اسی وادی پر سے ہوا تہا دو شتر سرخ پر سوار اونکی جہال تہی خرمے کی اور تہبند اونکے
صوف کے تہے اور چادرین اونکی کمل تہین وہ حج کا تلبیہ کہتے تہے پہر جب سرف مین
پہنچے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا وہ رونے لگین فرمایا کیون روتی ہو مگر حیض ہوا
کہا ہان فرمایا کچھہ رنج کی بات نہین ہے اللہ نے یہ امر دختران آدم علیہ السلام پر لکہا
ہے تیرے حج مین کچھہ نقصان نہین ہے جو کام سارے حاجی کرین وہ تو بہی کر مگر
طواف کعبہ نہ کر عائشہ نے نرے عمرہ کا احرام باندہا تہا فرمایا تہا کہ حج کا احرام باندہ لے
چنانچہ ایسا ہی کیا جب وہ پاک ہوئین تب طواف وسعی کی فرمایا اب تو حج وعمرہ سے فارغ
ہوگئی عائشہ نے کہا مین اپنے جی مین دغدغہ پاتی ہون کہ مینے طواف عمرہ کا نہین کیا
مگر بعد وقوف کے عبد الرحمن برادر عائشہ کو حکم دیا کہ انکو تنعیم پر لیجا کہ وہان سے احرام
باندہ کر آئین اور عمرہ ادا کرین علما کے اسجگہ اقوال ہین کہ یہ کیسا عمرہ تہا بعض نے
کہا عمرۂ زیارت تہا واسطے خوشی خاطر عائشہ کے ورنہ طواف وسعی اونکی حج وعمرہ
دونون سے کافی تہے اسلئے کہ وہ متمتع تہین ابتدا احرام مین لکن حج کو عمرہ مین
داخل کر کے قارن ہوگئی تہین یہ قول اصح اقوال ہے دلالت احادیث کی اسی پر ہے
بعض نے کہا کہ جب وہ حائض ہوئین تو حضرت نے اونکو حکم دیا کہ عمرہ چہوڑ کر حج کرو
یہ افراد ہوا جب وہ حج کر چکین تو فرمایا کہ عمرہ کر لو عوض عمرۂ اول کے جسکا احرام باندہا
تہا یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے حنفیہ بہی یہی کہتے ہین حضرت نے مقام
سرف مین صحابہ کو حکم دیا تہا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہین ہے اور وہ اپنے نسک کو عمرہ

کرنا چاہتا ہے تو یہ بات اوسکو درست ہے مگر جسکے ساتھہ ہدی ہے وہ ایسا نکرے لیکن
جب مکہ مین پہنچے تو بطریق جزم و وجوب یون فرمایا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہین ہے وہ اپنی
نسک کو عمرہ کر ڈالے اور احرام سے باہر آئے اور جسکے پاس ہدی ہے وہ بدستور اپنے
احرام پر رہے اور فرمایا اگر میرے ساتھہ بھی ہدی نہوتے تو مین بھی حلال ہوجاتا یعنی احرام
کہول ڈالتا دخول مکہ سے پہلے ذی طوی مین پہنچے وہان اوترے و شب یکشنبہ پنجم ذی حجہ
تہی نماز صبح اوسی جگہہ پڑہی اور غسل کیا اور شہر مکہ مین بعد ذرا سی دیر کے طلوع آفتاب
سے راہ حجون سے داخل ہوئے جب باب بنی شیبہ پر پہنچے یہ دعا پڑہی اللھم زد بیتک
ھذا تشریفا وتعظیما وتکریما ومھابۃ بعض روایات مین آیا ہے کہ جب نظر کعبہ پر
پڑے ہاتہہ اوٹہا کر تکبیر کہے اور یہ دعا پڑہے اللھم انت السلام ومنک السلام حینا ربنا بالسلام اللھم
زد ھذا البیت تشریفا وتعظیما وتکریما ومھابۃ وزد من حجہ واعتمرہ
تکریما وتشریفا وتعظیما وبرا جب مسجد مین آئے تو سیدہی طرف کعبہ کے چلے اور
تحیۃ المسجد نہین پڑہے جب برابر حجر اسود کے پہنچے استلام کیا ہاتہہ نہین اوٹہائے
اور شروع تکبیر سے نہین کیا جسطرح کہ جہال کرتے ہین بلکہ طواف کرنے لگے اور کعبہ کو
دست چپ پر چہوڑا اور کسی جگہہ مین کوئی دعا مروی نہین ہے جو باسناد صحیح ثابت ہوئی
ہو مگر درمیان ہر دو رکن یمانی و حجر اسود کے کہ وہان یہ دعا پڑہے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ
الخ اور تین طوف اول مین جلدی چلے اور قدم نزدیک نزدیک رکہے جسطرح کہ کشتی کرنیوالے
چلتے ہین اور چادر مبارک کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دوش چپ پر ڈالا اور چار طوف
باقی مین آہستہ چلے ؎

ٹہہر گئے وہ جہان سرو باغ تہا گویا	اگر چلے تو نسیم بہار ہوکے چلے

ہر بار جب برابر حجر اسود کے پہنچے تو ایک چوب سے جو دست مبارک مین تہی اوس سے
اشارہ طرف حجر کے کرکے اوس چوب کو بوسہ دیتے وہ لکڑی ایک سر کج ذرا سا عصا تہا

اور بایین رکن یمانی کے طرف رکن کے اشارہ فرماتے لکن ہاتھہ لگانا یا چوب دستی کا بوسہ دینا ثابت نہین ہے ہان حجر اسود کو آپنے بوسہ دیا تہا اور روی مبارک کو اوسپر رکہا اور کبہی دست مبارک اوسپر رکہکر ہاتھہ کو بوسہ دیتے ہے

	بلائین ہاتہون نے میرے جولین ہمارے سارے	بلائین ہاتہونکی لیتا رہا مین ساری کان	

اور حالت استلام مین بسم اللہ واللہ اکبر کہتے اور برابر حجر کے پہنچکر تکبیر کہتے اور کبہی حجر اسود پر پیشانی مبارک رکہدیتے اور سجدہ کرتے پہر اوسکو بوسہ دیتے یہ ساری کیفیات صحیح مین ثابت ہوئی ہین جب طواف کرچکے مقام ابراہیم مین آکر یہ آیت پڑہی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلے پہر دو رکعت نماز اوس جگہہ پڑہی مقام اوس زمانے مین نزدیک کعبہ کے رکہا تہا اون دو رکعتون مین کافرون وقل ہو اللہ پڑہی نماز پڑہکر طرف حجر اسود کے آئے اور استلام کیا اور دروازہ درمیانی سے باہر نکلے صفا کی طرف جانے کو پانچ درہین اونمین سے وسط کو اختیار کیا اور بالای صفا پر آئے جب پاس صفا کے پہنچے یہ آیت پڑہی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پہر کہا ابدء بما بدء اللہ بہ اور روایت نسائی مین ابدؤا بصیغہ امر آیا ہے صفا پر اتنا چڑہے کہ وہان سے کعبہ نظر آیا رو بقبلہ کہڑے ہوکر تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور دعا کی اور کہا اللھم انا نسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا حاجۃ الا قضیتھا تین بار تہلیل کے درمیان تہلیل کے دعا کرتے پہر صفا سے نیچے اترے صفیہ بنت شیبہ نے کہا حضرت نے درمیان صفا و مروہ کے یہ دعا کی تہی رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم اور پیادہ سعی کی صفا سے طرف مروہ کے اور مروہ سے طرف صفا کے آتے جاتے اثناء سعی مین جب ازدحام بہت ہوا تو ناقہ پر سوار ہو لئے

اور باقی سعی کو سوار ہوکر تمام کیا اور طواف قدوم پاپیادہ کیا تھا جسطرح کہ جابر نے کہا کہ سبب طواف اول میں رمل کیا کیونکہ رمل حالت رکوب میں متصور نہیں ہے ہان طواف رکن کا عذر کے سوار ہوکر کیا اور سعی کو مروہ پر ختم کیا جب پاس مروہ کے پہنچتے وہی اذکار و دعوات جو صفا پر کیے تھے پڑہے جب سعی کر چکے صحابہ کو فرمایا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہو وہ حلال ہو جاوے اس تحلل کو اونپر فرض کیا یہ تحلل پورا تھا وطی و خوشبو و جامہ دوختہ وغیرہ سب کو حلال کر دیا چنانچہ روز ترویہ تک کہ ہشتم ذیحجہ ہے سب حلال رہے اور فرمایا کہ اگر مین ہدی نہ لاتا تو خود بہی حلال ہو جاتا یہ روایت کہ حضرت بہی حلال ہو گئے غلط ہے اس جگہ آپنے یہ دعا کی اللهم ارحم المحلقین تین بار انکے لیے اور ایک بار مقصرین کے لیے دعا فرمائی سراقہ بن مالک نے پوچہا کہ یہ فسخ واحلال اسی سال کے لیے ہے یا یہ حکم ہمیشہ کے لیے فرمایا یہ حکم دائم ہے ابد تک ابو بکر و عمر و علی و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم بسبب اسکے کہ ہدی رکہتے تھے حلال نہوئے امہات المومنین البتہ حلال ہوئین اسلیے کہ انکے ہمراہ ہدی نہ تہے فاطمہ علیہا السلام نے بہی احرام کہول ڈالا اسلیے کہ بے ہدی تہین حضرت اس مدت اقامت مین نماز قصر پڑہتے اور اپنی منزل مین مکہ سے باہر ٹہیرے رہے جب چار دن گذرے یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ اور آفتاب اونچا ہوا تو وقت چاشت کے دن پنجشنبہ کو طرف منی کے چلے مجموع خلائق ہمراہ آپکے تہی ٥

سوی منی ران و کرامت ببین		اگر دلی بازار قیامت ببین

پہر جو شخص حلال ہو چکا تہا اوسنے اسدن احرام حج کا باندہا اور ہر شخص نے اپنی منزل سے احرام باندہا منی مین پہنچکر اوترے نماز ظہر و عصر کی پڑہی اور رات وہین بسر کی شب جمعہ تہی جب صبح کو سورج نکلا منی سے روانہ ہوئے ضب کے رستہ پر سے طرف عرفہ کے چلے بعض صحابہ تکبیر کہتے تہے اور بعض تلبیہ آپ کسی پر انکار نہ کرتے جب نمرہ پر پہنچے جو کہ عرفات سے قریب ہے حضرت کا ڈیرہ اوسی جگہہ لگایا تہا وہان اوترے جب سورج ڈہل گیا فرمایا

سواری پر زین کسو سوار ہوکر خطبہ پڑہا خطبہ مین سارے قواعد مسلمانی ذکر کئے اور جڑ شرک و جاہلیت
کی بالکل اوکہیڑ ڈالی اور وہ محرمات جو ساری ملتون مین ثابت التحریم ہین ذکر فرمائے اور
سارے اوضاع جاہلیت کو برطرف کیا اور ربا ہی جاہلیت کو چہڑوایا اور امت کو وصیت کی
کہ عورتون کے ساتہہ رعایت و لطف و احسان کرین اور جو حقوق عورتون کے شوہرون
پر ہین اونکو بیان کیا اور امت کو وصیت فرمائی کہ اللہ کی کتاب کو پکڑے رہین جب تک
ایسا کرینگے گمراہ نہونگے پہر پوچہا کہ تم لوگ میرے حق مین کیا گواہی دیتے ہو سب نے
کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے اللہ کے احکام ہمکو پہنچا دئے اور امت کو پوری نصیحت
کی اور جو حق رسالت کا آپ پر تہا وہ آپنے ادا کر دیا تب حضرت نے انگشت مبارک
طرف آسمان کے اوٹہاکر فرمایا اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد اور ارشاد
کیا کہ حاضرین اس مجمع کے اس مجموع سواعظ کو غائبین تک پہنچا دین پہر اوترے اور بلال
کو حکم دیا کہ اذان کہہ اور اقامت نماز ہو کر ظہر و عصر کو ساتہہ جمع و قصر کے پڑہا اہل مکہ بہی
ہمراہ آپکے تہے اونہون نے بہی نماز اسی طریق سے پڑہی جب نماز پڑہ چکے سوار ہوکر عرفات
مین آئے اور دامن کوہ عرفات مین جہان جہان بڑی بڑی تولین پتہر کی ہین رو بقبلہ ہوکر کہڑے
ہوئے اور پشت شتر پر دعا و تضرع و ابتہال مین لگے یہانتک کہ سارا سورج ڈوب گیا
تب وہان سے چلے اور فرمایا کہ کہڑا ہونا عرفات مین کچہ اسی جگہہ جہان کہ مین کہڑا ہوا ہون
مخصوص نہین ہے بلکہ ساری زمین عرفات کی موقف ہے اور جسوقت کہ حضرت دعا
کرتے تہے ہاتہہ برابر سینہ کے مثل سائل مسکین کے اوٹہائے ہوئے تہے منجملہ اون دعوات
کے جنکا پڑہنا موقف مین ثابت ہوا ہے ایک یہ دعا ہے اللھم لک الحمد کالذی
نقول وخیرا مما نقول اللھم لک صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی والیک مآلی ولک
رب تراثی اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر ووسوسۃ الصدر وشتات
الامر اللھم انی اعوذبک من شر ما تجئ بہ الریح اللھم انک تسمع کلامی

وترى مكانى وتعلم سرى وعلانيتى ولا يخفى عليك شئ من امرى انا البائس الفقير المستغيث المستجير الوجل المشفق المقر المعترف بذنبه اسالك مسئلة المسكين وابتهل اليك ابتهال المذنب الذليل وادعوك دعاء الخائف الضرير من خضعت لك رقبته وفاضت لك عيناه وذل جسده ورغم انفه اللهم لا تجعلنى بدعائك شقيا وكن لى رؤفا رحيما يا خير المسئولين ويا خير المعطين
یہ دعا معجم طبرانی مین ثابت ہے اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اکثر دعا حضرت کی دن عرفہ کے یہ ہوتی تہی لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اور سنن بیہقی مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اکثر دعا میری اور سارے پیغمبرون کی عرفات مین یہ تہی یعنی لا اله الخ اللهم اجعل فى قلبى نورا وفى سمعى نورا وفى بصرى نورا اللهم اشرح لى صدرى ويسر لى امرى اعوذبك من وسواس الصدر وشتات الامر وفتنة القبر اللهم انى اعوذبك من شر ما يلج فى الليل وشر ما يلج فى النهار وشر ما تهب به الرياح ومن شر بوائق الدهر عرفات مین یہ آیت اوتری اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا اوسدن ایک شخص حاضرین عرفات سے اونٹ پرسے گر پڑا اور مرگیا حضرت نے فرمایا کہ اوسکو پانی اور بیر کے پتون سے نہلا کر اوسی چادر واِزار احرام مین دفن کرین اور خوشبو نہ ملین اور اوسکے سر و پا کو نہ چہپائین یہ دن قیامت کے لبیک کہتا ہوا حاضر محشر ہو گا جب بعد تمام غروب کے عرفات سے چلے اسامہ بن زید کو اپنا ردیف کیا اور مہار شتر کو ہاتہہ سے کہینچے رہے یہانتک کہ سر شتر کا برابر زین کے تہا اور فرمایا اے لوگو آرام سے چلو اور ساکن رہو کہ نیکی و خوبی کچہہ جلد چلنے مین نہین ہے اور نہ پرہیزگاری شتابی کرنے مین ہے اور مازمین کے رستہ سے پہرے اوسی طریق و عادت پر جو عید گاہ کے جاتے وقت رکہتے تہے وہی کام اس راہ عرفات مین بہی مرعی

رکہا اثنا میں راہ مین شتر کو تہوڑا سا فرو کیا درمیان شتابی ودیہ کے جہان کشادہ جگہہ ملتی وہان
قدرے تیز کر دیتے اور جب بلندی پر پہنچتے باگ ناقہ کی چہوڑ دیتے تا کہ آسانی سے چڑہ جائے
اور مجموع راہ مین تلبیہ کہتے ایک جگہہ راہ مین ایک درہ کوہ کی طرف مائل ہو کر اوترے
اور نقض وضو کر کے ہلکا وضو کیا اسامہ نے کہا کیا آپ نماز پڑہینگے فرمایا نماز آگے ہے
سوار ہو کر مزدلفہ مین آئے یہان کامل وضو کیا اور حکم دیا اذان ہوئی اقامت کہی گئی نماز
شام پڑہی پہلے اس سے کہ اونٹون کو بٹہا کر بار اوتارین جب اونکا بار اوتارا تو پہر اقامت
ہوئی اور نماز عشا پڑہی اس نماز کے لئے اذان نہین کہی گئی اور درمیان فرض مغرب
و فرض عشا کے کوئی نماز نہین پڑہی پہر سو رہے اور شب زندہ داری نہ کی یعنے نماز تہجد
نہین پڑہی شب مزدلفہ کے زندہ رکہنے مین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی رات ہے
ضعفاء اہلبیت کو رخصت کر دیا کہ آگے جاوین اور منی مین صبح سے پہلے پہنچ رہین لیکن
یہ فرما دیا تہا کہ جب تک سورج نہ نکلے رمی جمار نکرین ہان ایک جماعت نساء کو وقت شب
بہیجدیا تہا اونہون نے بعذر خوف مزاحمت رات ہی کو کنکریان ماری تہین علماء کے
قول اس مسئلہ مین تین ہین شافعی واحمد کہتے ہین کہ بعد نصف شب کے سب کو رمی جمرہ
عقبہ جائز ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کسی کو طلوع مہر سے پہلے جائز نہین ایک جماعت نے
کہا قادر کو جائز نہین مگر بعد سورج نکلنے کے اور معذور کو جائز ہے غرضکہ جب صبح ہوئی
نماز صبح اول وقت مین پڑہی نہ وقت سے پہلے جسطرح کہ بعض نے گمان کیا ہے پہر
سوار ہو کر مشعر حرام مین آئے یہ ایک ٹیلہ ہے درمیان مزدلفہ کے اوسپر عمارت نو بنا دی ہے
اور بعض مشائخ حدیث وفقہاء نے کہا ہے کہ مشعر ایک کوہچہ ہے جانب چپ پر حجاج
کے سو یہ سہو ہے اس جماعت کا صحیح یہ ہے کہ مشعر حرام یہی مقام معروف مشہور ہے
اس جگہہ رو بہ قبلہ کہڑے ہو کر دعا و تضرع وابتہال مین مشغول ہوئے اور طلوع آفتاب کے
قریب تک ذکر و تکبیر و تہلیل کرتے رہے پہر طرف منی کے روانہ ہوئے اس مرتبہ فضل ابن عباس

ردیف تھے اور اسامہ بن زید درمیان قریش کے پیادہ چلتے تھے اور فضل بن عباس سے فرمایا کہ رمی کے لئے کچھہ کنکریان اوٹھا لو اونھون نے زمین پر سے سات کنکریان چنکی لے لین اور حضرت کو دین حضرت اپنے کف مبارک مین اونکو غبار سے پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے امثال ہولاء فارموا وایاکم والغلو فی الدین فانما هلك من کان قبلکم بالغلو فی الدین اس راہ مین ایک عورت قبیلہ خثعم کی نہایت خوبصورت سامنے آئی اور پوچھا کہ میرا باپ بوڑہا ہے پشت شتر پر اچھی طرح نہین بیٹھہ سکتا مین اوسکی طرف سے حج کرون فرمایا ہان تو اوسکی طرف سے حج کر فضل بن عباس حضرت کے ردیف تھے اوسکی طرف دیکھنے لگے حضرت نے اپنے ہاتھ سے سامنے فضل کے اوٹ کر لی تاکہ ایک دوسرے کو نہ دیکھے اسی راہ مین ایک اور بڑھیا سامنے آئی اور اپنی بوڑھیا ماں کا حال کہا کہ وہ بہت عاجز و ناتوان ہے اگر مین اوسکو شتر پر لادون بیم ہلاک ہے کیا مین اوسکی طرف سے حج کرون فرمایا تیری ماں پر اگر قرض ہوتا تو تو اوسکا قرض ادا کرتی یا نہین کہا ہان فرمایا ماں کے لئے حج کر کہ اللہ کا قرض ادا کرنا اولی تر ہے جب بطن وادی محسر پر پہنچے جو ایک بیابان ہے اول منی پر شتر کو خوب تیز ہانکا اور جلد اوس وادی سے باہر نکل گئے عادت شریف نبوی ایسے جمیع مواضع مین جہان کہ اعداء حق پر کچھہ بلا و عذاب آیا تھا یہی تھی کہ جلد اوس جگہہ سے گذر جاتے اس بطن محسر مین اصحاب فیل پر جو کچھہ گذرا تھا وہ قرآن پاک مین مذکور ہے اسکو وادی محسر اسی لئے کہتے ہین کہ ہاتی اسجگہ تھک کر درماندہ ہوگئی تھی اور طرف مکہ کے کسیطرح جنبش نکرتی تھی یہ بطن محسر ایک برزخ ہے درمیان منی و مزدلفہ کے نہ منی مین ہے نہ مزدلفہ مین جسطرح عرنہ و نمرہ ایک برزخ ہے درمیان عرفہ و مشعر حرام کے غرضکہ اسی طرح طریق وسطی پر طرف منی کے چلے اسفل وادی مین آگئے اور برابر جمرہ عقبہ کے کعبہ کو دست چپ پر اور منی کو دست راست پر چھوڑ کر سوار رہکر ہفت سنگریزون کو یک یک محل جمرات پر مارا اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا اور بعد رمی جمار کے تلبیہ کہنا قطع کیا بلال

واسامہ بن زید ہمرکاب تھے ایک کے ہاتھ مین باگ اونٹ کی تھی اور ایک
چھوٹی سی چادر ہی لگائے ہوئے تھا کہ زحمت دہوپ کی نہ پہنچے بعد رمی کے فرودگاہ
پر تشریف لائے نزدیک مسجد خیف کے اور وہان ایک خطبہ بلیغ پڑہا چنانچہ مجمع خلایق کو آواز
پہنچی انکو بہی جو اندر خیمون کے تھے اور یہ ایک آپکا معجزہ تہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس خطبہ مین خلایق کو اعلام کیا حرمت روز نحر وفضل نحر کا نزدیک حق سبحانہ وتعالی کے
اور لوگون سے فرمایا کہ مناسک حج کے سیکھ لو شاید مین دوسری بار حج نکرون اور حکم
فرمایا کہ ہر امیر کی بات سنو اطاعت کرو جب تک کہ وہ طرف کتاب اللہ کے بلائے اور
مہاجرین وانصار کو اپنے منازل مین اوتار کر کہا کہ بعد اسکے اب تم کافر نہو نا کہ بعض
بعض کو قتل کرین اور جان لو کہ جو شخص کوئی قصور کرتا ہے وہ اپنی جان پر کرتا ہے
واعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا
جنۃ ربکم پہر لوگون کو رخصت فرمایا اور کہا جو لوگ اس مجلس مین حاضر ہین اونہون نے
جو کچہ احکام اسلام کے سنے ہین وہ غائبین کو پہنچا دین پہر منحر مین آئے یہ ایک جگہہ
مشہور ہے درمیان بازار منی کے وہان ترسٹھہ ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر
کئے اونٹون کو ہاتھہ باندہکر کہڑا کیا یہ تعداد مطابق شمار عمر مبارک تہی اور علی مرتضی کو حکم
دیا کہ نحر صد شتر کو پورا کرو ۳۷ شتر اونہون نے نحر کئے فرمایا انکا گوشت پوست جہول سب
مساکین کو بانٹ دو اور جزار کو جو انکی کہال کینچے کچہ نہ دو بلکہ اجرت اپنے پاس سے دو
اور انس نے جو یہ کہا ہے کہ حضرت نے فقط سات اونٹ اپنے ہاتہہ سے نحر کئے یہ کچہہ
معارض حدیث سابق کے نہین ہے اسلئے کہ انس نے اتنے ہی شتر نحر کرتے دیکہے پہر
وہ چلے گئے جابر نے ۶۳ کا نحر ہونا دیکہا جب نحر سے فارغ ہوئے آگاہ فرمایا کہ تمام
زمین منی جائی نحر ہے اور سب راہین مکہ کی راہ ہین اور کچہ خصوصیت نحر کی بعض جگہہ
سے نہین ہے پہر حلاق کو بلا کر سر مبارک کو منڈایا معمر بن عبد اللہ بن نافع بن نضلہ

استرہ لیکر کہڑے ہوئے فرمایا یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمۃ اذنیہ وفی یدک الموسی فقال معمر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ان ذلک لمن نعمۃ اللہ علی ومنہ قال اجل پہر اشارہ کیا کہ جانب راست سے حلق کرو جب وہ جانب راست سے حلق کر چکے اون بالونکو تقسیم فرمایا اون لوگونپر جو جانب کے تہے پہر اشارہ طرف جانب چپ کے کیا جب اوس طرف کا حلق ہو چکا سارے بال ابوطلحہ لیو و حالانکہ وہ جانب راست سے بہی حصہ لیچکے تہے سب لوگون سے زیادہ جب حلق ہو چکا اور لوگون مین ہر کسیکو ایک یا دو تار موی نصیب ہوئے تب ناخن انگشتان مبارک کے کترائے اور وہ بہی لوگون مین تقسیم فرمائے اسی طرح بہت سے صحابہ نے حلق کیا اور تہوڑون نے تقصیر کی پہر زوال سے پہلے روانہ طرف مکہ کے ہوئے اور طواف افاضہ کیا اسکو طواف زیارت وطواف صدر بہی کہتے ہین بعض احادیث مین آیا ہے کہ طواف زیارت مین شب تک تاخیر کی مشائخ حدیث نے کہا یہ غلط ہے پہر طواف سے فارغ ہو کر چاہ زمزم پر آئے عباس اور اونکی اولاد پانی بہرتی تہی فرمایا پانی بہرو اگر یہ بات نہوتی کہ لوگ تمپر غلبہ کرینگے تو مین خود پانی کہینچتا اور تمکو سقایت آب پر مدد دیتا اونہون نے ایک ڈول پانی کا حضرت کے سامنے کیا کہڑے کہڑے پیا اور یہ کہڑا ہونا واسطے بیان جواز کے تہا یا واسطے ضرورت وحاجت کے حضرت اس طواف مین راحلہ پر سوار تہے سبب اس سواری کا بعض کے نزدیک کثرت ازدحام کی تہی یا واسطے اشراف واطلاع کے لوگون پر تاکہ سب حضار آپکو دیکہین اور طواف کا طریقہ سیکہہ لین اور آداب طواف معلوم کر لین اور بعض نے کہا کہ پای مبارک مین زخم تہا اس ضرورت سے سوار ہو کر طواف کیا اور فی الفور منا مین واپس آئے اور نماز ظہر کی منی مین پڑہی صحیحین مین اسی طرح مروی ہے اور صحیح مسلم مین آیا ہے کہ نماز ظہر کی مکہ مین پڑہی اکثر علما نے اسی روایت مسلم کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس حدیث کو دو صحابی نے روایت کیا ہے جابر وعائشہ نے اور پہلی روایت کو فقط ابن عمر نے روایت کیا ہے اور عائشہ

اخص مین ساتھہ حضرت کے اور دانا تر ہین آپکے احوال سے اور بعض نے حدیث ابن عمر کو
راجح کہا ہے اسلئے کہ متفق علیہ ہے اور اوسمین کچھہ اضطراب نہین ہے اور نیز رجال اسناد اعظم
واجل ہین جب منا مین آئے رات یہین گزاری دوسرے دن انتظار کیا جب سورج ڈہل گیا
پیادہ پا پہلے نماز ظہر سے طرف جمرۂ اولی کے گئے یہ جمرہ پاس مسجد خیف کے ہے سات کنکریان
پہینک کر مارین اور ہر سنگریزہ کے ساتھہ تکبیر کہی جب رمی سے فارغ ہوئے چند قدم
جای رمی سے آگے بڑہکر جای سہل مین پہنچکر برابر قبلہ کے کہڑے ہوکر دعا کی اتنی دیر تک
کہ کوئی شخص سورۂ بقرہ پڑہے غرضکہ دعا کرتے رہے جب دعا کر چکے جمرۂ وسطی پر آئے
اوسی طرح رمی کی وہان سے راہ دست چپ پر چلے چند قدم درمیان وادی کے جاکر کہڑے ہوئے
اور یعنی دعا کی برابر دعای اول کے پہر چلکر سامنے جمرۂ عقبہ کے آئے اور برابر جمرہ کے
کہڑے ہوکر کعبہ کو دست چپ پر اور منا کو دست راست پر کرکے سات کنکریان مارین
ہر رمی پر تکبیر کہی اور اوسی دم بے توقف پہرے اور وہان کچھہ دعا نہ کی اسکی دو وجہ ہین
ایک یہ کہ ازدحام عظیم تہا اور جگہہ کہڑے ہونے کی نہ تہی دوسرے یہ کہ دعا ای رمی صلب
عبادت مین کرلی تہی اور اندر عبادت کے دعا کرنا بہتر ہے اس سے کہ پیچہے عبادت کے
کرے اسی طرح نماز مین غالب دعوات حضرت کی بعد تشہد کے سلام سے پہلے ہوتی
تہی پہر کوچ کرنے مین جلدی نہین فرمائی بلکہ تین دن تمام ٹہیرے رہے اور کچھہ چوتہے
دن ٹہیرے وہ دن شنبہ و یکشنبہ و دوشنبہ تہا چوتہے دن سہ شنبہ کو بعد ظہر کے رمی کرکے
روانہ ہوئے اور محصب مین کہ ایک جگہہ ہے باہر مکہ سے اور اوسکو ابطح بہی کہتے ہین
اوترے اسلئے کہ ابو رافع جو حضرت کے گماشتہ بار خانہ تہے وہ اس جگہہ اوترے تہے
اور حضرت کا خیمہ اوس جگہہ لگادیا گیا تہا حسب اتفاق نہ بمقتضای امر شریف لہذا
وہان منزل کی اور نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا پڑہی اور ذرا سا رات کو سوئے جب بیدار
ہوئے سوار ہوگئے اور مکہ مین جاکر طواف وداع کیا اس طواف مین رمل نہین کیا

عائشہ نے عمرہ نکیا تہا اوس رات چاہا کہ عمرہ کرین انکو اجازت دی اور انکے بہائی عبد الرحمن کو ساتھہ کر دیا کہ تنعیم تک جو حرم سے باہر ہے لیجاؤ وہان جاکر اونہون نے احرام باندہا کہ مین آکر عمرہ تمام کیا ابہی رات تمام نہوئی تہی کہ عمرہ سے فارغ ہوکر محصب مین آگئین حضرت نے پوچہا تم فارغ ہوآئین کہا ہان حکم کوچ کا دیا سب نے کوچ کیا حضرت طواف وداع کر چلے گئے اور وہان سے اسفل مکہ مقام کدا کی طرف سے روانہ ہوئے تحصیب مین اختلاف ہے بعض علما نے کہا امر اتفاقی تہا کچہہ آداب وسنن حج سے نہین ہے بعض نے کہا نہین بلکہ سنن حج وتمام مناسک سے ہے اسلئے کہ حضرت نے منا مین فرمایا تہا کہ انا نازلون غدا ان شاء الله تعالى بخيف منى حيث تقاسموا على الكفر مراد خیف بنی کنانہ سے یہی محصب ہے اسی جگہہ قریش وبنی کنانہ نے باہم عہد وحلف کیا تہا کہ بنی ہاشم وبنی مطلب سے آمیزش نکرینگے اور مناکحت ومواصلت ومبایعت بجانہ لائینگے جبتک کہ وہ حضرت کو اونکے سپرد نکردین اور حضرت نے وہان پر اوترنے سے یہ قصد کیا تہا کہ شعائر اسلام کو ظاہر کرین جہان کہ پہلے شعائر کفر ظاہر ہوئے تہے

فصل

ایک جماعت اہل علم وفقہ نے کہا ہے کہ جب حضرت نے حج کیا تو اندر کعبہ کے گئے اسلئے اندر کعبہ کے جانا منجملہ سنن حج کے ہے لکن احادیث وآثار دلیل ہین اسپر کہ جس سال حضرت نے یہ حجۃ الوداع کیا اندر کعبہ کے نہین گئے بلکہ سال فتح مکہ ہشتم سال ہجرت مین گئے تہے صحیحین مین ابن عمر سے اسی طرح آیا ہے معہذا فرمایا تہا انی دخلت البیت ووددت ان لم اکن فعلت انی اخاف ان اکون اتعبت امتی من بعدی عائشہ نے درخواست کی کہ مین اندر کعبہ کے جاؤن فرمایا دو رکعت حجر مین پڑہ لے کہ یہ ویسا ہی ہے جیسے کہ کعبہ کے اندر پڑہین رہا وقوف کرنا ملتزم مین سو حدیث ابن عمر سے سنن ابو داؤد مین

ثابت ہے کہ حضرت نے درمیان رکن و کعبہ کے کہڑے ہوکر روئے وسینہ کو دیوار کعبہ پر رکھکر اور دونون ذراع اور دونون دوش مبارک کہول کر دیوار سے ملائے محتمل ہے کہ یہ بات بہی سال فتح مین ہو یا سال حج مین یا دونون سالون مین بہر حال مجاہد وشافعی اور ایک جماعت اعلام نے کہا ہے کہ بعد طواف وداع کے ملتزم مین کہڑے ہوکر دعا کرنا مستحب ہے کوئی مخلوق اوس جگہہ کوئی سی بہی حاجت رب العزت سے نہین مانگتی مگر وہ حاجت اوسکی روا ہوتی ہے غرضکہ حضرت برابر کعبہ کے نماز صبح پڑہکر طرف مدینہ طیبہ کے روانہ ہوئے اس نماز مین سورہ والطور پڑہی تہی راہ مدینہ مین جب منزل روحا مین پہنچے رات کو ایک گروہ دیکہا اونپر سلام کیا اور پوچہا تم کون ہو اونہون نے کہا ہم مسلمان ہین تم کون ہو کہا مین رسول خدا ہون ایک عورت نے سامنے آکر کہا کہ اس کودک کا بہی حج درست ہے فرمایا ہان اور تجکو بہی ثواب ملیگا جب ذی الحلیفہ مین پہنچے رات کو وہان رہے صبحکو مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جب مدینہ کو دیکہا تین بار تکبیر کہی پہر کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ پہر مدینہ مین داخل ہوئے **ف** جس ذبیحہ سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے وہ تین طرح پر ہے ایک ہدی دوسرے اضحیہ تیسرے عقیقہ حضرت نے ہدی ہین گوسفند بہی بہیجی ہے اور شتر بہی اور امہات مومنین کے لئے گاؤ ہدی کی تہی جب حج کو گئے ہدی کو اپنے ہمراہ لے گئے اور جب عمرہ کو جاتے تب بہی ہدی ہمراہ لیجاتے اور جس سال نجاتے ہدی کو اورون کے ہمراہ بہیجدیتے لکن اوسوقت کوئی چیز آپ پر حرام نہوتی عادت یہ تہی کہ جب بکری کو ہدی کرتے تو اوسکی گردن مین کچہہ لٹکا دیتے تاکہ علامت ہدی کی ہو اسی طرح اگر شتر کو ہدی کرتے تو تقلید کردیتے اور اشعار بہی فرماتے اور جب

ہدی بہیجتے تو کہدیتے کہ اگر راہ مین مرنے لگے تو ذبح کر دینا اور اوسکی نعل کو خون آلودہ کر کے اوسکے صفحہ پر کہدینا اور کوئی اوسکا گوشت نہ کہائے بلکہ جمیع اجنبی پر اوسکا گوشت تقسیم کر دینا اور شترکا ہفت کس کی طرف سے ہدی کرتے اور سوار ہونا ہدی پر مباح فرماتے لیکن وقت حاجت کے جب تک کہ دوسری سواری نہ آئے اور اونٹ کو کہڑا کر کے اوسکا دست چپ باندہکر نحر کرتے اور وقت نحر کے تسمیہ و تکبیر کہتے اور جب گوسفند ذبح کرتے پای مبارک صفحہ پر رکہتے اور امت کے لئے مباح فرمایا ہے کہ وہ گوشت اپنے ہدی و ضاحی کا کہائیں پہر کبہی گوشت ہدی کا تقسیم فرماتے اور کبہی حکم دیتے کہ جسکو حاجت ہو وہ کاٹکر لیجائے اس سے بعض علما نے استدلال کیا ہے کہ جواز نہب و نثار پر اور جو ہدی کہ عمرہ مین لیجاتے اوسکو مروہ مین نحر کرتے اور جو حج مین لیجاتے اوسکو منا مین اور ہرگز نحر نکرتے مگر بعد نماز عید کے اور عید سے پہلے بہی ہدی کو نحر نکرتے ترتیب امور کی یون تہی کہ دن عید کے اول رمی جمرۂ عقبہ پہر نحر پہر حلق پہر طواف کرتے اور ہرگز اضحیہ کرنا ترک نفرماتے گوسفند نیر دار ذبح کرتے اور فرماتے کہ مجموع روز عید و سہ روز ایام تشریق ایام ذبح ہین مسائل ان ابواب کے رسائل مناسک مین لکہے ہین اس جگہہ مقصود اس ذکر سے فقط اتنا ہے کہ طالب آخرت و تاجر عقبی کو چاہیئے کہ عبادت حج و عمرہ کی مطابق سنت صحیحہ و سیرت نبویہ کی بجالائے سو صورت حج کی یہ تہی جو اسجگہہ لکہی گئی

فصل

یہان تک جو کچہہ لکہا ہے وہ سب صورت ظاہری تہی اعمال حج کی ہر عمل کا ایک بہید ہے اور مقصود اوس سے عبرت و تذکیر اور یاد کرنا ہے ایک کام کو آخرت کے کامون مین سے سو اصل حقیقت اوسکی یہ ہے کہ آدمی کو اسطرح پیدا کیا ہے کہ اپنے کمال سعادت کو

نہ پہنچے جب تک کہ باقی کو فانی پر اختیار نکرے اور اسی کام کا مشہور ہے تابعداری ہوا کی سبب اوسکی بربادی کا ہے اور جب تک وہ اختیار رکہتا ہے اور جو کچہہ کرتا ہے وہ دستور شرع پر نہین کرتا ہے تب تک وہ پیرو ہوا کا ہے اور معاملہ اوسکا بندہ جیسا نہین ہے حالانکہ سعادت اوسکی بندگی مین ہے یہی سبب ہے کہ اگلے ملتون مین رہبانیت و سیاحت کرتے تہے تاکہ عبادت کرنیوالے اون لوگون کے بیچ مین سے نکلجائین جو عابد و طالب آخرت نہین ہین چنانچہ وہ لوگ شہرون سے نکل کر پہاڑون پر جا رہتے اور ساری عمر ریاضت و مجاہدہ کرتے حضرت سے پوچہا کہ ہمارے دین مین سیاحت و رہبانیت نہین ہے فرمایا ہمکو اوسکے بدل مین جہاد و حج دیا گیا ہے غرضکہ اللہ نے اس امت کو عوض سیاحت و رہبانیت کے حج دیا کیونکہ جو مجاہدہ سے مقصود ہے وہ اسمین حاصل ہے اور سوا اوسکے اور عبرتین بہی ظاہر ہین کہ اللہ نے کعبہ کو شرف بخشا اوسکو اپنی طرف منسوب کیا اور ایک بادشاہون کا سا دربار مقرر فرمایا اوسکے جوانب کو حرم ٹہیرایا اور وہان کے شکار اور درخت کو حرام کر دیا واسطے تعظیم و حرمت کے اور عرفات کو سامنے حرم کے اسطرح پر رکہا جسطرح کہ سامنے درگاہ ملوک کے میدان ہوتا ہے تاکہ سب طرف لوگ اس گہر کا قصد کرین باآنکہ یہ بات بہی جانلین کہ اللہ منزہ ہے اس سے کہ کسی گہر مین یا مکان مین نزول و حلول کرے لیکن جب شوق بڑہا ہوا ہوتا ہے تو جو چیز کہ دوست کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ محبوب و مطلوب ٹہیر جاتی ہے ~~ع~~ اسی گل بتو خرسندم تو بوئی کسے داری ✲ اس بنیاد پر اہل اسلام نے اس شوق مین اہل و مال و وطن کو چہوڑ دیا اور جنگل و بیابان کا خطرہ اوٹہایا اور بندہ وار درگاہ الٰہی کا قصد کیا ~~ص~~

	جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد		کہ جان خستہ دلان سوخت در بیابانش

پہر اللہ نے اس عبادت مین ایسے کام بتالے جنکو عقل نہین پا سکتی ہے جیسے کنکریان مارنا اور درمیان صفا و مروہ کے دوڑنا یہ اسلئے کہ جو بات عقل دریافت کر سکتی ہے

نفس کو بھی اوس سے انس ہوتا ہے جانتا ہے کہ مین کیا کرتا ہون اور کسلئے کرتا ہون
کیونکہ جب یہ بات جان لیگا کہ کنکر اوڑ دینے مین سلوک کرتا ہے ساتھ درویشون کے اور
نیاز مین خاکساری کرتا ہے سامنے خدای جہان کے اور روزہ مین شکست دیتا ہے
لشکر شیطان کو تو طبیعت اوسکی موافقت عقل پر حرکت کریگی اور کمال بندگی یہ ہے کہ
محض فرمانبرداری کرسکو کوئی متقاضی باطن سے پیدا نہو سو رمی وسعی اسی طرح کی شئی ہے
کہ سوای محض بندگی کے نہین ہوسکتی اسی جگہہ سے حضرت نے دربارہ حج بالخصوص یہ
فرمایا ہے لبیك بحجۃ حقا تعبدا ورقا اسکا تعبد ورق نام رکہا ایک گروہ کو جو یہ
تعجب ہے کہ مقصود و مراد ان اعمال سے کیا ہے سو یہ اونکی غفلت ہے حقیقت کار سے
کہ مقصود اس سے بے مقصودی اور غرض اس سے بغیر ضی ہے تاکہ بندگی پیدا ہو
اور نظر بندہ کی محض فرمانبرداری پر ہو اور عقل وطبع کو کوئی راہ طرف اوسکے اور کچہہ
نصیب اوس سے حاصل نہو تاکہ وہ یہ سب کام واسطے آخرت کے کرے کیونکہ سعادت
آدمی کی اپنی نیستی دیلئے نصیبی مین ہے تاکہ بندہ سے سوای حق اور فرمان بری کے
اور کچہہ صادر نہو دوسرا مین عبرتین حج کی سو اس سفر کو ایک طرح سے مثل سفر آخرت کے
رکہا ہے کہ اس سفر مین مقصد خانہ ہے اور اوس سفر مین مقصد صاحب خانہ اب
چاہیئے کہ اس سفر کے مقدمات واحوال سے اوس سفر کا احوال یاد کرے جب گہروالون اور
دوستون کو رخصت کرے جانلے کہ یہ ویسا رخصت کرنا ہے جو کہ سکرات موت مین
ہوگا چنانچہ یہ چاہیئے کہ اس سفر سے پہلے ساری علائق سے فارغ البال ہوجائے پہر
باہر نکلے آخر عمر مین یہ چاہیئے کہ دل ساری دنیا سے خالی کرلے ورنہ سفر کرنا اوسپر تلخ
ہوجائیگا اور جب سارا زاد سفر جملہ انواع سے طیار کرلے اور سب طرحکی احتیاط بجالائے
اور جانلے کہ وہ بیابان مین بے برگ نرہیگا تو اب یہ جانلے کہ میدان قیامت اس
میدان سے کہین درازتر وہولناک تر ہے اور وہان یہان سے بہی زیادہ حاجت

زاد و برگ کی پڑیگی اور جب ایسی چیز کہ جلد ہی تباہ ہو جاتی ہے اپنے ساتھہ لے اسلئے
کہ وہ اوسکے پاس نہ رہیگی اور زاد سفر کے لائق نہین ہے تو یہ جانے کہ اسی طرح
ہر طاعت جو ریا و تقصیر کے ساتھہ آمیختہ ہوتی ہے وہ لائق زاد آخرت کے نہین ہے جب
جمازہ پر بیٹھے جنازہ کو یاد کرے کہ بالیقین یہی جنازہ اوسکا سفر عقبی مین مرکب
ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پہلے اس سے کہ وہ جمازہ سے اوترے وقت جنازہ کا آجائے
اسلئے یہ چاہئے کہ یہ سفر ایسا ہو کہ اوس سفر کے لئے زاد ہو سکے اور جب احرام کا کپڑا
پہنے اور جامہ عادت بدن سے اوتارے اور یہ احرام دو ازار سفید کا ہوتا ہے تو کفن
کو یاد کرے کہ اوس سفر کا جامہ بہی مخالف اس جہان کی عادت کے ہوگا اور
جب عقبات و خطرات صحرا و بیابان دیکھے تو چاہئے کہ منکر و نکیر و حیات و عقارب
گور کو یاد کرے اور جان لے کہ لحد سے محشر تک ایک بیابان عظیم ہے جسمین بہت
سی گھاٹیان دشوار گزار ہین اور جسطرح بے بدرقہ کے آفت صحرا سے سلامتی میسر
نہین ہو سکتی ہے اسی طرح گور کے ہولون سے بے بدرقہ طاعت کے سلامت
رہنا سخت مشکل ہے اور جسطرح کہ جنگل مین اہل و فرزند و دوستون سے تنہا ہو جاتا ہے
اسیطرح گور مین سب سے اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہے تو جانے کہ یہ جواب ہے اللہ
کی پکار کا روز قیامت مین بہی اسی طرح کی پکار ہوگی اوس دن کی ہول کا اندیشہ
کرے اور خطر مین اس ندا کے ڈوب جائے کہ علی بن حسین علیہما السلام وقت احرام
کے زرد ہو جاتے بدن پر لرزہ پڑتا لبیک نہ کہہ سکتے پوچھا تو کہا مجھے ڈر ہے کہ
اگر مین لبیک کہون تو کہین یہ جواب نہ ملے لا لبیک و لا سعدیک یہ کہکر اونٹ
کے اوپر سے بیہوش ہو کر گر پڑے ابو سلیمان دارانے وقت احرام کے لبیک نکہا ایک
میل تک جاکر بیہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا کہا اللہ نے موسی علیہ السلام کو وحی
بہیجی تہی کہ تو اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجکو یاد نکیا کرین اور میرا نام نہ لین

کیونکہ جو کوئی مجکو یاد کرتا ہے مین اوسکو یاد کرتا ہون اور جبکہ وہ ظالم ہین تو مین اونکو لعنت کے
ساتھہ یاد کرونگا اور یہ سنا ہے کہ جو کوئی مال شبہ کا خرچ کریگا اور لبیک کہیگا تو اوسکو یہ جواب
ملیگا لا لبیک ولا سعدیک حتی ترد ما فی یدیک طواف وسعی کی یہ صورت ہے کہ جیسے
غریب اور محتاج لوگ درگاہ مین بادشاہونکی جاتے ہین تو آس پاس کوشک محل کے
پھرتے ہین کہ موقع پاکر دست دیکھکر اپنی حاجت عرض کرین اور میدان عسکر ہی مین آتے جاتے
ہین اور ایسے شخص کو ڈھونڈتے ہین جو اونکی سفارش کرے اور امیدوار رہتے ہین کہ نگاہ
بادشاہ کی نظر اونپر پڑے اور وہ متوجہ ہو سو صفا و مروہ کے درمیان جو مسافت ہے وہ مثل
اوس میدان کے ہے وقوف عرفات کا اور مجتمع ہونا انواع خلق کا اطراف جہان سے اور دعا
کرنا اونکا زبانہای مختلفہ ولغتہای گوناگون سے مانند عرصات قیامت کے ہے کہ وہان
سارے خلائق جمع ہوگی اور اولین و آخرین باہم آئینگے اور ہر شخص اپنے حال مین مشغول
ہوگا اور درمیان رد و قبول کے متردد رہیگا۔ پاپتھر مارنا سو مقصود اوس سے اظہار بندگی
کا ہے بطریق تعبد و رقیت کے اور نیز مشابہت پیدا کرنا ہے ساتھہ ابراہیم علیہ السلام کے
کہ جہان ساتھے اونکے ابلیس لعین آیا تھا تاکہ اونکو شک و شبہ مین ڈالے سو اگر تیرے جی
مین یہ خیال ہوے کہ اونپر تو شیطان ظاہر ہوا تھا اور مجھپر ظاہر نہین ہوا مین کسلیے پتھر مارون تو یہ
خطرہ خود تجکو طرف سے شیطان کے ہوا ہے اب تو پتھر مار کے اوسکی پشت کو توڑ دے کیونکہ
اوسکی پشت اسی بات سے شکستہ ہوتی ہے کہ تو بندہ فرمانبردار ہو اور جو کچھہ تجکو حکم ہوا ہے
وہ تو بیدریغ بجا لاوے اور تصرف دار باقی نہین کرے اور حقیقت مین جانلے کہ اس پتھر مارنے
سے تونے شیطان کو مقہور کیا ہے یہ ذرا سا بیان ہے عبرت ہای حج کا جو شخص اس مقدار کو
پہچان لیگا اوسپر بقدر صفائی فہم و شدت شوق و تمام جد و جہد کے اسرار کھلنے اور بہت سے
معنی نمودار ہونے لگینگے اور ہر ایک معنی سے نصیب لیگا وہی معنی اوسکے عبادت کی
زندگی و جان ہوگی اور مجرد صورت سے کام اوسکا آگے بڑھ جائیگا ف حج کے بعد سفر مدینہ

نبوی ہے جب مدینہ منورہ مین پہنچکر مراتب نماز و زیارت ادا کرے تو اس نعمت کی قدر سمجھے
احیاء الاحیاء مین کہا ہے فاذا استقر فی منزلہ فلا ینبغی نعم اللہ علیہ من زیارۃ
البیت والنبی صلعم فیکفر النعمۃ ویعود الی الغفلۃ واللھو فما ذلک علامۃ الحج
المبرور بل علامتہ ان یزھد فی الدنیا ویرغب فی الآخرۃ ولقاء رب البیت بعد
البیت انتھی ایک روایت مین طریق اہلبیت سے آیا ہے اذا کان اخر الزمان خرج الناس
للحج اربعۃ اصناف سلاطینھم للنزھۃ واغنیاءھم للتجارۃ وفقراؤھم للمسئلۃ
وقراءھم للسمعۃ انتھی اسکے بعد لکہا ہے کہ فاذا فرغ من ھذہ کلھا فلیلزم
قلبہ الخوف والحزن فانہ لا یدری اقبل حجہ ام لا ثم لینظر فی قلبہ فان وجدہ
متجافیا عن دار الغرور مستانسا باللہ فلیثق بالقبول وان کان بخلاف
ذلک فیوشک ان یکون حظہ من سفرہ العناء والتعب واللہ اعلم

خاتمہ بیان مین ذکر حق تعالی کے

لباب و مقصود ساری عبادات کا یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرے نماز ایک ستون ہے دین کا مقصود
اوس سے بہی یاد کرنا خدا کا ہے جسطرح کہ فرمایا ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر
ولذکر اللہ اکبر قرآن پڑہنا افضل ترین عبادات ہے اسلئے کہ اللہ کا کلام پاک ہے اللہ
کو یاد دلاتا ہے جو کچہہ قرآن کے اندر ہے سبب ہے نماز کی ذکر الہی کا مقصود روزہ سے
بہی یہی ہے کہ شہوت ٹوٹے سو جب دل زحمت شہوات سے خلاص ہوگا تو صاف
ہوکر قرار گاہ ذکر خدا ٹہیریگا کیونکہ جب تک دل آگندہ شہوت ہوتا ہے ذکر کرنا اوسکو
ممکن نہین ہوتا اور اگر ذکر کرتا ہے تو وہ اوسکے اندر تاثیر نہین بخشتا مقصود حج سے
کہ زیارت خانہ خدا ہے ذکر خداوندخانہ ہے تاکہ شوق اوسکے دیدار کا جوش مارے ع

	اوخانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ		حاجی بره کعبہ و من طالب دیدار

پس معلوم ہوا کہ ساری عبادات کا لب لباب ذکر خدا ہے بلکہ اصل مسلمانی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے یہی عین ذکر ہے باقی ساری عبادتیں اسکی تاکید ہیں اور اللہ جو اپنے بندہ کو یاد کرتا ہے پھر وہ اسی ذکر کا ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا ثمرہ ہوگا ۔

ذکرت ثم علی ما فیک من عوج		انت ثمینة و احلم ما علیک فقل

اللہ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا سو یہ یاد معلوم چاہیے اگر یہ دائم نہو سکے تو اکثر احوال میں تو ضرور ہی درکار ہے کہ فلاح اسیکے ساتھ وابستہ ہے واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون غرضکہ کنجی فلاح کی یہی ذکر بسیار ہے اور ذکر اذکر جسے اکثر احوال بیان ہوں کمتر احوال ہیں اسی جگہہ سے یہ فرمایا ہے الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم ان لوگوں پر ثنا کی کہ یہ کھڑے بیٹھے لیٹے ذکر خدا کیا کرتے ہیں کسی حال میں بھی غافل نہیں ہوتے ۔

	یکدم ہمی نبود کہ فکر رہی نشود		ورد زبان و مونس جان ہست نام یار	

اور فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خیفۃ و دون الجہر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین حضرت سے پوچھا تھا کہ کون کام بہت افضل ہے فرمایا تو مرے اور تیری زبان ذکر حق سے تر ہو حدیث ابو الدرداء میں فرمایا کیا میں تمکو آگاہ نکروں کہ تمہارے اعمال میں بہتر اور ستھرا تر نزدیک خداوند کے اور بہت بڑھکر درجات میں اور بہتر صدقہ کرنیسے سونے چاندی کے اور جہاد کرنیسے ساتھ دشمنان خدا کے گو وہ تمہاری گردن ماریں اور تم انکی گردن مارو کیا ہے کہا ان لوگوں نے کہا اللہ کا ذکر کرنا رواہ احمد و الترمذی و الحاکم اسمیں دلیل ہے اس بات پر کہ ذکر علی العموم خیر اعمال ہے معاذ بن جبل نے مرفوعا کہا ہے کہ جنت والے کسی چیز پر حسرت نکرینگے مگر اس ساعت پر جوکہ انپر دنیا میں بے یاد حق کے گزری ہے رواہ الطبرانی و البیہقی نے کہا علامہ شوکانی تحفۃ الذاکرین میں کہا ہے وہ فی کو نخصر

لا یحضرون الا علی هذہ الخصلۃ اعظم دلیل علی انہا عند اللہ تعالی بمکان عظیم وان اجرہا فوق کل اجر انتہی ہ

این غم عشق تو صد حیف زعمری کہ گذشت	پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم

یہہ بہی فرمایا ہے کہ جب کچہہ لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہین تو فرشتے اونکو گہیر لیتے ہین اور رحمت اونکو ڈہانپ لیتی ہے اور اوپر سکینہ اوترتا ہے اور اللہ اونکا ذکر اپنے پاس والون مین کرتا ہے رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ ہ

آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ درو	یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

حدیث معاذ مین فرمایا ہے ما عمل ابن آدم عملا انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ قالوا و لا الجہاد فی سبیل اللہ قال و لا الجہاد فی سبیل اللہ الا ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع ثلاث مرات اخرجہ الطبرانی و ابن ابی شیبۃ یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے جہاد سے حدیث ابو موسی مین فرمایا ہے لو ان رجلا فی حجرہ دراہم یقسمہا و آخر یذکر اللہ لکان الذاکر للہ افضل رواہ الطبرانی یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے صدقہ سے حدیث انس مین رفعا آیا ہے اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا یا رسول اللہ وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر رواہ الترمذی حدیث قدسی مین بروایت ابو ہریرہ فرمایا ہے قال اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ رواہ الشیخان اسمین صراحت ہے اس امر کی کہ اللہ وقت ذکر کے ہمراہ اپنے بندہ کے ہوتا ہے مقتضی اس معیت کا یہ ہے کہ اوسکی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور توفیق وتسدید سے اوسکی مدد کرتا ہے یہ ایک معیت خاصہ ہے اور ہو معکم اینما کنتم مین معیت عامہ ہے پہر ذکر خفی کا ثواب بہی مخفی مقرر فرمایا اور ذکر جہر کا ثواب جہر

غرضکہ ذکر خدا لُبِّ لباب و اصل مقصود اولو الالباب اور غایت مطلوب سب الارباب ہے اللّٰھم وفقنا ف ذکر کے چار درجے ہین ایک یہ کہ زبان پر ہو اور دل غافل ہے ایسے ذکر کا اثر ضعیف ہوتا ہے مگر کسی قدر اثر سے خالی نہوا ہے کہ جو زبان خدمت مین مشغول ہوتی ہے وہ اوس زبان سے بہر حال بہتر ہے جو بیہودہ کام مین مصروف ہے یا معطل و بیکار ہے دوسرے یہ کہ ذکر دل مین ہو لیکن متمکن نہو اور قرار نہ پکڑے بلکہ یہ حال ہو کہ دل کو تکلف سے اوسپر لگایا جاتا ہے یہانتک کہ اگر یہ مشقت و کلفت نہو تو دل خود بالطبع اوسکی طرف نہ آئے بلکہ غفلت و حدیث نفس مین مصروف رہے تیسرے یہ کہ دل مین جگہہ پکڑ لے اور مستولی و غالب و متمکن ہو جائے یہانتک کہ بتکلف اوسکو اور کام پر لگائین تو لگے والا فلا یہ بہت عظیم درجہ ہے چوتھے یہ کہ دل پر مذکور مستولی ہو نہ ذکر مذکور سے مراد حقتعالی ہے کیونکہ فرق ہے درمیان اوسکے کہ سارا دل اوسکا مذکور کو دوست رکھے اور درمیان اوسکے کہ اوسکا دل ذکر کو دوست رکھے ؎

فرق ست میان آنکہ یارش در بر
با آنکہ دو چشم انتظارش بر در

کمال تو یہی ہے کہ ذکر و آگاہی ذکر کی دل سے چلی جائے اور فقط مذکور رہجائے خواہ ذکر تازی ہو یا فارسی کہ یہ دونون حدیث نفس سے خالی نہین ہوسکتے ہین بلکہ عین حدیث نفس ہین اور اصل یہ ہے کہ دل حدیث تازی و فارسی و ہر چیز سے خالی ہو اور بالکل محو مذکور ہو جائے کوئی اور چیز اوسمین گنجایش نکرے یہ نتیجہ ہے محبت مفرط کا محب صادق کی توجہ بالکل طرف محبوب کے ہوتی ہے بلکہ کمال شغل دل سے وہ اپنا نام تک بھی بھول جاتا ہے جب کسیکو ایسا استغراق ہوگا اور وہ آپ کو اور ہر چیز کو جو سوا حقتعالی کے ہے فراموش کریگا تو اب اول قدم تصوف پر پہنچے گا اس حالت کو صوفیہ فنا و نیستی کہتے ہین کہ جو کچھ ہے اوسکے ذکر سے نیست ہوگیا ہے اور خود بھی نیست ہوا کہ آپ کو بھی بھول گیا اللہ تعالی کے بہت سے عوالم ہین جنکی

ہمکو خبر نہین ہے وما یعلم جنود ربك الا هو اور وہ جہان ہمارے حق مین نیست ہین اور ہست ہمارا وہ ہے جس سے ہمکو آگاہی ہے اور ہم اوسکی خبر رکہتے ہین سو یہ عوالم کہ ہست ہین خلق ہین جب کسیکو یہ فراموش ہوگئے تو پہر اوسکے سامہنے نیست ہین اور جب اوسنے اپنی خودی کو بہی فراموش کردیا تو وہ اپنے حق مین بہی نیست ہوگیا پہر جب کوئی چیز پاس اوسکے نرہی سو حق تعالی کے تو ہست اوسکا وہی حق تعالی ہوا جسطرح مثلا کوئی آسمان و زمین کو دیکہتا ہے تو یہ سمجہتا ہے کہ جہان اس سے زیادہ نہین ہے جو کچہہ ہے سو یہی ارض وسما و ما بینہما ہے اسی طرح یہ شخص اگر کچہہ نہین دیکہتا مگر حق تعالی کو اور کہتا ہے جو کچہہ ہے سو اللہ ہے اوسکے سوا کچہہ نہین ہے اب جدائی درمیان سے اسکے اور اللہ کے اوٹہہ گئی اور یگانگی حاصل ہوئی یہ پہلا عالم ہے توحید و وحدانیت کا یعنی خبر جدائی کی نرہی کیونکہ اوسکو جدائی اور دوری سے آگاہی نہین ہوتی ہے جدائی تو وہ جانے جو کہ دو چیز جانتا ہو آپ کو اور حق کو اور اسکا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ سے بیخبر ہے اور سوا ایک وحدہ لاشریک لہ کے کسی کو بہی پہچانتا نہین ہے وہ جدائی کو کیا جانے اور دوری کو کیا سمجہے

عجب داری از سالکان طریق
کہ باشند در بحر معنی غریق
بسودای جانان زجان مشتغل
بذکر حبیب از جہان مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ
چنان مست ساقی کہ می ریختہ
الست از ازل ہمچنان شان بگوش
بفریاد قالوا بلی در خروش
مئ صرف وحدت کسی نوش کرد
کہ دنیا و عقبی فراموش کرد

جب ذاکر اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو صورت ملکوت کی اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہے ارواح ملائک و انبیار کی اچہی شکلو نمین نمودار ہوتی ہین اور جو درگاہ رب العزت کے خواص ہین وہ ظاہر ہونے لگتے ہین اور ایک حال عظیم پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ عبارت

دمیان ہین نہین آسکتا پھر اگر وہ آپ مین بھی کسی وقت آتا ہے اور کاروبار سے دیگر سے آگہی پاتا ہے تو بھی اثر اوس حالت کا ساتھ اوسکے رہتا ہے اور شوق اوس حالت کا اوسیکے دل پر غالب رہا کرتا ہے اور دنیا اور ما فیہا اور جسمین کام مین خلق ہے یہ سب چیزین اوسکے دل کو بری لگتی ہین وہ اپنے تن سے انکے اندر اور اپنے دل سے غائب ہوتا ہے اور لوگون کو اوس دنیا مین مشغول دیکھکر تعجب کرتا ہے کہ کس کام سے محروم ہین اور لوگ اوسپر ہنستے ہین کہ وہ بھی ہماری طرح کیون نہین مشغول دنیا ہوتا ہے اور گمان کرتے ہین کہ مگر دیوانہ وسودائی ہوگیا ہے حدیث مین فرمایا ہے اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون رواہ ابن حبان عن ابی سعید الخدری واحمد وابو یعلی وقال الحاکم صحیح الاسناد یعنی جو لوگ ذکر خدا سے غافل ہین اوسکو پاگل ٹھہری کہنے لگتے ہین کیونکہ ہردم اوسکو ذکر مین دیکھتے ہین اور حرکت لیکوا ور اضطراب بدن کو خوف خدا سے معلوم کرتے ہین تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے وکثیرا ما تری من لا شغل لہ بالطاعات او من ہو مشتغل بمعاصی اللہ یظہر السخریۃ باہل الطاعۃ والاستہزاء بہم لانہ قد طبع علی قلبہ وصار فی عداد المخذولین انتہی غرضکہ پہلی منزل ذکر کی تو یہ ہے کہ سوا خدا کے کچھہ آگاہی کسی شئی کی نہو نہ اپنی اور نہ دوسرے کی

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست	بر عارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفتن این با حقائق شناس	ولی خردہ گیرند اہل قیاس
کہ پس آسمان و زمین چیستند	بنی آدم و دام و دد کیستند
پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند	بگویم گر آید جوابت پسند
کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک	پری آدمی زاد و دیو و ملک
ہمہ ہرچہ ہستند ازان کمتر اند	کہ با ہستیش نام ہستی برند

کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ واجب الوجود اور ممکن اس ذکر و استغراق سے ایک ہو جاتے ہین کہ یہ فہم مخالف شرع حق ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کمال استغراق سے سبکی نیستی اور حق کی ہستی ایسی دل پر طاری وساری ہو جاتی ہے کہ سب فانی فی الحال اور حق باقی علی کل حال نظر آتا ہے اور یہ بات موافق شرع ہے حضرت نے یہ مصرع تمثیلاً پڑہا تہا ع الا کل شئی ما خلا اللہ باطل دوسرا مصراع اسکا یہ ہے ع وکل نعیم لا محالۃ زائل ؛ جسطرح نظامی گنجوی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

پناہ بلندی و پستی توئی		ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی	

ایسا ذاکر ساری مہلکات سے بیخبر اور ساری منجیات کے ساتھہ متصف ہوتا ہے اسی کا نام ولایت حق ہے ایسے ہی شخص کو اللہ کا ولی فرمایا ہے اور اوسکو یہ مژدہ سنایا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون اور اونکی پہچان دنیا مین یہ بتائی ہے ان اولیاؤہ الا المتقون ف اگر کوئی شخص اس درجۂ فنا و نیستی کو نہ پہنچے اور یہ احوال و مکاشفات اوسکو پیدا نہون لیکن ذکر اوسپر مستولی ہو تو یہ بہی ایک کیمیاء سعادت ہے کیونکہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت بہی مستولی ہوگی پہر وہ ایسا ہو جائیگا کہ اللہ پاک اوسکو سارے جہان و مافیہا سے زیادہ تر محبوب ہوگا والذین آمنوا اشد حبا للہ اصل سعادت یہ ہے کہ جب بازگشت طرف حق کے ٹہیری والی ربک المنتہی اور یہ رجوع مرگ سے ہوتا ہے تو اب اوسکو کمال لذت مشاہدۂ حق کی بقدر محبت کے حاصل ہوگی جسطرح کہ دنیا کسی شخص کو محبوب ہوتی ہے تو اوسکا درد و رنج بہی فراق دنیا مین بقدر عشق دنیا کے ہوتا ہے سو جو شخص ذکر بہت کرتا ہو اور اوسکو احوال صوفیہ کے پیدا نہون تو اوسکو یہ نچاہیئے کہ نفور ہو جاوے کیونکہ سعادت کچہہ اوسی حالت پر موقوف نہین ہے دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوگیا اور واسطے کمال سعادت کے مہیا و طیار ہوا تو اب جو کچہہ اس جہان مین

پیدا انہو کا وہ بعد مرگ کے اوس جہان مین ظاہر ہو پیدا ہو جائیگا اسلئے یہ چاہئے کہ ہمیشہ لازم ذکر اور مراقبہ دل کا رہے غفلت کو پاس آنے نہ دے کہ ذکر دائم کلید عجائب ملکوت و باب حضرت لاہوت ہے و آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تم ریاض جنت مین چرو مراد ان ریاض سے حلقہ ہاے ذکر ہین رواہ الترمذی عن انس حاصل مقام یہ ہے کہ خلاصہ جملہ عبادات اور نخبہ جمیع ریاضات کا ذکر ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ وقت پیش آنے امر و نہی کے اللہ کو یاد کرے اور معصیت سے دست بردار ہو کر فرمان برداری مین چست و چالاک رہے اور اگر ذکر سے یہ بات حاصل نہین ہے تو پہر وہ ذکر حدیث نفس ہے اوسکی کچہ اصل و حقیقت نہین ہے ف فضائل ذکر کے احادیث صحیحہ مین بہت آئے ہین اور صیغے ذکر کے کتب اذکار مین لکہے ہین بہتر ذکر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے سارے اذکار کا مرجع اسی مدعا کی طرف ہے اسکو تہلیل کہتے ہین پہر تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ پہر تحمید یعنی الحمد للہ پہر درود شریف پہر استغفار الفاظ ان اذکار کے کئی طرح پر آئے ہین جیسے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ان دو کلمون کے حق مین فرمایا ہے کہ زبان پر ہلکے رحمن کو پیارے ترازو مین بہاری ہین رواہ البخاری اور جیسے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ له الملک وله الحمد وهو علی کل شیٔ قدیر کہ اگر برابر کف دریا کے گناہ ہون تو بخشدئے جائین اور جیسے استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القیوم و اتوب الیہ یا جیسے سید الاستغفار ابن مسعود نے کہا ہے قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ جو کوئی اونکو پڑہکر توبہ و استغفار کریگا اوسکے گناہ معاف ہو جاوینگے ایک یہ آیت والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ دوسری یہ آیت ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما اللہ نے اپنے رسول مقبول صلعم کو فرمایا ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا چنانچہ بعد اسکے نزول کے حضرت یون کہا کرتے تہے

سبحانك اللهم وبحمدك اللهم اغفرلی انك انت التواب الرحيم کتاب نزل الابرار مین اذکار وادعیہ ماثورہ مع دلائل وتخریج وتفقہ معانی نہایت بسط سے مذکور ہین اور ہر وقت وموقع کے لئے دعوات واذکار مقرر ہین سلمان سے زیادہ نہو سکے تو اتنا تو بہت ہی ضرور ہے کہ ہر کام کے لئے ایک دعا ئی مختصر اور ہر وقت کے لئے ایک ذکر معتبر منجملہ ماثورات کے خصوصاً جو کہ اصح الصحیح ہین یاد کرلے اور خیال کرکے اوس موقع ووقت پر اونکو زبان ودل سے کہہ لیا کرے تاکہ الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات مین داخل رہے گو ابرار واخیار کے مرتبہ عظیم کو نہ پہنچے بارے نفس مغفرت سے تو محروم نرہیگا کیونکہ طبقات عباد چار ہین ایک فائزین دوسرے ناجین تیسرے معذبین چوتھے ہالکین انکا بیان رسالہ توزیع العباد مین لکھا گیا ہے ٭

علی اننی راض بان احمل الہوی	واخلص منہ لا علیّ ولا لیا

فصل بیان مین اوراد کے

اللہ تعالی نے آدمی کو اس عالم غربت مین کہ ایک عالم خاک وآب ہے واسطے تجارت کے بھیجا ہے ورنہ حقیقت اوسکی روح کی علوی ہے اور وہ وہان سے اس خاکدان فانی مین آیا ہے اور پھر وہین کارستہ لیگا ٭

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے	کہان سے ہم کہان پکڑے ہوئے بیگار مین آئے

سرمایہ اوسکا اس تجارت مین یہی اوسکی عمر ناپائدار وحیات مستعار ہے یہ سرمایہ ہمیشہ نقصان مین ہے اگر فائدہ ونفع اوس سے نہ لین تو ساری پونجی زیان مین جائے اور انجام اوسکا ہلاک ہو ولہذا ارشاد فرمایا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مثال اسکی اوس شخص کی سی ہے کہ پونجی اوسکی یخ ہو اور وہ موسم گرما مین اوسکو فروخت کرے اور کہے ای سلمانون

مہربانی کرو ایسے شخص پر جسکی پونجی گلی جاتی ہے اسی طرح پونجی عمر کی گذر رہی ہے کہ جسقدر تمام
عمر کا انفاس چند ہین عالم مین اللہ کے سو جن لوگون نے نظر اس امر کا دیکھا وہ اپنے انفاس
کے مراقب ہوئے اور جان لیا کہ ہر نفس ایک گوہر بے بہا ہے اوس سے ہم شکار سعادت
ابدی کا کر سکتے ہین اور وہ اس سرمایہ پر مشفق تر تھے بہ نسبت اسکے کہ کوئی شخص سرمایۂ
زر و سیم پر خائف ہو یہ شفقت اونکی یون تہی کہ اونہون نے اوقات شب و روز کو
خیرات و حسنات پر تقسیم کر رکہا تہا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا تہا اور اوراد
مختلف مقرر رکہے تہے تاکہ کوئی وقت ضایع نجائے کیونکہ وہ جانتے تہے کہ سعادت
آخرت اوسی شخص کے لئے ہے جو کہ اس جہان سے گیا اور انس و محبت خدا کی اوسکے
دل پر غالب تہی سو یہ انس بدون دوام ذکر کے میسر نہین آتا ہے اور محبت بجز معرفت کے
نہین ملتی اور معرفت بغیر تفکر کے حاصل نہین ہوتی سو مداومت ذکر و فکر کی تخم ہے
ہر سعادت کا اور ترک کرنا دنیا و ترک شہوات و معاصی اسی لئے ہوتا ہے کہ فرصت
ذکر کی اور فراغت واسطے فکر کے ہاتہہ آئے اور جو کہ دل کا ہمیشہ ایک صفت و حال
پر رہنا سخت مشکل ہے اسلئے اوراد مختلف رکہے گئے ہین کوئی کالبد سے جیسے نماز اور
کوئی زبان سے جیسے قرآن و تسبیح اور کوئی دل سے جیسے تفکر تاکہ ملال نہو اور ہر وقت
مین ایک نیا شغل سامنے آئے اور حالت بدلتی رہے سو اصل بات یہ ہے کہ اگر ساری
اوقات کار آخرت مین صرف نہو تو بیشتر اوقات تو صرف ہی کرے تاکہ پلہ حسنات کا جہکتا رہے
اگر نیمہ اوقات دنیا و تمتع مباحات مین برباد جائے تو نیمہ اوقات تو کار دین مین صرف ہو
حالانکہ اس حالت مین یہ بیم لگا ہوا ہے کہ کہین پلہ سیئات کا راجح نہو جائے کیونکہ صرف
دل کا دین کے کام مین خلاف طبع ہوتا ہے اور مشکل سے اوسمین اخلاص آتا ہے
اور جو کار بے اخلاص ہے وہ بیفائدہ ٹہیرتا ہے بہت سے اعمال مین کبہی ایک عمل
اخلاص سے اتفاق ہو جاتا ہے اسلئے اکثر اوقات کا کار دین مین صرف ہونا مناسب ہے

دنیا کا کام تابع دین کے ہو ولہٰذا اللہ نے فرمایا ہے ومن آناء اللیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضی اور فرمایا واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا اور فرمایا وکانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون یہ سب اشارہ ہے طرف اِسکے کہ بیشتر اوقات کا طاعت وعبادت خدا مین مشغول ہونا چاہیئے سو یہ بات بغیر تقسیم اوقات کے نہین بن پڑتی ہے **ف** دن کے وظیفے پانچ ہین ایک صبح سے سورج نکلنے تک یہ بڑا مبارک وقت ہے اِس وقت مراقب انفاس کا رہے خواب سے بیدار ہونے کی دعا پڑہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور پہر طہارت ومسواک کر کے سنت فجر کی گہر مین پڑہکر مسجد مین آکر فرض صبح ادا کرے اور طلوع مہر تک تسبیح واستغفار وقرآن وتفکر مین مشغول رہے دوسرے یہ کہ طلوع سے اشراق تک مسجد مین صبر کرے تسبیح مین رہکر مشغول ذکر وفکر ہو پہر دو رکعت نماز یا چار رکعت پڑہے اور جب ایک پہر دن چڑہے تو نماز چاشت پڑہے عیادت بیمار مشایعت جنازہ یا حاجت برآری مین کسی مسلمان کے رہے یا مجلس علم مین حاضر ہو تیسرے یہ کہ چاشت سے لیکر نماز ظہر تک چار کام مین سے ایک کام کرے اگر تحصیل علم پر قادر ہے تو یہ عبادت سب سے فاضل تر ہے ایسا علم حاصل کرے جو آخرت مین نافع ہو اور دنیا کی رغبت کو ضعیف کرے اور اعمال کے عیوب وآفات کو کہولے اور اخلاص کی طرف بلائے نہ علم جدل وخلاف وقصص وکلام وفلسفہ وغیرہا کہ ان علوم سے حرص دنیا کی بڑہتی ہے اور تخم حسد وفخر کا جمتا ہے **ع**

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضایع ست سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق	جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت ست علمی کہ رہ بحق ننماید جہالت ست

اور اگر قدرت علم پر نہین رکہتا ہے تو مشغول عبادت رہے یہ کام عابدون کا ہے اور ایک مقام بزرگ ہے خصوصًا ایسے ذکر مین مشغول ہونا جو دل پر غالب آجائے

یہ بھی نہو سکے تو علما و صوفیہ کی خدمت کرے کہ یہ خدمت عبادت نفل سے افضل ہے خلق کو راحت پہنچانا مسلمانوں کی مدد کرنا اجر عظیم رکھتا ہے اگر یہ بھی نہو تو کسب مین مشغول ہو امانت و دیانت سے اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے کمائی کرے کسی کو ہاتھ و زبان سے نہ ستائے اور زیادہ طلبی سے باز رہکر قدر کفایت پر قناعت کرے یہ بھی منجملہ عابدین کے ہوگا اور درجہ مین اصحاب الیمین کے گو سابقین اور مقربین سے کم ہو کیونکہ اقل درجات یہ ہے کہ ملازم درجہ سلامت رہے اور بہتر یہ ہے کہ نفع مال کا عشر سے زیادہ نہ لے سلف اسیطرح کیا کرتے تھے چوتہا وظیفہ وقت زوال سے عصر تک کا ہے زوال سے پہلے قیلولہ کرے تاکہ رات کو تہجد پڑہ سکے پھر جاگکر اذان سے پہلے مسجد مین پہنچکر تحیۃ المسجد پڑہکر نماز ظہر ادا کرے پھر ظہر سے تا عصر تعلیم علم و درس تفسیر و حدیث و سلوک و معاونت مسلمین مین مشغول رہے یا قرات قرآن یا کسی کسب حلال مین بقدر احتیاج بس بس پانچوان وظیفہ عصر سے غروب تک کا ہے مسجد مین آکر نماز عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑہے یعنی علاوہ تحیۃ المسجد کے اس نفل کا اجر عظیم ہے پھر جو شغل اوپر لکہا ہے اونمین سے کسی کے ساتھہ مشغول ہو اور نماز شام سے پہلے مسجد مین آکر مشغول تسبیح و استغفار رہے کہ فضیلت اسوقت کی مثل بامداد کی فضیلت کے ہے اور جس شخص کی اوقات بے ضبط و ربط ہوتی ہین کہ کس وقت کیا اتفاق پڑتا ہے تو اکثر عمر اوسکی برباد جاتی ہے رہے وظائف شب کے سو وہ تین وظیفے ہین ایک مغرب سے عشا تک اسکے بیچ کا وقت زندہ رکہنا بڑی فضیلت رکہتا ہے کہا ہے کہ تتجافی جنوبھم عن المضاجع سے یہی یا بین عشائین مراد ہے پھر نماز عشا پڑہکر لہو وغیرہ مین مشغول نہو کہ خاتمہ شغل کا یہی ہے اور آخر کار کا خیر ہونا اچھا چاہئے والعاقبۃ للمتقین دوسرا وظیفہ سونا ہے سو اگرچہ خواب عبادت نہین ہے لیکن جبکہ آراستہ آداب و سنن سے ہوگی تو بمنزلہ عبادت کے ٹھیریگی اب چاہئے کہ رو بقبلہ ہو کر

داہنے ہاتھ کی کروٹ پر سوئے جسطرح مردہ گور مین رکھا جاتا ہے خواب برادر مرگ ہے اور بیداری مانند حشر کے کیا لگتا ہے کہ جو روح خواب مین قبض کرلی ہے وہ پھر واپس نہو اسلیئے یہ چاہیے کہ کام آخرت کا سنوار لے یعنی طہارت پر سوئے توبہ کرلے وصیت نامہ لکھا ہوا زیر بالین طیار رکھے اور زبردستی نیند نہ لائے اور نرم فرش پر نہ سوئے کہ نیند غالب آجائے کیونکہ خواب تعطیل عمر ہے بلکہ تمام رات دن مین آٹھہ ساعت سے زیادہ نسوئے کہ یہ ایک تہائی ہے چوبیس ساعت کی اگر اسطرح پر کریگا تو اگر ساٹھہ سال کی عمر ہوئی تو گویا بیس برس اوسمین سے ضائع گئے اور سوتے گذرے اب اس سے زیادہ عمر برباد کرنا کیا ضرور ہے آب وسواک اپنے ہاتھہ سے مہیا کرکے پاس رکھے تاکہ تہجد کو اوٹھے اگر بہ نیت تہجد سورہیگا اور آنکھہ نہ کھلے تو بھی نیت کا ثواب پائیگا پھر سوتے وقت یہ دعا پڑہے باسمک ربی وضعت جنبی وباسمک ارفعہ اور آیۃ الکرسی و معوذتین و سورۂ تبارک پڑہے اور باوضو سوجائے تیسرا وظیفہ تہجد ہے بعد نصف شب کے اسوقت دو رکعت نماز کا پڑہنا بہت سی نمازہای دیگر سے فاضلتر ہوتا ہے کیونکہ اسوقت دل صاف ہوتا ہے اور کچھہ مشغلہ دنیا کا نہین ہوتا اور دروازے رحمت کے کشادہ ہوتے ہین غرضکہ باوقات شب و روز ہر وقت مین ایک کام کا ہونا چاہیے کوئی وقت بے شغل خیر کے برباد نہ جائے جب ایک رات دن اس طرح پر گذرا تو ہر دن رات اسی طرح پر بسر کرے آخر عمر تک یون ہی کرتا رہے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو پھر امل دراز کو کوتاہ کرے اور اپنے جی سے یہ کہے کہ آج تو تو اسی طرح کاٹ شاید آج کی رات یا کل تو مرجائے اسی طرح ہر روز جی کو سمجھا لے اور جب مواظبت سے رنجور ہو تو جانے کہ مین سفر مین ہون وطن میرا آخرت ہے اور سفر مین رنج غربت اوٹھانا پڑتا ہے لیکن تسلی اس بات پر ہے کہ یہ سفر جلد ختم ہوجائیگا اور وطن مین جاکر آرام ملے گا اور مقدار عمر کا خود ظاہر ہے کہ کتنا ہے خصوصًا جبکہ اوسکو عمر جاودان سے جو آخرت مین ہوگی

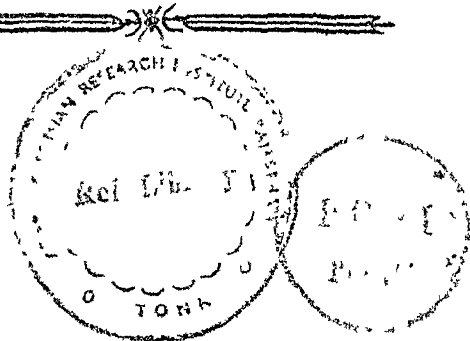
موازنہ کیا جائے سو اگر ایک شخص بقدر ایک سال واسطے دس سال کی راحت کے رنج اوٹھائے تو کیا عجب ہے کہ سو برس کا رنج واسطے سو ہزار سال کے بلکہ واسطے راحت جاودان کے گوارا کرے وباللہ التوفیق آج یہ رسالہ روز یکشنبہ تاریخ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۲ ہجری کو سات دن کی مدت مین تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی والحمد للہ اولا وآخرا

تمت بالخير

صحت نامہ بذل المنفعہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۱۳	سراد	مراد	۴۲	۱۱	پہرپہر	پہرپہر
۵	۱۷	فریضتہ	فریفتہ	″	۱۷	خیر	خبر
″	۱۶	انجر	انجم	۴۷	۱	چاہے	چاہیے
۹	۲۱	تزبینہ	تزیینہ	۵۰	۴	نتکون	فتکون
۱۷	۴	مُدای	مدہی	۵۴	۲۱	سجدۃ	سجدتہ
۱۹	۱۸	تسعموا	تسمعوا	۵۷	۱۹	جہرسے	جہری
۲۲	۱۵	صلواتکم	صلوٰتکم	۶۳	۱۱	سے بہتر	کے بہتر
۲۳	۷	ین	بن	۸۹	۱۴	وخیجر	وخیجر وخردترہ و
۲۷	۱۱	بہتر	بہتریہ	۹۲	۳	خشیتہ	خشیۃ
۲۸	۴	پڑہے	پڑہتے	۹۶	۹	با	یا
۲۹	۲۰	علانیتہ	علانیتہ	۹۷	۱	غازمین	غارمین

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۹۸	۲	عادم	غارم	۱۱۹	۱۷	واحد	واجد
"	۱۲	حبان	حبان و	۱۲۰	۵	حاجی کے	حاجی کو کرے
۱۰۰	۳	نزکلات	نزکوات	"	۱۵	نہم	ہشتم
۱۰۱	۲۱	نطرہ	نطرے کا	"	۱۸	اور ڈرانہیں بیر کرکے سورج نکل آئے	اور آشنا ہیں بیر کرکے سورج نہ نکلے
۱۰۲	۱۳	السفر	سفر				
۱۰۹	۳	اسفلی	السفلی	۱۲۹	۲۰	پہوپنچے	پہوپنچتے
۱۱۲	۱۲	نہ ڈورتے	ڈرے	۱۳۱	۴	پڑھے	پڑھتے
۱۱۴	۱۷	او	و	۱۳۲	۱۹	الذی نقول	الذی تقول
۱۱۵	۴	العیشۃ	المعیشۃ	"	۲۰	لرب	رب
۱۱۶	۱۷	پراکب	ایرکب	۱۴۷	۷	واذکرو	واذکروا


RESEARCH INSTITUTE TONK